10993

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر

تاریخ مسجد فضل لندن

مرتبہ

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن

جسے

مینجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

نے

دسمبر ۱۹۲۷ء

میں شائع کیا

بار اول

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تواریخ مسجد فضل لنڈن

یعنی لنڈن کی سب سے پہلی مسجد کے آغاز سے افتتاح تک کی تواریخ

یہ رسالہ اس لئے لکھا گیا ہے۔ کہ پبلک کو اس مسجد کے تفصیلی حالات معلوم ہوں۔ جو حال ہی میں سلطنت برطانیہ کے دارالامارۃ شہر لنڈن میں تعمیر کی گئی ہے۔ اور جس کے افتتاح کے شاندار ذکر سے دنیا کے تمام ممالک کے اخبارات کے صفحے مملو ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ جس قدر شہرت اس مسجد کی دنیا کے مختلف حصص اور گوشے گوشے میں ہوئی ہے۔ اور جس قدر عمائد اور معززین اس کے رسمِ افتتاح کے وقت جلسے میں شریک ہوئے۔ اور جس قدر تار اور مضامین اس کے لئے اخبارات میں چھاپے گئے۔ اور جس قدر خوشی کا اظہار ہر طبقہ کے لوگوں کی طرف سے اس کی تعمیر پر کیا گیا ہے۔ اس قدر دنیا کی کسی عبادت گاہ کی تعمیر پر آج تک نہیں ہوا ؛

اِس مسجد کے حالات اور تاریخ بیان کرنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس جماعت اور سلسلہ کا ذکر مختصر طور پر کیا جائے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ توفیق دی کہ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے سب سے بڑے شہر میں سب سے پہلا خدائے واحد کا گھر تعمیر کرے اور اس طرح تثلیث دہریت اور مادیت کے مرکز میں حقیقی اور مقدس توحید کی بنیاد قائم کر کے مشرق اور مغرب سیاہ اور سفید غرض ہر قوم اور نسل کے طالبانِ حق کو ایک نقطۂ اتحاد پر جمع

کرے۔ اور اس بابرکت مقام سے ازلی اور ابدی صداقتوں کی اشاعت کرے۔ جن پر انسان کی تمام رُوحانی۔ اخلاقی۔ علمی اور مادی ترقیوں کا مدار ہے۔ اسلام کو خدا نے اس لئے دُنیا میں نہیں بھیجا تھا۔ کہ وہ ایک رازِ سربستہ رہے۔ مشیّتِ الٰہی یہ تھی۔ کہ یہ مذہب تمام عالم کے لئے ہے۔ اور جبر سے نہیں۔ بلکہ اپنے حُسن و جمال و سچے دلائل کے اثر سے دلوں میں داخل ہونے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس کا خدا حقیقی خدا ہے۔ جو اپنی ذات و صفات میں یکتا تمام خوبیوں کا منبع تمام حُسنوں کی کان اور تمام احسانات کا سرچشمہ ہے۔ اس کی محبت تو الگ اس کی سزا بھی رحم اور محبت پر مبنی ہے۔ پھر سب سے بڑھکر یہ کہ وہ خود بندہ سے تعلق پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور اسی لئے اس نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ وہ بندہ سے وصل و تعلق کا اس سے زیادہ طالب ہے جتنا بندہ خدا سے وصل کا۔ وہ ہر شخص سے ہمکلامی کو تیار ہے۔ بشرطیکہ بندہ اس سے کلام کرنے کی اہلیت حاصل کرے۔ پھر اسلام کے تمام عقائد ایسے پاکیزہ ہیں۔ کہ عقلِ سلیم ہر وقت ان کے ماننے کو مستعد ہے۔ کوئی عقیدہ یا عمل اسلام کا علوم صحیحہ اور عقلِ سلیم کے مخالف نہیں۔ اسی طرح اسلامی عبادات۔ اسلامی رُوحانیات۔ اسلامی معاملات۔ اسلامی معاشرت و رُسومات۔ اسلامی اخلاق۔ اسلامی نجات۔ اسلامی احکام حلال و حرام۔ اسلامی طہارت اسلامی سیاست۔ اسلامی تہذیب و تمدن۔ اسلامی تعزیرات۔ غرض ہر شعبہ ایسا پاک بے عیب اور عالی شان ہے۔ کہ بے اختیار زبان پر یہی آتا ہے:۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم   کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجاست

اور اسی اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے اور دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں اسے غالب کر کے دکھانے اور دُنیا کو رُوحانی موت سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

کو مسیح و مہدی بنا کر مبعوث فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک معزز مغل زمیندار خاندان سے تھے۔ اور ۱۸۳۶ء کے قریب ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی جوانی کے زمانہ کے بے عیب ہونے پر آپ کے ہموطن دشمن بھی تمام عمر شاہد رہے ہیں۔ آپ نے

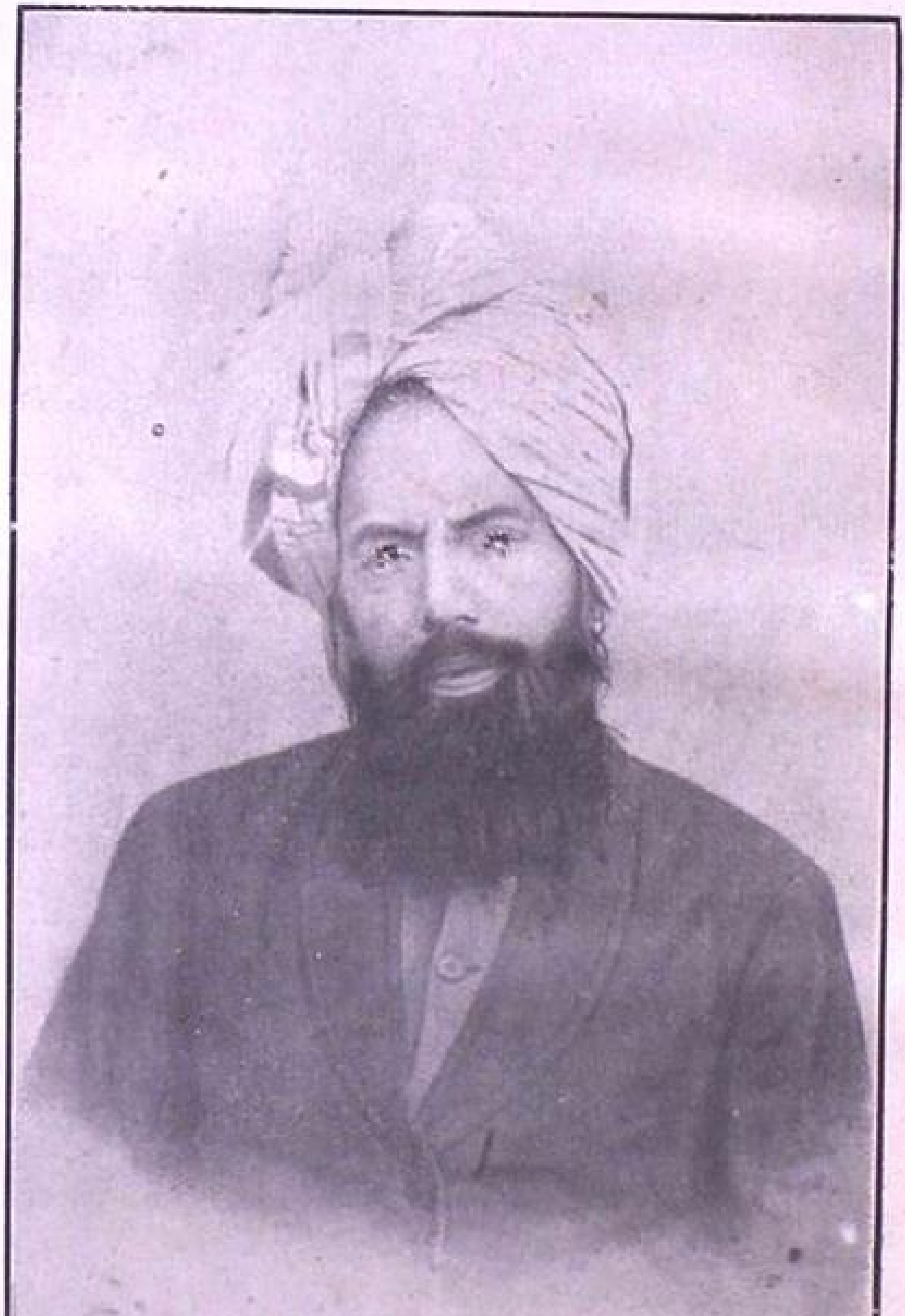

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بچپن سے ہی اپنی عمر زہد و تعبد میں گذاری۔ جب آپ کی عمر روحانی پختگی کو پہنچی۔ تو آپ کو خدا تعالیٰ کی ہمکلامی اور الہام کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۸۹۱ء میں آپ نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور دعوے کے کرتے ہی تمام ہندوستان اور پھر اس کے بعد دنیائے اسلام میں وہ مخالفت اور ہلچل مچی۔ کہ خدا کی پناہ قدیم سنت اللہ کے مطابق اپنے عزیز۔ اہل شہر۔ اہل وطن۔ علماء۔ صوفیا۔ عوام۔ ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے لوگ سخت دشمن ہو گئے۔ اور جان مال۔ عزت اور جماعت۔ غرض ہر چیز کو تباہ کرنے کی کوشش میں ناخون تک کا زور لگایا۔ مگر تمام دنیا کے مقابلہ میں خدائی سلسلہ کا بال بیکا نہ ہوا۔ اور خدا کا کہنا سچ ہوا کہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا"

پس خدا کے طالبوں نے اُسے قبول کیا۔ پہلے ایک نے۔ پھر دو نے۔ پھر سو نے۔ پھر ہزار نے۔ یہاں تک کہ اب لاکھوں صدق دل سے اس کے قبول کرنیوالے موجود ہیں۔ اور ان سے بہت بڑھکر وہ تعداد ہے۔ جو دل میں اسکی صداقت پر یقین رکھتی ہے۔ مگر کسی وجہ سے ظاہر میں اعلان نہیں کرسکتی۔ یہ وہ ذات بابرکات تھی۔ جس نے اپنا کام پورا کرنے کے بعد ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔ اور ان کے بعد ان کے پہلے جانشین اور خلیفہ حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب مقرر ہوئے۔ جو قریباً چھ سال تک اپنا کام کرکے ۱۹۱۴ء میں واصل بحق ہوئے۔ آپ ہی کے زمانہ میں خلافت کے منصب کو مضبوط کیا گیا۔ تبلیغی وفود کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اور سب سے پہلا مبلغ جماعت احمدیہ کا انگلستان میں بھیجا گیا۔ تفصیل اس کی آیندہ آئیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ان کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد سریر آرائے خلافت ہوئے۔ ان کے زمانہ میں انضباط سلسلہ کا وسیع اور مضبوط پیمانہ میں کیا گیا۔ دائرہ تبلیغ کو نہایت وسیع کیا گیا۔ ہر شاخ میں باقاعدگی اور انتظام قائم کیا گیا۔ بہت سے نئے محکمات کھولے گئے۔ ہر طرح سے آرگے نائی زیشن organisation کو عمل میں لایا گیا اور انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ کہ ۱۹۲۶ء میں ایک مکمل پہلی اسلامی مسجد کا شاندار گنبد شہر لنڈن کے خطہ میں دیکھ رہے ہیں۔ جہاں سے اللہ اکبر کا دل گرما دینے والا نعرہ پانچ وقت اہل انگلستان کے

کے کونوں تک پہنچایا جاتا ہے ؛

حضرت

سلسلہ احمدیہ کے لوگ جن کا مرکز قادیان ہے۔ زیادہ تر ہندوستان میں ہیں۔ پنجاب میں خصوصاً سے ان کی کثرت ہے۔ مگر دیگر حصص ہندوستان میں بھی قریباً ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ اس کے سوا افغانستان۔ ایران۔ روس۔ چین۔ سماٹرا۔ آسٹریلیا۔ مصر۔ عرب۔ عراق۔ مغربی افریقہ کینیا۔ ماریشس۔ امریکہ اور انگلستان میں بھی احمدی جماعت قائم ہے ؛

افغانستان میں تو اس جماعت کے پانچ آدمی اور مصر میں عبد الجلیل نامی ایک احمدی مذہبی تعصب کا نشانہ بنکر جام شہادت پی چکے ہیں۔ کل جماعت قریباً دس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ ہر طبقہ کے لوگ اس میں موجود ہیں۔ امیر۔ غریب۔ تاجر۔ سرکاری ملازم زمیندار۔ دستکار۔ وکلاء بیرسٹر۔ گریجوایٹ۔ عُلمار مذہبی وغیرہ ؛

جماعت احمدیہ کے مذہبی اصُولوں میں ایک یہ بھی ہے کہ جس حکومت کے ماتحت رہتے ہیں۔ اس کے دلی خیر خواہ رہتے ہیں۔ اور فساد اور شرارت اور امن شکنی اور غدر اور بغاوت کے طریقوں سے بچتے ہیں۔ اور دین کی نُصرت اور اشاعت۔ محبت۔ پیار اور دلائل سے کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں مرکز قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح امام جماعت احمدیہ کے متعدد سیکرٹری ہیں جنہیں بعض کے عہدے یہ ہیں :۔

ناظر اعلیٰ یعنی چیف سیکرٹری۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ غیر قوموں تک حق و صداقت پہنچانے کے لئے۔ ناظر تعلیم و تربیت جماعت کی اندرونی اصلاح اور استحکام کے لئے۔ ناظر بیت المال مالی انتظام کے لئے۔ ناظر تالیف و تصنیف۔ محکمہ تصنیف و تالیف کے لئے۔ ناظر اُمور خارجہ۔ گورنمنٹ اور غیر جماعتوں سے تعلقات کے لئے۔ ناظر ضیافت۔ مہمانوں کے کھانے اور رہائش کے انتظام کے لئے۔ محکمہ قضا۔ مقدمات کے فیصلہ کے لئے۔ محکمہ افتار۔ صحیح فتویٰ صادر کرنے کے لئے۔ محکمہ احتساب۔ اندرونی نگرانی کے لئے۔ اور محکمہ ڈاک۔ حضرت امام کی خط وکتابت کے لئے وغیرہ وغیرہ

کئی اخبارات اور رسالے مرکز سے اور ایک رسالہ لنڈن سے شائع ہوتا ہے۔ اور بعض پرچے دیگر ممالک سے بھی نکلتے ہیں۔ نیز مختلف بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کے مشن ہیں

جن کا ذکر آئندہ آئے گا۔ ہر جگہ جہاں احمدی پائے جاتے ہیں۔ باقاعدہ جماعتیں قائم ہیں۔ اور بڑی بڑی جماعتوں میں امیر مقرر ہیں۔ قادیان میں اکثر ضروری امور میں مجلس شوریٰ سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح مجلس شوریٰ سے مشورہ لینے کے بعد کسی کام کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ ہر سال خدا کے فضل سے آمد اور خرچ میں ترقی ہے۔ قادیان میں ایک عظیم الشان لائبریری۔ ایک مذہبی کالج اور ایک ہائی سکول ہے۔ ایک مہمان خانہ ہے جس سے گذشتہ سال ڈیڑھ لاکھ کے قریب آدمیوں نے کھانا کھایا تھا۔ مذہبی سالانہ جلسہ جو تعلیم اور وعظ کا رنگ دکھاتا ہے۔ ہر سال دسمبر کے آخری ہفتہ میں ہوتا ہے۔ گذشتہ جلسہ میں قریباً پندرہ ہزار آدمی شریک جلسہ ہوئے تھے۔ قصبہ کی آبادی جو پہلے دو ہزار کے قریب تھی۔ اب پانچ ہزار نفوس کے قریب ہو گئی ہے۔ اور قصبہ اپنی پرانی حدود سے ایک میل آگے بڑھ گیا ہے۔ اور بسرعت تمام ترقی کر رہا ہے۔ قصبہ کے مرکز میں ایک بڑی مسجد ہے۔ جس میں اذان اس سفید عالی شان عمارت پر دی جاتی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پیشگوئی کو ظاہری طور پر پورا کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہے جس میں مسیح موعودؑ کے نزول کو ایک شرقی منارہ کے ساتھ وابستہ کیا گیا تھا۔ علاوہ جلسہ سالانہ کے سال میں ایک دفعہ جماعت کے ضروری معاملات پر غور کرنے کے لئے ایک خاص مجلس عموماً ایسٹر کی رخصتوں کے ایام میں مقرر ہوتی ہے۔ اور تین دن تک اس کا اجلاس تمام تمام دن رہتا ہے۔ اور بعد پاس ہونے کے امور نفاذ کے لئے سیکرٹریوں کے سپرد کر دئے جاتے ہیں۔ اس جلسہ کا نام مجلس مشاورت ہے۔ اور مقامی اور بیرونی جماعتوں کے نمایندے اس میں شامل ہوتے ہیں ؞

جماعت احمدیہ

تمام جماعت ایک باقاعدہ نظام کی صورت میں منسلک ہے۔ جس کے امام حضرت خلیفۃ المسیح ہیں۔ اور ہر امر کی نسبت باقاعدہ محکمہ کھلا ہوا ہے ؞

جماعت کے اخلاص اور فرمانبرداری اور انضباط اور ایمانی جوش اور علمی قوت کی بابت کچھ

ذکر اس جگہ بے جا نہ ہوگا۔ حضرت مسیح کا کہنا "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے"
ایک ایسی مسلّمہ صداقت ہے کہ ہم صرف اسی ایک معیار کو لیکر سلسلہ احمدیہ کی صداقت کو آسانی
سے پرکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت۔ اعلائے کلمۃ اللہ کا جوش۔ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء کی عزّت۔ قرآن اور حدیث سے محبت۔ اشاعت اسلام کی
لگن۔ اور مخلوق خدا کے لئے ہدایت کی تڑپ۔ نیکی۔ تقویٰ اور پرہیزگاری۔ اچھی معاشرت
پاکدامنی علم کی خواہش۔ بہترین شہری بننے کی کوشش۔ امن کی طلب اور فتنہ فساد اور
بغاوت اور شرارت کے طریقوں سے بچنے اور بچانے کی جدّ وجہد۔ یہ باتیں ممتاز طور پر
آپ کو اس جماعت میں نظر آئینگی ؛

کئی احمدی آپ کو ایسے ملیں گے۔ جو پہلے ڈاکو تھے۔ چور تھے۔ ظالم تھے۔ غاصب تھے۔ خائن
تھے۔ بد دیانت تھے۔ عیاش تھے۔ بدچلن تھے۔ مرتش تھے۔ دھوکہ باز تھے۔ جواری تھے۔
بے دین تھے۔ مذہب سے تمسخر اور استہزاء کرتے تھے۔ مفسد تھے۔ مگر اس سلسلہ میں داخل ہونے
کے بعد ان پر ایسا عظیم الشان تغیر آیا۔ اور ان کی ایسی کایا پلٹی گئی۔ کہ آج ان کی نیکی اور پرہیزگاری
دیانت اور امانت مخلوق پر شفقت اور خدا سے محبت پر ان کے دشمن بھی قسمیہ شہادت دے
سکتے ہیں۔ بہت سے ان پڑھ آپ کو ایسے ملیں گے۔ کہ ان کی معمولی باتیں معرفت سے لبریز ہونگی
اور ان کی ایک معمولی تقریر بڑے بڑے علماء کے چھکے چھڑا دیگی۔ بکثرت ایسے ملیں گے جن
کی دعاؤں کو آستانہ الوہیت میں شرف قبولیت حاصل ہے۔ اور بہت سے وہ ہیں۔ جن پر الہام و
کشوف کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ ان کے دل و دماغ علم و معرفت سے پُر ہیں۔ وہ دنیا سے
حقیقی طور پر بے تعلق ہیں۔ گو بظاہر دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کا جو کچھ ہے۔ خدا کے لئے
ہے۔ وہ خدا کے ہیں۔ اور خدا ان کا ہے۔ وہ اپنے بھائیوں کے رنج و راحت میں برابر کے
شریک ہیں۔ اور سب کے سب اپنے آقا خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر اپنے تئیں بکا ہوا سمجھتے ہیں۔ اس
کے ایک اشارہ پر وہ اپنے جان و مال اور دنیا کے آرام پر لات مار کر ہر تکلیف کو اٹھانے کے
لئے مستعد رہتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے وطن گھر۔ رشتہ داروں۔ ملازمتوں۔ زمینداریوں
تجارتوں اور بڑے بڑے فوائد کی قربانی کرکے قادیان میں ڈیرے لگائے ہیں وہ ان میں ایک جماعت

نومسلموں کی بھی ہے۔ جو ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں اور دیگر اقوام سے علیحدہ ہو کر اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے ہیں۔ بہت سے ہیں۔ جو اپنی بیبیوں، چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر برسوں کے لیئے غیر ملکوں میں اشاعت اسلام کے لیئے جاتے رہے ہیں۔ بہت سے ہیں جنھوں نے اپنی جائدادیں اور آمدنیاں اشاعت اسلام کے لئے دیدی ہیں۔ بکثرت ایسے ہیں جنھوں نے اپنی اولاد کو صرف دین کی خدمت کے لئے خدا کے نذر کر دیا ہے۔ اور بہت سے تعلیم یافتہ نوجوان ایسے ہیں۔ جو اپنی زندگی کو پورے طور پر خدمت دین کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ خواہ ان سے کوئی کام لیا جائے۔ وہ اپنی محنت سے کمائیں گے۔ مگر کام سلسلہ کا کرینگے۔ ہر جماعت کے ہر فرد نے اپنے ذمہ اتنا چندہ لگایا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی اور جماعت اس کا نمونہ نہیں دکھا سکتی۔ ہر روپیہ کے پیچھے ایک آنہ۔ اور ہر من غلہ کے پیچھے ۲ سیر غلہ کم سے کم شرح ہے۔ بہت ہیں۔ جو اپنی آمدنی کا دسواں حصہ دیتے ہیں۔ بہت سے پانچواں۔ کئی تیسرا۔ اور ایسے بھی نمونے ہیں۔ جو گویا اپنا پیٹ کاٹ کر بھی خدا کی راہ میں دیتے ہیں۔ انھوں نے افغانستان میں خدا کی رضا کے لئے اپنی جانیں دیں۔ انہوں نے غیر ممالک اور ہندوستان میں ہر طرح کے ظلم سہے۔ قیدیں کاٹیں۔ فاقے سہے۔ ان کو مارا گیا۔ جلاوطن کیا گیا۔ ان کے مالی نقصان کیئے گئے۔ ان کے مردے قبروں سے اکھیڑ کر پھینکے گئے۔ ان کا پانی بند کیا گیا۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو ان سے جدا کیا گیا۔ وہ سنگسار کیئے گئے۔ ان کو گلا گھونٹ کر مارا گیا۔ ان کو بھری مجلسوں میں علی الاعلان قتل کر دیا گیا۔ مگر وہ فولادی چٹان کی طرح عزم اور استقلال سے قائم رہے۔ اور ذرہ بھی متزلزل نہ ہوئے۔ انھوں نے اپنے خلیفہ کی جنبش لب پر بخارا اور روس اور ایران کے سفر ننگے پیر برفوں پر کیئے۔ انہوں نے جنگ عظیم کے دنوں میں ان جہازوں پر سفر کیا۔ جو ہر وقت جرمن تارپیڈوں کی زد میں تھے۔ اور دنیا گواہ ہے۔ کہ انہوں نے ملکانہ کے علاقہ میں ایک غریب کمزور قوم کو بچانے کے لئے تمام ممکن سے ممکن مالی اور جسمانی صعوبتیں اور اذیتیں برداشت کیں۔ اور اس علاقہ کو نہ چھوڑا۔ جب تک ارتداد کی رو کو بند کر دیا غرض انھوں نے اخلاص و ایمان۔ ایثار و قربانی کا پورا پورا نمونہ دکھایا۔ اب اے وے تمام نیک دل انسانو! جو کسی آخری مصلح اور نجات دہندہ کی انتظار میں چشم براہ بیٹھے ہو۔ آؤ اور اس جماعت میں داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ جس کی تم انتظار کرتے تھے۔ آگیا اور جن مطالب اور مقاصد

گئے ہیں اس کی انتظار کرتے تھے۔ وہ اب اس اور صرف اس جماعت میں داخل ہونے سے تم کو مل سکتے ہیں۔ کامیابی یقینی ہے۔ اور انجام نظر آرہا ہے۔ صرف تمہارے قدم اٹھانے کی دیر ہے

تبلیغ ممالک بیرونی کی ابتدا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی ایک بڑی غرض کسر صلیب بھی تھی۔ یعنی عیسائی قوموں کو غلط راستہ سے ہٹا کر صحیح اسلام کی طرف بلانا۔ اس کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تصانیف لکھی ہیں۔ وہ بجائے خود ایک عظیم الشان کام ہے۔ پھر حضرت مسیح ناصری کی وفات کا ثبوت قرآن و انجیل و کتب تاریخ سے دیکر حضرت مسیح کی قبر کا پتہ کشمیر میں بتا کر اور اپنے مقابلہ میں تمام عیسائیوں کو بلا کر اور ان کو دلائل عقلی اور قوت روحانی سے شکست دیکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کام کو اپنی وفات سے پہلے پورا کر دیا تھا۔ اس کے سوا یورپ و امریکہ کی تبلیغ کے بارے میں حضور نے بعض پیشگوئیاں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کی ہیں۔ جن کا ذکر مسجد کے ضمن میں انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔ پھر انگلستان کی طرف خاص توجہ اس لئے بھی حضور کو تھی۔ کہ آپ برٹش گورنمنٹ کی رعایا تھے۔ اور ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کی وجہ سے آپ ان کو اس خدا کی طرف لے جانا چاہتے تھے۔ جس سے خود آپنے فائدہ اٹھایا تھا۔

ایک اور وجہ بھی انگلستان و امریکہ کی طرف توجہ کرنے کی یہ تھی۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت سے الہامات انگریزی زبان میں ہوئے تھے۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہیں۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ قوم کسی وقت ضرور آپ کی اطاعت میں داخل ہوگی۔ پھر آپنے یہ بھی دیکھ لیا تھا۔ کہ آپ کی آمد کے روحانی اثرات میں ایک اثر یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ یورپین لوگ اپنے غلط عقائد کو خود بخود چھوڑتے چلے جاتے ہیں۔ اور آخر ایک دن وہ آنے والا ہے کہ ان میں سے طالبان حق ضرور اسلام میں داخل ہوں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ نے فرمایا ہے:۔

کیا عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

آسماں پر دعوت حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

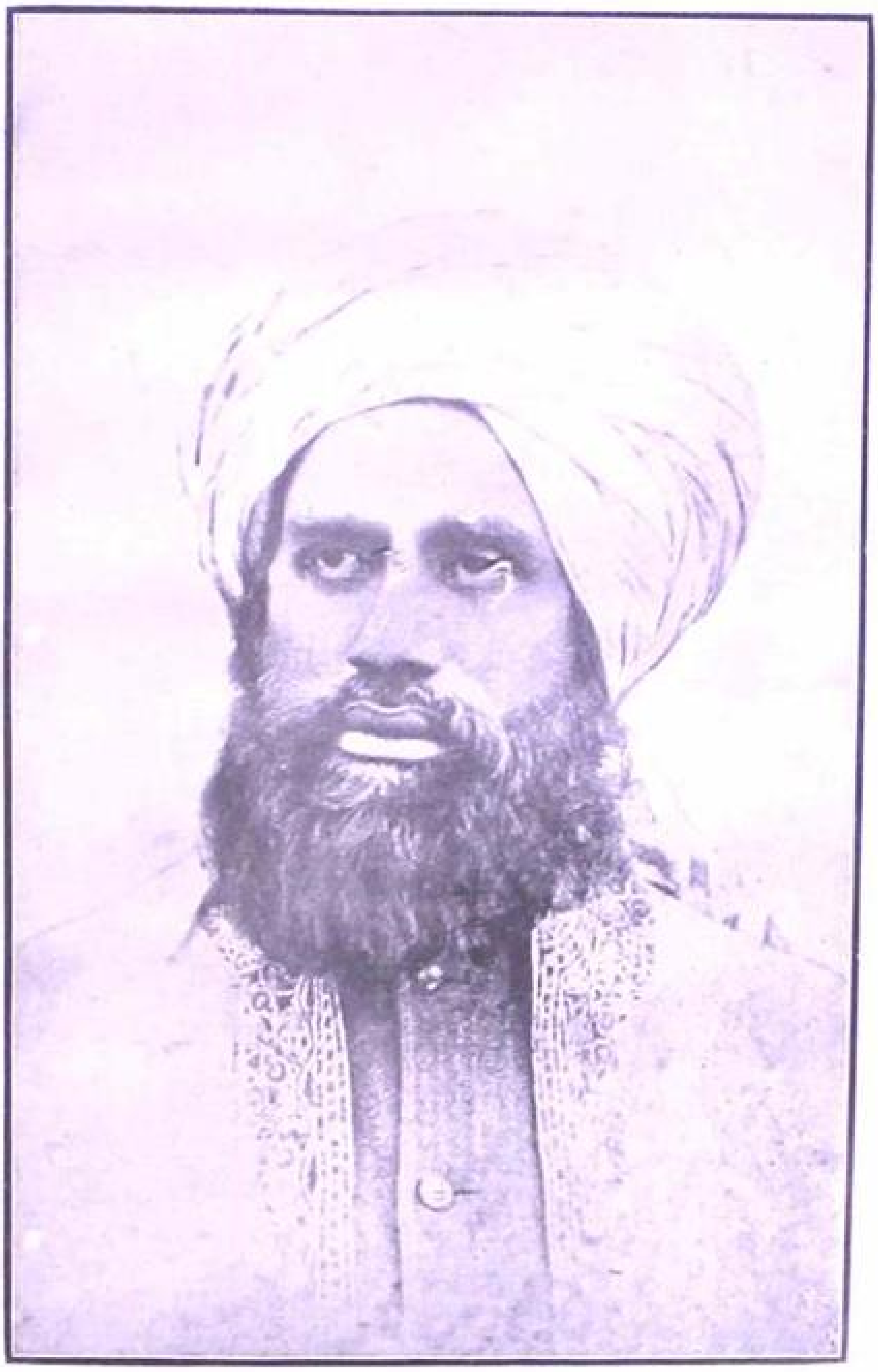

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

زمانہ حضرت خلیفہ اوّل

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب آپ کے خلیفہ اول ہوئے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں جو چھ سال کے قریب تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے ولایت جاکر دوکنگ میں اپنا کام شروع کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت خلیفہ اول نے اپنا منشاء یہ ظاہر فرمایا۔ کہ ہماری جماعت کے انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ میں سے کچھ لوگ تبلیغ کے لئے انگلستان جائیں۔ اس تحریک پر مولوی محمد الدین صاحب بی اے اور چودھری فتح محمد صاحب ایم اے نے اپنا نام پیش کر دیا۔ مگر دقت یہ تھی۔ کہ سفر خرچ وغیرہ کے لئے روپیہ موجود نہ تھا۔ یہ وقت دیکھ کر چودھری فتح محمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے اس کا ذکر کیا۔ جس پر آپ نے ان کو تین سو انجمن انصار اللہ کے فنڈ سے دینے کا وعدہ کیا۔ چودھری صاحب فوراً حضرت خلیفہ اول رض کے پاس گئے۔ اور حال سنایا۔ کہ میں تیار ہوں۔ اور کچھ روپیہ بھی مل گیا ہے۔ اس پر حضرت میر ناصر نواب صاحب نور اللہ مرقدہ نے ۱۰۵ روپے اپنے پاس سے پیش کیا۔ تیسری رقم ۱۰۵ روپے کی صدر انجمن نے بھی حضرت خلیفہ اول رض کی فہمایش پر دی۔ اس روپیہ سے چودھری فتح محمد صاحب ۲۵ جولائی ۱۹۱۳ء کو لنڈن پہنچ گئے۔ اور کچھ دن وہاں قیام کر کے ۱۱ اگست ۱۹۱۳ء کو ووکنگ میں پہنچے۔ اور پھر سوائے ایک قلیل درمیانی وقفہ کے حضرت خلیفہ اول رض کی وفات تک جو مارچ ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ وہیں قیام رکھا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد چودھری صاحب نے حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت کر لی۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب بیعت سے منحرف رہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے جس نے ایک ناگوار صورت اختیار کر لی تھی۔ انہیں ووکنگ کو چھوڑ کر پھر مئی ۱۹۱۴ء میں لنڈن آنا پڑا۔ اور یہاں پر انہوں نے اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کا

انتظام اور کام کرنا شروع کیا۔ غرض یہ پہلا شخص تھا جسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پہلا مبلغ بنکر انگلستان جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سب سے پہلا پھل چودہری صاحب کی مساعی کا ایک شخص مسٹر کوریو (mr. Corrio) تھا۔ جو ایک جرنلسٹ ہے۔ اور اب تک زندہ ہے۔ اور مسلمان ہے۔ اس کا نام بشیر کوریو رکھا گیا۔ اس کے بعد چودہری صاحب کی واپسی تک جو مارچ ۱۹۱۶ء میں ہوئی۔ قریباً ایک درجن انگریز اور مسلمان ہو چکے تھے۔ چودہری صاحب کی تبلیغ زیادہ تر لیکچروں کے ذریعہ سے ہوئی۔ جو انہوں نے ملک کے مختلف حصوں کی کلبوں اور سوسائٹیوں کے جلسوں میں دئے۔ اور چودہری صاحب کی رہائش ایک کرایہ کے مکان میں رہی۔ چودہری فتح محمد صاحب سے چارج لینے کو حضرت خلیفہ ثانی نے قاضی عبداللہ صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی کو انگلستان روانہ کیا۔ وہ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں اس ملک میں داخل ہوئے اس کے چار ماہ بعد چودہری فتح محمد صاحب سبکدوش ہو کر جنگ کی وجہ سے کیپ آف گڈ ہوپ یعنی افریقہ کے گرد سفر کر کے ہندوستان واپس پہنچ گئے۔ قاضی صاحب نے پورے چار سال انگلستان میں بسر کئے۔ اور جنگ کی وجہ سے بہت سی ان تکالیف کا مزہ چکھا جس میں اس وقت لنڈن اور تمام ملک کے لوگ گرفتار تھے۔ انہوں نے زیادہ تر لٹریچر اور خطوط کے ذریعہ اپنی کوشش کو جاری رکھا۔ اس جنگِ عظیم کے زمانہ میں جب بچے سے بڈھے تک مصیبت میں مبتلا اور اکثر مرد غیر حاضر اور لوگوں کی توجہ کسی اور طرف لگ رہی تھی۔ تبلیغ کا کام کرنا نہایت ہی دشوار تھا۔ قاضی صاحب کے زمانہ میں مشن کو ایک مستقل جگہ بنانے کی غرض سے سٹار اسٹریٹ کا وہ مکان جس میں اب تک ہماری تجارتی ایجنسی کام کرتی ہے۔ گروی لے لیا گیا۔ ابھی قاضی صاحب انگلستان میں تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے جناب مفتی محمد صادق صاحب کو تبلیغ کے لئے لنڈن روانہ کیا۔ انہوں نے اپریل ۱۹۱۷ء سے جنوری ۱۹۲۰ء تک قیام فرمایا جس کے بعد ان کو انگلستان سے امریکہ جانے کا حکم ہوا۔ جہاں ان کے ایک ہزار اسود و احمر اہل امریکہ کو مسلمان کرنے اور ایک نئی مسجد کے قائم کرنے کا کارنامہ معروف ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

قاضی عبداللہ صاحب کی جگہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اگست ۱۹۱۹ء میں چودہری

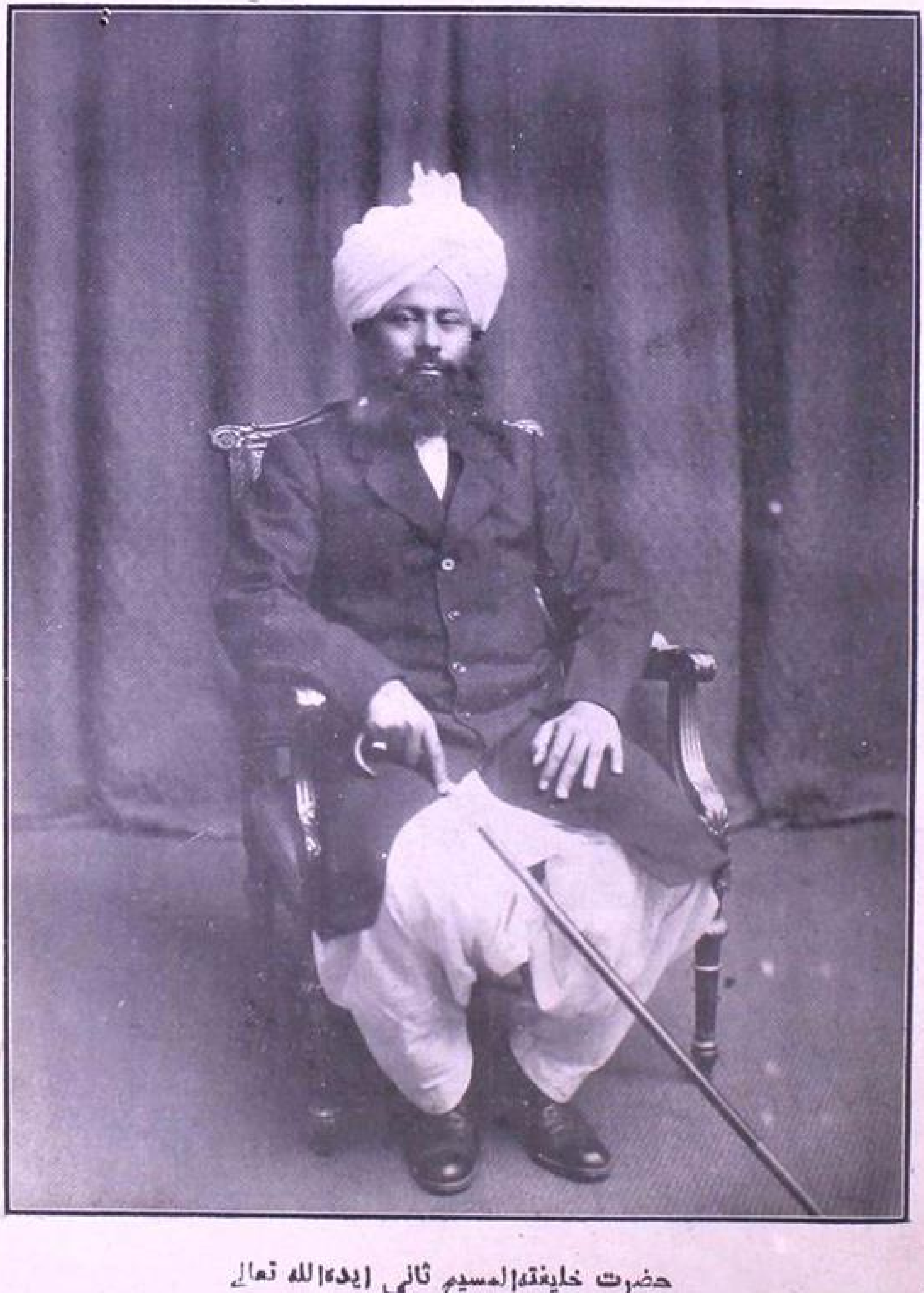

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فتح محمد صاحب کو دوبارہ مع مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؔ ولایت مشن کا چارج لینے کے لئے بھیجا۔ اور قاضی صاحب نومبر میں ہندوستان واپس تشریف لے آئے۔ نیرؔ صاحب ۱۹۲۰ء میں افریقہ روانہ ہو گئے۔ جہاں ان کا ہزارہا افریقی لوگوں کو مسلمان کرنا اور پھر ان کی تربیت کا انتظام کرنا سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا ؏

تحریک مسجد لنڈن

سب سے پہلے قادیان میں ۱۹۲۰ء کے آغاز میں ہوئی۔ اور اس کے لئے فوراً چندہ جمع کیا گیا (تفصیل اس تحریک کی آئندہ انشاء اللہ آئیگی) اور چودھری صاحب کو اطلاع دی گئی۔ کہ مسجد کے لئے کوئی مناسب جگہ خرید کریں۔ چودھری صاحب نے بہت کوشش اور تگ و دو کے بعد لنڈن کے محلہ ٹپنی سوتھ فیلڈ میں ایک قطعہ زمین مع مکان کے ۲۲۲۳ پونڈ یعنی ۳۰ ہزار روپیہ میں اگست ۱۹۲۰ء میں خرید کیا۔ اور اس کی اطلاع بذریعہ تار حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو دی۔ جو ان دنوں ڈلہوزی پر تشریف فرما تھے۔ حضور علیہ السلام نے اس خوشی میں وہیں ۹ ستمبر ۱۹۲۰ء کو ایک جلسہ کیا۔ اور انہی دنوں ڈلہوزی میں مسجد کا نام بھی مسجد فضل تجویز ہوا۔ انگلستان میں پہلا مبلغ بنکر جانے اور پھر مسجد کے لئے زمین حاصل کرنے کا سہرا چودھری فتح محمد صاحب کے سر ہے۔ اور جو کام ملکانہ میں ان کی امارت میں ہوا۔ وہ بھی دنیا کے سامنے ہے۔ جزاہ اللہ فی الدنیا و الآخرۃ۔

یہ قطعہ زمین جو ایک یہودی سے چودھری صاحب موصوف نے مسجد کے لئے خریدا تھا اس میں ایک معقول مکان اور ایک ایکڑ کے قریب احاطہ ہے۔ مکان جو مشن کے کام آتا ہے اُس پر پھر ایک ہزار پونڈ مرمت درستی اور فرنیچر وغیرہ کے لئے خرچ ہوا۔ تاکہ وہ قابلِ رہائش بن سکے۔

ذیل میں اس احاطہ کا نقشہ درج کیا جاتا ہے:۔

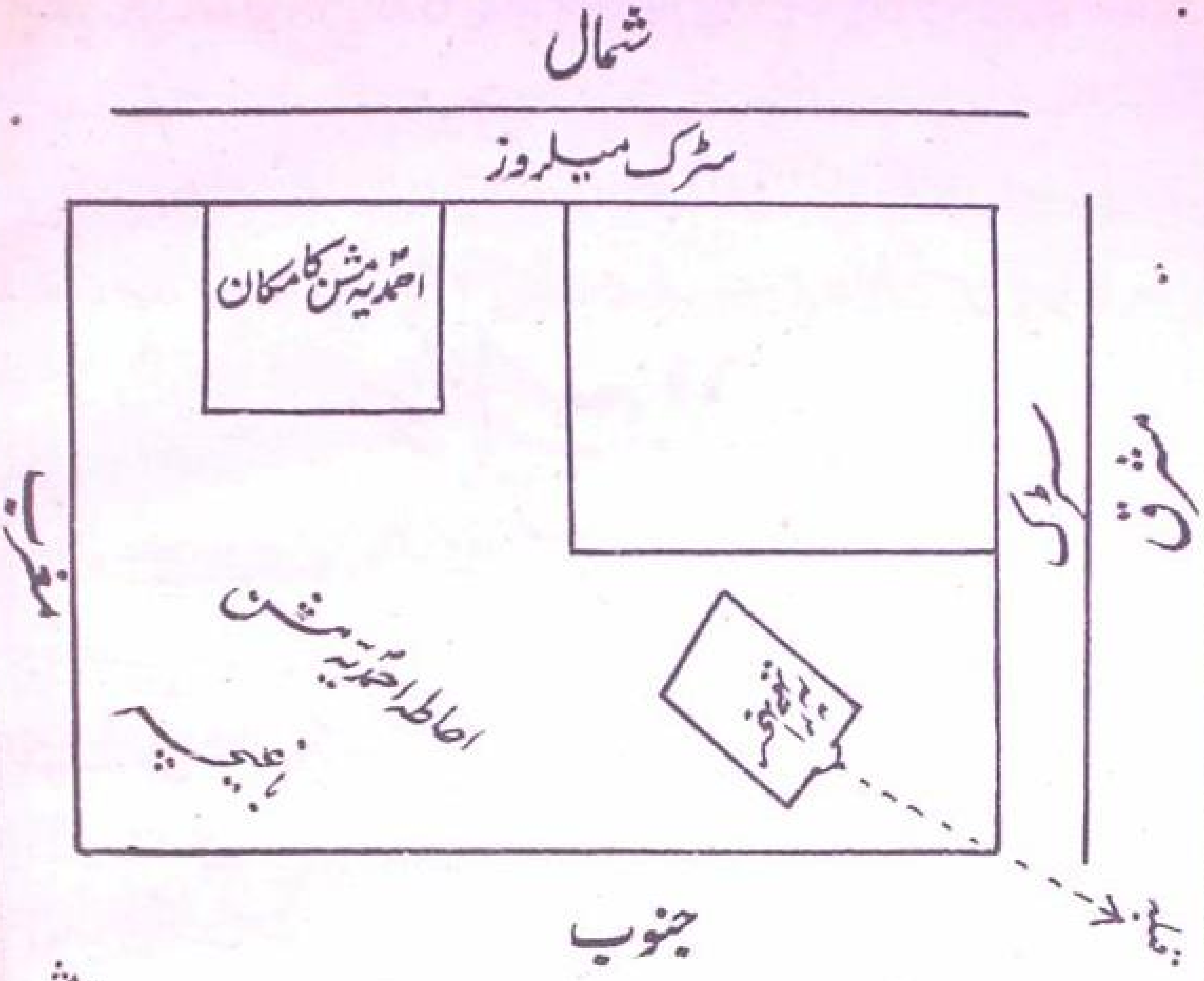

چودہری صاحب کی واپسی پر مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ افریقہ سے واپس آکر مشن کے انچارج ہو گئے۔ اور اپنے وقت میں تبلیغ کا سلسلہ ٹریکٹوں، لیکچروں اور ہائڈ پارک کی تقریروں سے جاری رکھا۔ انہی کے زمانہ میں مشن کے مکان میں ٹیلیفون بھی لگوا لیا گیا۔ وسط ۱۹۲۴ء تک یہی حال جاری رہا۔ مگر تعمیر کا کام عملی طور پر جاری نہ کیا جا سکا۔

لنڈن کی مذہبی کانفرنس اور احمدیہ سفارت

۱۹۲۴ء میں ومبلے کی نمائش کے دوران میں بعض معززین کو یہ خیال آیا۔ کہ اس عالمگیر نمائش کے ساتھ ساتھ دنیا کے تمام مذاہب کی بھی نمائش کی جاوے۔ اور عیسائی مذہب کو الگ رکھ کر جس کے حالات سے اہل مغرب خوب واقف ہیں۔ کیونکہ وہ خود ان کا اپنا مذہب ہے۔ باقی جتنے مذاہب اور ان کی نئی اصلاح شدہ شاخیں ہیں۔ ان کے نمایندوں کو لنڈن بلا کر اپنے اپنے مذاہب پر لیکچر کرائے جائیں۔ چنانچہ اس کے لئے ایک کمیٹی

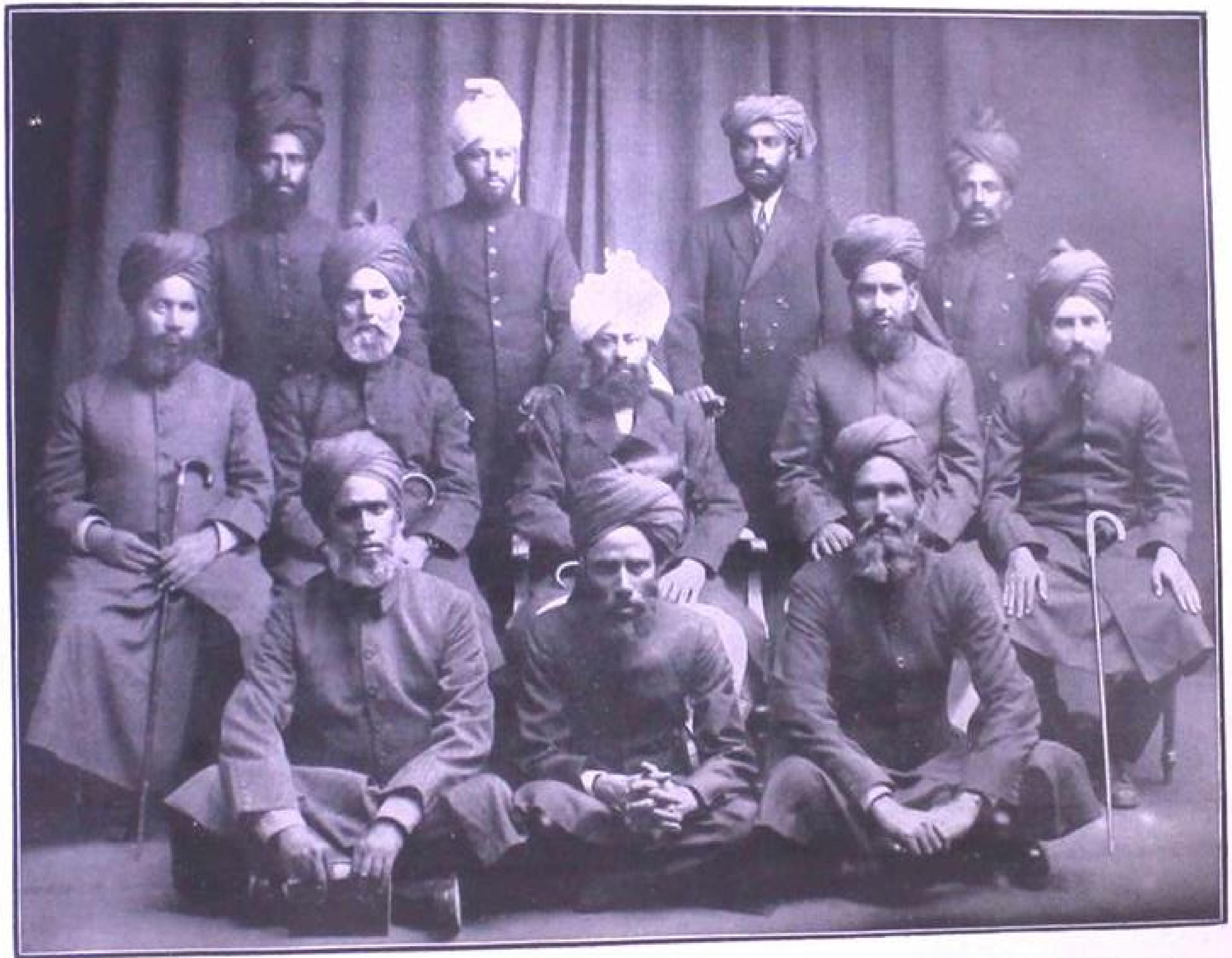

یہ فوٹو روما میں کھچوایا گیا - جسمیں چودھری علی محمد صاحب بوجہ ایک ضروری کام میں مصروف ہونے کے شامل نہ ہو سکے

انہوں نے بنائی۔ اور پورا سامان لیکچروں کا وسیع پیمانہ پر کیا گیا۔ مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر کو بھی اس کمیٹی نے احمدیہ سلسلہ کے لیکچر کے متعلق مدعو کیا۔ مولوی صاحب مذکور نے قادیان تار دیا۔ اور کمیٹی کی طرف سے دعوت کے علاوہ درخواست کی۔ کہ مضمون کے ساتھ خود حضرت خلیفۃ المسیح یا کوئی سلسلہ کا معزز کارکن بھی اگر لنڈن تشریف لائے تو بہت مناسب ہوگا۔ یہ دعوت جب یہاں پہنچی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے فوراً مضمون لکھنا شروع کر دیا۔ جون کا مہینہ۔ خطرناک گرمی اور تپش۔ غرض راتوں کو لیمپ کے آگے وہ عظیم الشان مضمون لکھا گیا۔ جو ایک ضخیم کتاب احمدیت یا حقیقی اسلام کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ دوران تصنیف میں مجلس شوریٰ بلائی گئی۔ کہ کون شخص لنڈن بھیجا جائے۔ میرزا بشیر احمد صاحب اور مولوی عبد الرحیم صاحب درد نے تجویز پیش کی۔ کہ یہ ایک خاص موقعہ ہے۔ اگر خود حضرت خلیفۃ المسیح تشریف لے جاویں۔ تو مناسب ہے۔ غرض متعدد مشوروں اور بحثوں اور بیرونی جماعتوں کی رائے لینے کے بعد یہی مشورہ قرار پایا کہ اس موقعہ پر خود حضرت صاحب مع چند خدّام کے انگلستان تشریف لے جاویں۔ اور مذہبی کانفرنس میں شامل ہوں۔ اور علاوہ اس کے انگلستان کے مقامی حالات کو دیکھ کر وہاں کے نظام تبلیغ کو مضبوط فرماویں۔ اور نیز دمشق اور مصر اور یورپ کے بعض دیگر حصوں کے حالات بھی معلوم فرماویں۔ اس سفر کے حالات چونکہ بہت طویل ہیں اور ان کے لئے ایک الگ کتاب کا لکھا جانا تجویز ہوا ہے۔ اس لئے صرف متعلقہ حصہ کو مَیں لیتا ہوں۔ حضور کے ساتھ جانے کے لئے حسب ذیل احباب منتخب ہوئے۔ اور ان کے لئے خاص یونی فارم (لباس) یعنی سبز عمامے بلیے سیاہ کوٹ اور پاجامے تجویز ہوئے۔ چودہری فتح محمدؐ صاحب۔ خان صاحب ذو الفقار علی خان صاحب حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مصری۔ مولوی عبد الرحیم صاحب درد۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ بھائی شیخ عبد الرحمان صاحب۔ چودہری علی محمد صاحب اور میاں رحم دین صاحب باورچی۔ علاوہ ان اصحاب کے صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب اور چودہری ظفر اللہ خان صاحب اور چودہری محمد شریف صاحب وکیل اپنے طور پر

شامل ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا خرچ خود ادا کیا۔ تمام اخراجات اس سفارت کے ستر ہزار کے قریب ہوا۔ جو توجہ سلسلہ احمدیہ کی طرف اس موقعہ پر انگلستان۔ امریکہ اور یورپ اور تمام دُنیا کو پیدا ہوئی۔ اس کے مقابل یہ خرچ کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ حضور علیہ السلام دمشق اور مصر ہوتے ہوئے اٹلی رسوئٹزرلینڈ اور فرانس کے راستہ سے انگلستان میں ۲۲ر اگست ۱۹۲۴ء کو وارد ہوئے۔ اس ورودِ مسعود کے متعلق حضور کو ایک رؤیا پہلے سے دکھلایا گیا تھا۔ کہ وہ سمندر کے کنارے انگلستان کے ایک مقام پر اُترے ہیں۔ اور ایک لکڑی کے گندے پر پاؤں رکھ کر ایک کامیاب جرنیل کی طرح چاروں طرف نظر کر رہے ہیں۔ کہ آواز آئی۔ "ولیم دی کنکرر" گویا انگلستان کی رُوحانی فتح حضور کے ورود انگلستان کے ساتھ مقدر تھی۔ جو اب ظہور میں آئیگی ٭

قادیان سے بمبئی تک کے ہندوستان کے الوداعی نظارے اور دمشق اور لنڈن کی پُرجوش خیر مقدم صرف دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اخبارات نے سفید عمامے والے نائب مسیح اور اس کے سبز عمامے والے بارہ حواریوں کی تصویریں مع سلسلہ کے حالات اور خصوصیات کے دُنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دیں۔ لنڈن (Victoria) وکٹوریا سٹیشن سے آپ اور آپ کی جماعت ہوتی ہوئی سینٹ پال کے عظیم الشان اور انگلستان کے سب سے بڑے گرجا کے سامنے پہنچی۔ اور اس کے سامنے ٹھیر کر خدائے ذوالجلال سے اسلام و توحید کی فتح کی دُعا کر کے شہر میں داخل ہوئی۔ مکان آپ کے لئے نہایت معزز محلہ میں پہلے سے لیا گیا تھا۔ وہاں سب لوگ فروکش ہوئے۔ اس مکان کا نام 6. Chesham Palace تھا ٭

مذہبی کانفرنس کے مضمونوں اور پرائیویٹ ملاقاتوں اور پبلک لیکچروں اور پھر امیر نعمت اللہ خان شہید کے سنگسار ہونے کے تازہ واقعہ نے اس موقعہ پر لنڈن کو ہلا دیا۔ اور ہر طرف جماعت احمدیہ کا چرچا ہونے لگا۔ باوجود اس کے کہ حضور کے قیام کا زمانہ تعطیلات کا اور آخری پارلیمنٹ کے الیکشن کا تھا۔ پھر بھی اس وفد کی طرف انگلستان کے لوگوں کی وہ توجہ ہوئی۔ جو فوق العادت کہی جانی چاہیئے۔ اور اس قدر

Belaravia . S.W. 1

ورود لندن سٹیشن کا نظارہ

عظمت سلسلہ کی قائم ہوئی۔ جو کروڑوں روپیہ کے خرچ اور ہر طرح کے رسوخ سے بھی ناممکن تھی۔ یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی غیبی ہاتھ نے لوگوں کو اس طرف پھیر دیا ہے ؛

الغرض جب اکثر کام حضور سرانجام دے چکے۔ تو آخر میں مسجد کے سنگ بنیاد رکھنے کی باری آئی۔ یہ کام بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت شاندار اور پُر اثر طریقہ سے ہوا۔ جس کا ذکر تفصیلی طور پر انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔ مسجد کے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد حضور مع اپنے قافلۂ خدام کے نومبر میں واپس ہندوستان تشریف لائے نیّر صاحب بھی حضور کے ہم رکاب تھے۔ اور ان کی جگہ لنڈن مشن کے انچارج مولوی عبدالرحیم صاحب دردؔ مقرر کئے گئے۔ جن کے تقرر کے ساتھ ہی رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی کا مقام اشاعت قادیان سے لنڈن میں تبدیل کر دیا گیا۔ جہاں سے اب یہ رسالہ نہایت کامیابی کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ مولوی درد صاحب کے ساتھ مولوی غلام فرید صاحب ایم اے بھی بطور مددگار لنڈن میں موجود ہیں۔ ۱۹۲۵ء میں مولوی عبدالرحیم صاحب دردؔ نے ایک مختصر مخلص مجمع کے ساتھ مسجد کی بنیادوں کو دعائیں کرتے ہوئے کھودا۔ اور پھر اس کی تعمیر کو ایک انجینئرنگ کمپنی کو سپرد کیا۔ جنھوں نے اس کی تکمیل ۱۹۲۶ء میں کر دی۔ پھر آخر وہ دن آیا۔ جب پوری تکمیل اور درستی کے بعد اس مسجد کا افتتاح نہایت دھوم دھام اور رونق دار دھام کے ساتھ ۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو ہوا اور اس کا دروازہ خدائے قدوس اور یگانہ کی خالص عبادت اور دعا کے لئے پبلک کے لئے کھول دیا گیا ؛

مبلّغین کا کام

خدا کی شان ہمارے مبلغ بھی گئے۔ تو کس ملک اور قوم کی طرف۔ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے یورپ اور پھر یورپ میں انگلستان۔ اور انگلستان میں لنڈن۔ جہاں وہ لوگ رہتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو دنیا و مافیہا سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ جن کے خیالات اور دماغی کیفیات کو آپ ٹٹولیں گے تو محسوس کرینگے۔ کہ ان کے خمار کو اتارنا کسی انسانی عقل اور کوشش کا کام

نہیں۔ فتوحات کا نشہ۔ عیش و عشرت کا نشہ۔ آزادی کا نشہ۔ فلسفہ اور سائنس کا نشہ۔ علم و عقل کا نشہ۔ دُنیا کے اُستاد ہونے کا نشہ۔ ..... پولیٹیکل چالبازی کا نشہ۔ بحری طاقت کا نشہ۔ بڑی سلطنت کا نشہ۔ ہوائی قوت کا نشہ۔ فیشن کا نشہ۔ حُسن و صورت کا نشہ۔ گورے رنگ کا نشہ۔ لامذہبی و دہریت اور شریعت سے ...... ہونے کا نشہ۔ عالم پر فرمانروائی کا نشہ۔ غرض تمام دنیاوی لذات کے نشے ان کے رگ رگ میں سرایت کر گئے ہیں۔ اور اس طرح سرایت کر گئے ہیں۔ کہ اُن کا اُتارنا سوائے کسی ایسے تریاق کے ممکن ہی نہیں۔ جو خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ اس زمانہ میں وہ تریاق ہماری جماعت کے پاس موجود ہے۔ اور وہ زمانہ دُور نہیں۔ جب احیائے موتیٰ کے وہی نظارے اہل مغرب میں دیکھے جائینگے۔ جو پہلے لوگوں نے مسیح ناصری اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانوں میں دیکھے تھے ؎

ابتداء سے اب تک مُبلّغین انگلستان کے نام اور اُن کا عرصہ قیام

(۱) چودہری فتح محمد صاحب ایم اے تقریباً دو سال	(۶) مصلح الدین صاحب۔ تقریباً ۱/۲ ۲ سال
(۲) قاضی عبداللہ صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی ۴ سال	(۷) مولوی عبدالرحیم صاحب نیر ۳ سال
(۳) مفتی محمد صادق صاحب ۲ سال	(۸) مولوی محمد الدین صاحب بی اے ۶ ماہ
(۴) چودہری فتح محمد صاحب ایم اے (دوبارہ) ۱ سال	(۹) مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے ۲۵ء سے اب تک
(۵) مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی ۴ سال	(۱۰) ملک غلام فرید صاحب ایم اے ۲۸ء سے اس وقت تک

ذرائع تبلیغ جو اختیار کئے جاتے ہیں

(۱) خطوط سے (۲) پرائیویٹ ملاقاتوں سے (۳) کھلی ہوا اور باغات کے لیکچروں سے (۴) اخبارات کے ذریعہ (۵) لٹریچر تقسیم کر کے (۶) دعوت دیکر اور گھر بُلا کر (۷) مختلف کلبوں اور انجمنوں کی سرپرستی میں خاص خاص مضامین پر لیکچر ؎

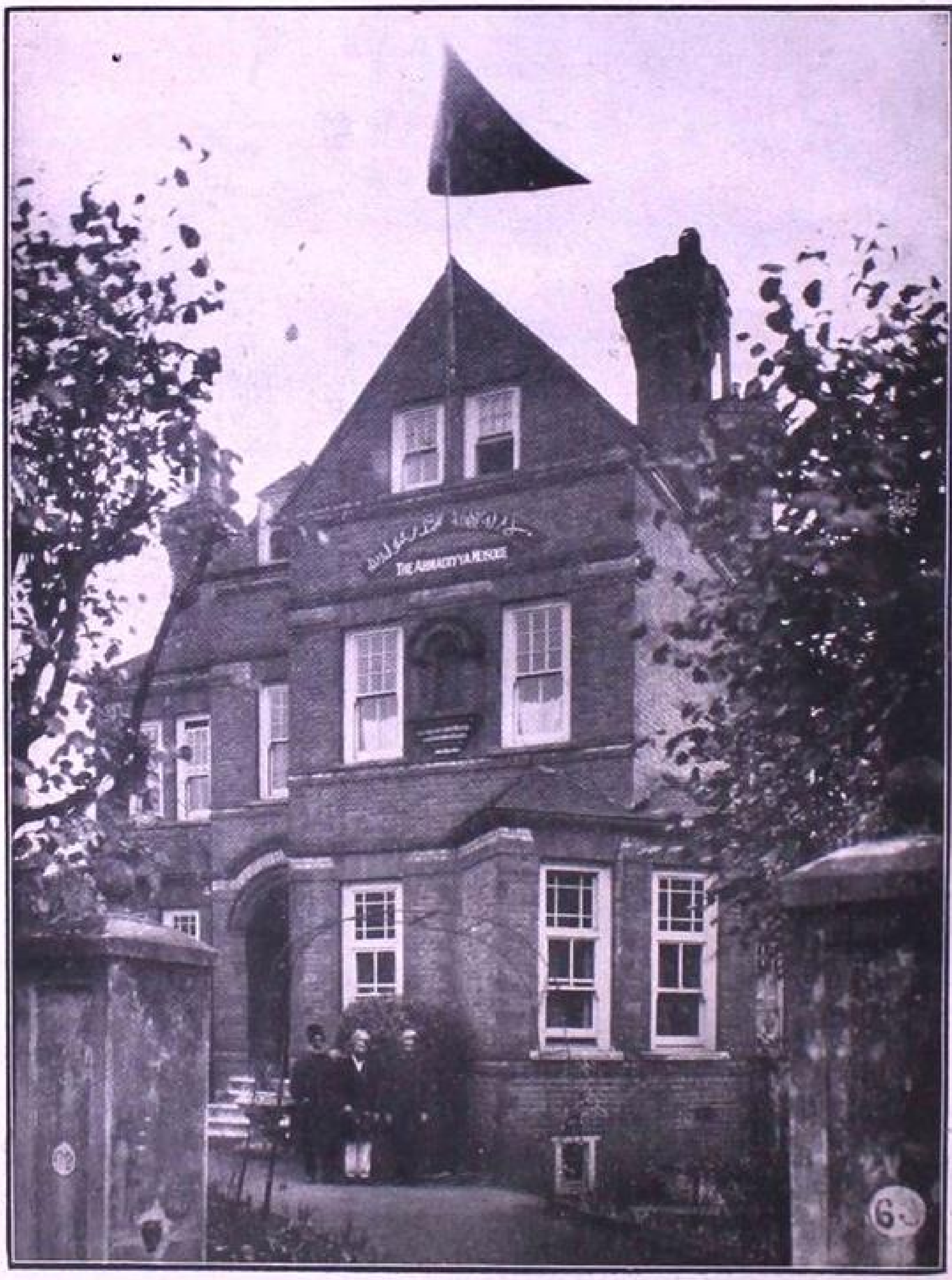

دارالتبلیغ لنڈن

سلسلہ کی مساعی کے انگلستان میں ظاہری ثمرات

اگرچہ سب سے زیادہ ثمرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں اور حضرت خلیفۃ المسیح کے خود انگلستان میں تشریف لے جانے سے ظاہر ہوئے۔ مگر مجملاً کل باتوں کا ذکر ایک ہی جگہ کر دیتا ہوں

(۱) اس وقت انگریزی قوم کے احمدی مسلمانوں کی تعداد انگلستان میں دو سو کے قریب ہے،

(۲) سلسلہ کا ذکر زبان زد خلائق ہے۔ لوگ اب دلچسپی لیتے ہیں۔ اور ان کی توجہ اس جماعت کی طرف ہو گئی ہے ٭

(۳) صرف اسلام کی اتباع میں وہاں کی دو نومسلمہ میموں نے اپنے بچوں کا ختنہ کرایا ہے۔ جو ایک عظیم الشان انقلاب ہے، ٭

(۴) سلسلہ کے کارناموں اور مسجد کے بننے سے تمام عالم میں ایک اعلان ہو گیا ہے۔ جو ہندوستان میں بیٹھ کر کرنا ناممکن تھا ٭

(۵) سلسلہ کا رعب قائم ہو گیا ہے ٭

(۶) ایسے مخلص نومسلم وہاں پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ جو سلسلہ کے لئے چندہ بھی دیتے ہیں۔ اور بعض تو باقاعدہ دیتے ہیں۔ ان میں سچی قربانی کا جذبہ موجود ہے۔ روحانیت کا اثر اپنے اندر پاتے ہیں۔ اور اسلام سے دلی محبت رکھتے ہیں۔ کئی لوگ سچے خوابوں کی بنا پر سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں ٭

(۷) خود مسجد کا وجود میں آنا۔ جس میں تمام دنیا کے دیگر مسلمان باوجود کوشش کے ناکام رہے۔

(۸) اسلام کی بابت بُرے خیالات۔ بدظنیوں اور غلط عقائد سے لوگوں کا دور ہوتے جانا۔

(۹) پھر سب سے بڑھ کر صلیب اور تثلیث کا اثر اس قوم بلکہ ان کے مذہبی لیڈروں سے زائل ہوتے جانا اور مغربی قوموں کا اسلامی مسائل اور اعتقادات کی طرف رجوع کرتے آنا۔

(۱۰) عورتوں اور مردوں کا باہمی مصافحہ بند ہونا۔ جس سے عملی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ لوگ دراصل اسلامی احکام کو یورپین معاشرت اور رواج پر عملاً غالب کرنا چاہتے ہیں ٭

مسجد لنڈن کے متعلق پیشگوئیاں

سب سے پہلے میں ناظرین کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس میں آپ نے فرمایا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں (یعنی مسیح موعودؑ کے) سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ اور جیسا کہ پیشگوئیوں کا قاعدہ ہے۔ ان میں استعارات کا رنگ بہت غالب ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کو استعارہ پسند ہے۔ اسکی تاویل یعنی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمائی ہے۔ کہ آخری زمانہ میں اسلام کا سورج مغربی ممالک پر طلوع ہوگا۔ اور ان لوگوں کو بھی جو ہزارہا سال سے اندھیرے میں تھے۔ منور کیا جائیگا۔ اور چونکہ اسلام اور مسجد کا وجود لازم و ملزوم چیز ہیں۔ اور مسجد اسلام میں خانہ خدا سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے انگلستان میں مسجد کا وجود دراصل اس پیشگوئی والے سورج کا مطلع ہے۔ جہاں سے اسلام ان ممالک میں پھیلیگا۔ اور پھیل رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ اس بارہ میں یہ ہیں:۔

"ایسا ہی طلوع شمس جو مغرب کی طرف سے ہوگا۔ ہم اسپر بہر حال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں۔ آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملیگا۔"

(۲) دوسری پیشگوئی خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بارہ میں ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک ممبر پر کھڑا ہوں۔ اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے۔ جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کے رنگ سفید تھے۔ اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اسکی تعبیر کی۔ کہ اگرچہ میں نہیں۔ مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلینگی۔ اور بہت سے

راست باز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔ درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیاء کو دیدی۔ اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا ہی کے حصہ میں رہا۔ اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدا تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے" (انوار الاسلام)

اس کشف میں ممبر کا لفظ ایک مسجد کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اسلامی دنیا میں صاف طور پر مسجد کی وہ جگہ جہاں امام یا خطیب اپنا خطبہ حاضرین مسجد کو سناتا ہے۔ ممبر کہلاتا ہے ؞

(۳) تیسری پیشگوئی وہ کشف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے جسے حضور اپنی کتاب تریاق القلوب صفحہ ۴۰ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں :-

"میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے۔ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی۔ اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود"

اس کشف سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ذات کا ایک مسجد سے تعلق ظاہر ہوتا ہے جو اب اس مسجد کے ظہور میں آنے سے پورا ہوا۔ اور پھر ایسا ہوا۔ کہ اس مسجد کی دیوار پر کتبہ میں آپ کا نام لکھا جانے سے کامل طور پر لفظاً پورا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۴) چوتھی پیشگوئی مسجد کے متعلق خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام میں تھی۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی وحی میں متعدد جگہ ابراہیمؑ نام دیکر آپ کی مماثلت حضرت ابوالانبیاء سے ظاہر کی گئی۔ قرآن کریم اور تاریخ کہتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی ایک بڑی فضیلت اور خصوصیت یہ بھی تھی۔ کہ انھوں نے اپنے بیٹے کے ساتھ ملکر کعبہ کو بحکم الٰہی تعمیر کیا تھا۔ پس مماثلت کی رو سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ضروری ہوا۔ کہ وہ اور اس کا بیٹا دونوں مل کر ایک عظیم الشان مسجد کو دنیا کی ہدایت کے لئے تعمیر کریں ؞

مسجد کی تحریک سنہ ۱۹۲۰ء

اگرچہ ولایت میں تبلیغی سلسلہ جاری ہوتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو مسجد کے وجود میں لانے کا خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہاں بار بار مکانوں کے بدلنے سے تبلیغ کے اثر کو سخت نقصان پہنچتا تھا۔ مگر یہ کام بظاہر مشکل نظر آتا تھا۔ کہ اس کے لئے کوئی عملی تدبیر سنہ ۱۹۱۹ء تک پیدا نہ ہو سکی۔ روپیہ کی فراہمی۔ لنڈن میں موزون زمین کا ملنا جو کافی ہو۔ شرفاء کے محلہ میں ہو اور ایسی ہو۔ کہ جس پر قانونی طور پر کوئی شرائط اور پابندیاں عائد نہ ہوں (اور یہ بات لنڈن کے مکانات اور قطعات اراضی کے خریدنے میں اور اسپر حسب منشاء عمارات بنانے میں بڑی سخت روک ہے) پھر اسکی تعمیر اور نگرانی۔ پھر سب سے بڑھکر لوگوں کی توجہ کو اس طرف کھینچنا۔ یہ وہ امور تھے۔ جو اس کے راستہ میں حائل تھے۔ مگر خدا نے ہر انتظام بہترین صورت میں پورا کر دیا۔ سب سے پہلا زینہ روپیہ کی فراہمی تھی۔ اور وہ اس طرح ہوئی کہ جنگ کے ختم ہونے کے بعد ایک زمانہ ایسا آیا۔ کہ انگریزی پونڈ کا نرخ گھٹنا شروع ہوا۔ جب پونڈ کی قیمت بہت زیادہ گر گئی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے دل میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی تحریک بڑے زور سے پیدا ہوئی۔ اور آپ نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ ۶؍جنوری سنہ ۱۹۲۰ء منگل کا دن تھا۔ جب خاص طور پر حضرت صاحب کو اس کا خیال ہوا۔ حضور ظہر کی نماز پڑھا کر واپس تشریف لیجا رہے تھے۔ کہ آگے نمازیوں کی وجہ سے راستہ نہ ملا۔ اس پر حضور بیٹھ گئے۔ اور ناظر صاحب بیت المال کو بلا کر فرمایا۔ کہ اس وقت چودہ پندرہ ہزار روپیہ قرض لیکر بھیجدیا جاوے۔ جس کے پونڈوں میں تبدیل ہونے سے زیادہ رقم بن جائیگی جب حضور گھر میں تشریف لے گئے۔ اور تحریک تحریر فرمائی۔ تو بجائے چودہ پندرہ ہزار کے تیس ہزار رقم لکھ دی۔ اور بجائے قرضہ کے چندہ کا لفظ لکھدیا۔ حضور فرماتے تھے۔ کہ گویا خود بخود ہی ایسا ہو گیا۔ یہ تحریک لکھ کر اس روز عصر کے وقت ناظر بیت المال کو دیدی۔ اور فرمایا کہ اس کے لئے مغرب کے بعد لوگوں کو جمع کیا جائے۔ مسجد مبارک میں گنجائش کم۔ اور اعلان کے لئے وقت تھوڑا۔ مگر پھر بھی حضور کی اس پہلی تحریک پر ہی چھ ہزار چندہ ہو گیا۔ ؂

دوسرے دن ۷ر جنوری ۱۹۲۰ء کو صبح کو حضور نے مستورات میں تحریک فرمائی۔ پھر اس دن عصر کے وقت مردوں کے درمیان مسجد اقصیٰ میں اور بالآخر ۹ر جنوری ۱۹۲۰ء جمعہ کے دن خطبہ میں عام اعلان اس کا کر دیا گیا۔ ۱۰۔۱۱ر جنوری تک صرف قادیان کا چندہ بارہ ہزار تک پہنچ گیا۔ حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"اس غریب جماعت سے اس قدر چندہ کی وصولی خاص تائید الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اس چندہ کے ساتھ شامل ہے۔ ان دنوں میں قادیان کے لوگوں کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا۔ اور اس کا وہی لوگ ٹھیک اندازہ کر سکتے ہیں۔ جنھوں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہو۔ مرد اور عورت اور بچے سب ایک خاص نشہ محبت میں چور نظر آتے تھے۔ کئی عورتوں نے اپنے زیور اتار دیئے۔ اور بہتوں نے ایک دفعہ چندہ دیکر پھر دوبارہ جوش آنے پر اپنے بچوں کی طرف سے چندہ دینا شروع کیا۔ پھر بھی جوش کو دبتا نہ دیکھ کر اپنے وفات یافتہ رشتہ داروں کے نام سے چندہ دیا۔ کیونکہ جوش کا یہ حال تھا کہ ایک بچہ نے جو ایک غریب اور محنتی آدمی کا بیٹا ہے۔ مجھے ساڑھے تیرہ روپے بھیجے کہ مجھے جو پیسے خرچ کے لئے ملتے تھے۔ ان کو میں جمع کرتا رہتا تھا۔ وہ میں سب کے سب اس چندہ کے لئے دیتا ہوں۔ نہ معلوم کن کن اُمنگوں کے ماتحت اس بچہ نے وہ پیسے جمع کئے ہونگے۔ لیکن اس کے مذہبی جوش نے خدا کی راہ میں ان پیسوں کے ساتھ ان اُمنگوں کو بھی قربان کر دیا۔ مدرسہ احمدیہ کے غریب طالب علموں نے جو ایک سَو سے بھی کم ہیں۔ اور اکثر ان میں سے وظیفہ خوار ہیں۔ ساڑھے تین سو روپیہ چندہ لکھوایا۔ ان کی مالی حالت کو مدنظر رکھکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ انھوں نے کئی ماہ کے لئے اپنی اشد ضروریات کے پورا کرنے سے بھی محرومی اختیار کر لی ۔۔ ۔۔ یہ حال عورتوں اور بچوں کا تھا۔ جو بوجہ کم علم یا قلت تجربہ کے دینی ضرورتیات کا اندازہ پوری طرح نہیں کر سکتے۔ تو مردوں کا کیا حال ہوگا۔ اس سے خود خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ بڑی تعداد ایسے آدمیوں کی تھی۔ جنھوں نے اپنی ماہوار آمدنیوں سے زیادہ چندہ لکھوایا۔ جن میں سے ایک معقول تعداد ان لوگوں کی تھی۔ جنھوں نے تین تین چار چار گنے چندہ لکھوایا۔ بعض لوگوں کا حال مجھے معلوم ہوا۔ کہ جو کچھ نقد پاس تھا۔ انہوں نے دیدیا

اور قرض لیکر کھانے پینے کا انتظام کیا۔ ایک صاحب نے جو بوجہ غربت زیادہ رقم چندہ میں داخل نہیں کر سکتے تھے۔ نہایت حسرت سے مجھے لکھا۔ کہ میرے پاس اور تو کچھ نہیں۔ میری دوکان کو نیلام کر کے چندہ میں دیدیا جائے ...... لوگوں نے بجائے آہستہ آہستہ ادا کرنے کے زیورات وغیرہ فروخت کر کے اپنے وعدے ادا کر دئے ...... امرتسر اور لاہور کی جماعتوں نے بھی خاص ایثار سے کام لیا ...... اس رفتار سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ گورداسپور۔ امرتسر اور لاہور اور دوسرے مقامات کے چندے مل کر تیس ہزار کی رقم جس کا میں نے شروع میں اعلان کیا۔ ان تین ضلعوں ہی سے پوری ہو جائیگی۔ اور احمدیوں کے اخلاص کو دیکھتے ہوئے میں ڈرتا ہوں کہ اس سے دوسری جماعتوں کو سخت صدمہ ہو گا۔ کیونکہ ایسے اعلیٰ درجہ کے ثواب کا موقعہ ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ پس میں اس اعلان کی رقم کو بڑھا کر ایک لاکھ کر دیتا ہوں۔ تاکہ تمام جماعت ہائے احمدیہ اپنے اخلاص کا اظہار کر سکیں۔ اور ثواب حاصل کرنے کا موقعہ پائیں"

اس تحریک کا بیرونی جماعتوں میں یہ نتیجہ تھا۔ کہ ایک تلاطم اور جوش برپا ہو گیا۔ ایک صاحب نے قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں تار بھیجا۔ کہ "آپ دعا کریں۔ خدا تعالیٰ مجھے اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ اس کے شکریہ میں میں ولایت میں احمدیہ مسجد بنانے پر جس قدر خرچ ہو گا۔ سارا خود ادا کروں گا" حضور نے فرمایا۔ کہ میں نے اس بات کو منظور نہیں کیا۔ تاکہ جماعت کے دوسرے لوگ ثواب سے محروم نہ رہ جائیں ؎

غرض بیرونی جماعت کے مردوں۔ عورتوں اور بچوں نے بھی اس جوش سے چندہ جمع کیا جس طرح مرکز کی جماعت نے اور بعض لوگوں نے باہر بھی وہ بے نظیر نمونے ایثار اور قربانی کے دکھائے۔ جو صرف صحابہ کرام کے زمانہ میں دیکھے گئے تھے ؎

پہلی قسط ولایت بھیجی گئی،

۶ جنوری ۱۹۲۰ء کو تحریک تیس ۳۰ ہزار سے شروع ہوئی ہے۔ اور ۱۲ جنوری کو لاہور سے مبلغ ۳۰ ہزار کی رقم نیشنل بنک آف انڈیا لاہور کے ذریعہ نیشنل بنک آف انڈیا لنڈن کو بھیجی جاتی ہے۔ اور اس تیس ۳۰ ہزار سے ۳۲۶۸/۱۵ پونڈ بن جاتے ہیں۔ جس کی قیمت ۱۵ روپیہ فی پونڈ کے حساب سے ۵۲ ہزار بن جاتی ہے۔ غرض

پچاس ہزار کی رقم جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا مقصد تھا۔ کہ لنڈن بنک میں بھیجی جائے۔ وہ حضور کی تحریک کے ایک ہفتہ کے اندر لنڈن بنک میں جمع ہوگئی ؛

آخری قسط

غرض روپیہ ولایت جاتا رہا۔ اور آخری قسط ۲۱ فروری ۱۹۲۰ء کو ۱۶۴۰ پونڈ کی بھیجی گئی۔ اس طرح کل روپیہ جو اس وقت ولایت بھیجا گیا۔ ۶۴۶۵۰ تھا اور اس سے ۸۱۹۴ پونڈ خرید لئے گئے۔ اگرچہ اس وقت تک کل روپیہ موعودہ وصول نہیں ہوا تھا۔ مگر یہ دیکھ کر کہ پونڈ کا نرخ بہت گر گیا ہے۔ قرض لیکر اس قدر رقم بھیجی گئی تھی۔ کم از کم پونڈ کی قیمت چھ روپیہ چودہ آنے تک ہو گئی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ایسے موقعے مل گئے تھے۔ کہ ہم نے کم سے کم شرح پر زیادہ حصہ پونڈوں کا خریدا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس تحریک چندہ کے ضمن میں باقی چندہ اور متعلقہ اُمور کا مجمل حساب بھی دیدیا جائے۔ جب پونڈوں کا نرخ پھر بڑھ گیا۔ اور قادیان میں اراضی ایک لاکھ روپیہ خریدنے کا انتظام ہوگیا۔ جو سلسلہ اور مرکزِ سلسلہ کی ترقی کے لئے نہایت ہی اشد ضروری امر تھا۔ تو اس چندہ میں سے بھی ۲۸۵۰۰ روپیہ اس خرید زمین پر لگا دیا گیا۔ کل رقم جو چندہ مسجد کے حساب میں وصول ہوئی۔ وہ ۹۴۵۳۰ تھی ؛

۱۹۲۳ء میں مسجد برلن کے لئے صرف مستورات سے ۷۲۰۰۰ روپیہ چندہ وصول ہوا تھا۔ اس میں مستورات نے بڑی قربانی کا نمونہ دکھایا تھا۔ اس چندہ کی تحریک پچاس ہزار تھی۔ مگر بعد ازاں جب چندہ زیادہ آنے لگا۔ اور ضرورت بھی زیادہ محسوس ہوئی۔ اور تحریک کو ستر ہزار تک بڑھا دیا۔ اس طرح کل رقم مسجد لنڈن کی ۹۵ ہزار اور مسجد برلن کی ۷۲ ہزار ملکر ایک لاکھ ۶۷ ہزار روپیہ جمع ہوا۔ اس کے مقابلہ میں حسب ذیل جائداد سلسلہ کے پاس ہے۔

زمین مکان مشن لنڈن	۴ ہزار پونڈ
عمارت مسجد لنڈن	۴ ہزار "
تجارت پر لگایا گیا	۶ ہزار "
میزان کل	۱۴ ہزار پونڈ

آج کل بحساب ۱۳¼ روپیہ فی پونڈ چودہ ہزار پونڈ کی رقم ایک لاکھ پچاسی ہزار کے برابر ہے

اور اس میں سے پچاس ہزار روپیہ کی قیمت کی جائداد اس وقت قادیان میں موجود ہے ؛

غرض جماعت کے ایک لاکھ ۷۶ ہزار روپیہ سے اس وقت دو لاکھ پینتیس ہزار کی جائداد اور تجارت چل رہی ہے۔ یہ اضافہ کچھ تو تبادلہ کی وجہ سے ہوا۔ اور کچھ اراضی کی قیمت بڑھ جانے سے ؛

مسجد کی ضرورت

اس ضمن میں مسجد کے وجود اور اس کی ضرورت کے متعلق کچھ ذکر کرنا بے جا نہ ہو گا۔ مسجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اور اگرچہ ایک مسلمان کے لئے ہر جگہ عبادت کرنی جائز ہے مگر مسجد وہ خاص جگہ ہے۔ جو صرف اسی کام کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ اور جہاں مسلمان ہمیشہ جمع ہو کر باقاعدہ اپنی سب سے بڑی عبادت یعنی نماز کو ادا کرتے ہوں۔ دنیا میں سب سے پہلی عبادت گاہ یا مسجد وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ جسے کعبہ کہتے ہیں۔ اور جسے سب سے پہلے انسان نے خدا تعالیٰ کے حکم سے اس کی عبادت کے لئے تعمیر کیا۔ باقی تمام مذہبی اور قومی عبادت گاہیں جو دنیا میں موجود ہیں۔ اس کے بعد کی بنی ؛

اغراض ہر مسجد قبلہ رُخ ہوتی ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں ہو۔ اور یہ اس امر کا اظہار ہے۔ کہ تمام مسلمانانِ روئے زمین ایک مرکز سے وابستہ اور ایک نقطہ پر جمع ہیں۔ جو خدائے قدوس کی ذات یگانہ صفات ہے۔ مسجد میں سوائے خدائے حیّ و قیوم وحدہٗ لاشریک کے کسی کی عبادت نہیں ہوتی۔ اور نہ کسی اور سے دعا مانگی جاتی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں صرف اسی کے نام کے ذکر کو بلند کیا جاتا ہے۔ وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدًا ۔ الجن) مسجد وہ جگہ ہے۔ جہاں لوگ اپنے جسم کو پاک کر کے داخل ہوتے ہیں۔ اور اس کے اندر آکر اپنی روح کو پاک کرتے ہیں۔ غرض یہ مقام طہارت روحانی اور جسمانی کا جامع ہے۔ مسجد وہ پاک جگہ ہے۔ جہاں محض دنیاداری کی باتیں ناجائز ہیں۔ اس میں صرف وہی کام ہو سکتے ہیں۔ جو دین کا حصہ اپنے اندر رکھتے ہوں۔ مسجد وہ پاک جگہ ہے۔ جہاں اجتماع اور اتحاد کا سبق مسلمانوں کو ہر روز پانچ دفعہ سکھایا جاتا ہے۔ اور اس کے فوائد سے متمتع کیا جاتا ہے

مسجد وہ عالی مقام ہے۔ جہاں سچی مساوات انسانی کا روزانہ کئی بار کھینچا جاتا ہے جہاں بادشاہ اور مزدور۔ عالم اور جاہل۔ امیر اور غریب۔ بوڑھا اور جوان ایک ہی صف میں دوش بدوش کھڑے نظر آتے ہیں مسجد ہی وہ جگہ ہے۔ جہاں دُنیا سے حقیقی انقطاع مُیسر آتا ہے۔ دنیاوی خیالات۔ شور و شر اور کاروبار سے انسانی رُوح نجات پاکر کامل اور خالص توجہ سے اپنے خالق کی تعریف اور شکر اور دُعا میں مشغول ہوتی ہے۔ مسجد ہی وہ مقدس جگہ ہے۔ جہاں انقطاع۔ حسن عبادت میسر آسکتی ہے۔ جو اسی انقطاع کا ایک نہایت اعلیٰ درجہ ہے۔ مسجد ہی مسلمانوں کے لیے تبلیغ و ہدایت کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی لئے کعبہ کو ہدی للعالمین فرمایا ہے ؛

مسجد ہی ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں سے اصول اسلام کا اعلان بار بار بآواز بلند اذان کے ذریعہ دنیا کے چاروں گوشوں میں ہر روز پانچ وقت کیا جاتا ہے۔ مسجد ہی وہ صاف اور مطہر جگہ ہے۔ جو ایک نمونہ ہے۔ اس لئے کہ مسلمان کسی طرح خود اپنے گھروں کو پاک و صاف رکھا کریں ؛

مسجد ہی وہ مبارک جگہ ہے۔ جہاں ہر مذہب و ملت کا آدمی اور ہر متلاشی حق بغیر روک ٹوک کے اسلام کی طرز عبادت اور اس کے فوائد کو آزادی کے ساتھ اپنی آنکھ سے ہر وقت دیکھ سکتا۔ اور کلام الٰہی اور امام کے خطبوں کو سُن سکتا ہے۔ مسجد ہی وہ تعلیم کی جگہ ہے جہاں مسلمانوں کی آئندہ نسلیں اور نو مسلم لوگ پہلوں کی اقتدا میں تعلیم و تربیت پاتے ہیں۔ مسجد ہی وہ مرکز ہے۔ جہاں ایک مومن دوسرے مومنوں سے باقاعدہ ملکر اپنے ایمان کو تازہ اور مضبوط کرتا ہے۔ مسجد کے بے انتہا فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسجد کا مادی وجود ہر محلہ ہر شہر۔ ہر ملک اور ہر بر اعظم میں خود اسلام کا قائمقام ہے۔ حقیقت شناس آنکھ کے لئے ایک مقناطیسی کشش اپنے اندر رکھتا ہے۔

اس مقام پر نامناسب نہ ہو گا کہ ان مسجدوں کا ذکر بھی کر دیا جائے۔ جن میں سے دو انگلستان سے اور ایک فرانس سے تعلق رکھتی ہے۔

مسجد ووکنگ :- اس مسجد کا حال یوں ہے کہ گذشتہ صدی کے آخر میں مسٹر لائٹنر رجسٹرار

پنجاب یونیورسٹی جب پنشن لیکر انگلستان ووکنگ جانے لگے۔ تو انھوں نے اس ملک سے کچھ چندہ جمع کیا۔ تاکہ واپسی پر انگلستان میں ایک مسجد ایک مندر اور ایک گوردوارہ بنائیں چنانچہ رؤسا نے ان کو اس معاملہ میں کافی مالی امداد دی۔ اور لائیٹنر صاحب نے ووکنگ میں ایک قطعہ مکان تعمیر کر کے اس کے پاس ایک چھوٹی سی مسجد بنا دی ؛

لورپول میں بھی ایک مسجد تھی۔ جو مسٹر عبد اللہ کوئلم نے قریباً ۴۰۔ ۴۵ سال ہوئے بنائی تھی۔ دراصل وہ صرف ان کے مکان کا ایک حصہ تھا۔ جو مسجد کے نام سے موسوم تھا۔ ان کے گمنام ہونے کے بعد ان کے ورثاء نے وہ سب جائداد فروخت کر ڈالی۔ اور اب اس کا نشان باقی نہیں ؛

فرانس کے دارالسلطنت پیرس میں ایک مسجد اب تعمیر ہو رہی ہے۔ اور مکمل نہیں ہوئی۔ یہ مسجد فرانسیسی گورنمنٹ کے اشارہ سے بنی ہے۔ شمالی افریقہ کی مسلمان فوج جس نے جنگ عظیم میں فرانس کے میدانوں میں داد شجاعت دی تھی۔ اس کی قدردانی کے اظہار میں یہ بنائی گئی ہے اس کے لئے زمین پیرس کی میونسپل کمیٹی نے نذر دی۔ اور تعمیر کے اخراجات رؤسائے مراکو ٹیونس۔ الجیریا وغیرہ نے حکام فرانس کے اشارہ سے ادا کئے۔ کچھ مصر کے لوگوں نے بھی حصہ لیا۔ اس مسجد کی بنیاد دراصل پالیٹکس پر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ جب لنڈن سے واپس تشریف لائے۔ تو یہ مسجد بن رہی تھی۔ آپ بھی اس کے دیکھنے کو تشریف لے گئے۔ اور مسجد میں داخل ہو کر مع اپنے احباب کے بڑی دیر تک سینے دعا کی۔ اور وہاں کی سب سے پہلی نماز ادا کی۔ گویا ایک طرح اس مسجد کا افتتاح آپ نے فرمایا ؛

مسجد لنڈن کا سنگ بنیاد

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے قیام لنڈن کے زمانہ میں اور کاموں کے علاوہ ایک کام یہ بھی کیا۔ کہ روانگی سے پیشتر مسجد لنڈن کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھوں سے ۱۹ر اکتوبر ۱۹۲۴ء بروز اتوار چار بجے دن کے نصب فرمایا۔ اور وہیں تمام جماعت نے نماز ادا کی۔ اس مبارک تقریب کی روئداد حسب ذیل ہے :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دُنیا کے مادی مرکز لنڈن میں پہلی مسجد

حضرت اولوالعزم فضل عمر خلیفۃ المسیحؑ نے سنگِ بنیاد رکھا

مُبارک تقریب

۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء کا اتوار کا دن دنیا کی تاریخ میں عام طور پر اور لنڈن اور احمدیت کی تاریخ میں خصوصیت سے ایک یادگار کا دن ہو گا۔ کیونکہ اس روز حضرت اولوالعزم میرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے دُنیا کے مادی مرکز لنڈن میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

اس مسجد کی تحریک سنہ ۱۹۲۰ء میں کی گئی تھی۔ اور اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی تحریک پر ایک لاکھ کے قریب روپیہ جمع کیا۔ اور لنڈن کے ایک حصہ پٹنی میں ایک مکان معہ وسیع قطعہ زمین کے خرید لیا گیا۔ اس زمین اور مکان کی خرید کا فخر مکرم چودہری فتح محمد خان صاحب سیالؓ کے حصہ آیا۔ اور یہ ایک مبارک فال تھا۔ جو فتح محمدؐ کے نام سے لیا جاتا ہے۔

حضرت کو کبھی یہ خیال آتا تھا۔ کہ میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھوں۔ اور یہ پاک خواہش اُن خواہشوں میں سے ایک تھی۔ جو دُنیا کی رُستگاری کے لئے آنے والے لوگوں کی ہوتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایک رؤیا مسجد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دکھائی تھی۔ جو بارہا اخبارات اور کتب میں شائع ہوئی ہے۔ مسجد سے مُراد جماعت ہوتی ہے۔ اور وہ رؤیا اپنے لفظوں کے موافق پوری بھی ہو چکی ہے۔ لیکن اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا مسجد کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام مسجد کی دیوار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھایا تھا۔ اس قسم کے رؤیا اور کشوف کے متعدد مفہوم اور مطالب ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ ضرور ثابت ہے۔ کہ آپ کا کوئی خاص تعلق مسجد سے ظاہری الفاظ میں بھی ہے۔ یہ میرے ذوق کی بات ہے۔ اور واقعات اس کو ثابت کر رہے ہیں۔ غریب احمدی جماعت کا آپ کی تحریک پر لنڈن مسجد کے لئے ایک لاکھ روپیہ جمع کر دینا اور

غریب احمدی خواتین کا مسجد برلن کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیدینا چھوٹی باتیں نہیں ؛

غرض سنہ ۱۹۲۰ء میں جس مسجد کا ارادہ کیا گیا تھا۔ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء کو اس مسجد کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت اولوالعزم نے رکھدی ؛

موسمی حالت

۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء کے روزانہ اخبارات نے لنڈن کے ۱۹ اکتوبر کے موسم کے متعلق پیشگوئی تھی۔ کہ یہ دن بہت عمدہ ہوگا۔ سورج نکلیگا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان اٹکل بازوں کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اپنی ہستی کا ایک کھلا ثبوت دیا۔ کہ صبح ہی سے بارش شروع ہوگئی۔ اور بارش ہوتی رہی۔ حضرت کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو نہایت مطمئن قلب سے فرمایا۔ اور یہ بہت اچھا ہے۔ ایسی حالت میں جو لوگ آئیں گے۔ وہ اخلاص ہی سے آئینگے۔ اور انشاء اللہ یہ تقریب کامیاب ہوگی۔

حضرت نے لنڈن کے نازک مزاج موسم کا خیال کر کے پہلے ہی سے حکم دیدیا تھا کہ ایک خیمہ کا ضرور انتظام رکھا جاوے۔ چنانچہ اس کا انتظام کیا گیا تھا۔ دوپہر کے بعد تقاطر میں کمی شروع ہوگئی۔ تاہم سورج نہ نکلا ؛

ابتدائی تیاریاں اور مشکلات

سنگ بنیاد کی تاریخ مقرر کرنے میں بہت دیر ہوئی۔ قریباً چار دن پیشتر ۱۹ اکتوبر مقرر ہوئی۔ اس عرصہ میں پورے طور پر لوگوں کو واقف کرنا آسان نہ تھا۔ تاہم ضابطہ کے دعوتی کارڈ لوگوں کو بھیجے گئے۔ لیکن ان دنوں میں لنڈن میں پارلیمنٹ کے جدید انتخاب کی بلا نازل تھی۔ اور لوگ اس میں مصروف ہو چکے تھے۔ اور سرا ز پا ناشناختہ دیوانہ وار اس میں مصروف تھے۔ غرض اول سنگ بنیاد کے دن موسم کی خرابی اور دوسرے لوگوں کا انتخاب کے جنجال میں مبتلا ہونا اور سب سے زیادہ نہایت ہی تنگ وقت میں تاریخ کا مقرر کرنا یہ سب ایسے امور تھے۔ کہ جن سے پایا جاتا تھا کہ یہ تقریب محض خاموشی کے ساتھ چند آدمیوں میں ادا ہوگی۔ ہمارے زیر نظر نمائش نہ تھی۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے یہ سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔ اور اس گھر کا سنگ بنیاد جو اس کا نام بلند کرنے کے لئے دنیا کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ خیال ضرور تھا۔ کہ اس موقعہ پر غیر مذاہب کے لوگ آئیں۔ تو ان کو اس طریق پیغام حق پہنچ جائے۔ پس مندرجہ بالا

اسباب نے جمع ہو کر ہمارے ایمان کو بڑھایا۔ جب ہم نے دیکھا۔ کہ نتیجہ خلافِ توقع نکلا ::

مہمانوں کی آمد

۲ بجے سے ہی مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ اور مہمانوں میں مختلف حکومتوں کے نمائندے اور سفیر تھے۔ لنڈن کے بعض اکابر اور پورٹس سمتھ تک کے بعض نو مسلم اور ہندوستانی بھائی غرض مختلف طبقہ اور درجہ کے لوگ اس تقریب پر جمع ہو گئے۔ یہ ایک عجیب نظارہ تھا۔ کہ احمدی سائبان کے نیچے انگریز۔ جاپانی۔ جرمن سروین۔ زگوسلاف۔ اتھونین۔ مصری۔ اٹالین۔ امریکن۔ ہنگرین۔ انڈین اور افریقن سب جمع تھے۔ گویا مشرق مغرب کو حضرت اولو العزم نے ایک مقام پر اکٹھا کر دیا۔ اور مذہب کے لحاظ سے عیسائی۔ یہودی۔ زرتشتی۔ آزاد خیال۔ ہندو اور مسلمان سب تھے۔ اور یہ معزز مجمع ۲ سو سے زائد آدمیوں پر مشتمل تھا۔ جن میں سے بعض کے اسماءِ گرامی یہ ہیں:-

سر الگزنڈر ڈریک (سابق فنانشل کمشنر پنجاب۔ جن کو قادیان آنے کی بھی عزت حاصل تھی بحیثیت مہتمم بندوبست) میر آف وانڈز ورتھ۔ لیڈی بارکس۔ مسٹر بن سی سپین آف دی انڈیا آفس ڈاکٹر و خاتون پروفیسر لی اون (سابق عبد اللہ کوئلم) ہز ایکسیلنسی بیرن ہیشی معہ دختر خود سفیر جاپان۔ سفیر جرمن۔ اتھونیا اور سربیا کے منسٹر زگوسلاف کے نمائندے سے موجود تھے اور البانیہ اور فن لینڈ اور ترکی کے سفرا نے محبت آمیز ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے بوجہ علالت عدم شرکت کا افسوس ظاہر کیا۔ ترکی سفیر نے ایک روز قبل ٹیلیفون پر مسرتِ شمولیت کا اظہار کیا تھا۔ مگر یکایک بیمار ہو جانے کی وجہ سے انکو موقع نہ مل سکا تھا جس کا ان کو افسوس ہے۔ انگلستان کے ہر سہ پارٹی کے لیڈروں نے اظہار ہمدردی کیا۔ اور بوجہ انتخاب ہیجان زدات مصروف رہنے کے عدم حاضری کا افسوس سے عذر کیا ::

پرائم منسٹر کا مکتوب

سر ریمزے میکڈانلڈ نے پرائم منسٹر امام جماعت احمدیہ کی اس مبارک تقریب پر دعوت کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن چونکہ وہ لنڈن سے باہر تھا۔ اسے اس موقعہ پر نہ آسکنے کا بہت افسوس ہوا ::

غرض یہ مجمع جو دو سو سے اوپر اصحاب کا تھا۔ یہ معمولی مجمع نہ تھا۔ اور الیکشن میں مصروفیت اور نہایت ہی تنگ وقت میں اطلاع ہونے کے باوجود احباب اس مبارک تقریب پر جمع ہوئے

جلسہ کا پروگرام پہلے سے مرتب کیا ہوا تھا ؎

اخبار نویس اور فوٹو گرافر اور سینما والے

اس مجمع کے علاوہ سلطنت کے زبردست ستون (پریس) کے متعدد قائمقام موجود تھے۔ اور یہ قائمقام انگلستان کے اس زبردست پریس کے قائمقام تھے۔ جو اپنی قلم کی کشش میں فی الحقیقت انگلستان کی حکومت کی باگ رکھتا ہے۔ اور جن کی تعداد اشاعت لاکھوں ہے۔ اور قریباً ایک درجن فوٹو گرافر اور سینما والے موجود تھے۔ ان کے علاوہ بعض لوگوں نے خود بھی فوٹو لئے ؎

ابتدائی کارروائی

مکان کے داخلہ کے دروازہ سے لیکر خیمہ کی سیڑھیوں تک بانات کا فرش تھا۔ اور خیمہ میں تمام مہمان جمع تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ ٹھیک ۳ بجے خیمہ میں داخل ہوئے۔ نیر صاحب نے اعلان کیا کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح آ گئے ہیں۔ اس پر تمام حاضرین سرو قد کھڑے ہو گئے۔ اور حضرت نے محبت آمیز تبسم کے ساتھ سب مردوں سے مصافحہ کیا۔ اور کچھ دیر تک مہمانوں سے باتیں کرتے رہے پروگرام کے ساڑھے تین بجے مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب درد امام مسجد لنڈن نے ایک مختصر تقریر میں مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ ۳-۳۵ پر اعلان کیا گیا کہ احباب مسجد کے مقام پر چلیں جہاں سنگ بنیاد رکھا جائیگا۔ چنانچہ بدون کسی خاص امتیاز یا خصوصیت کے سارا مجمع اس جگہ پر پہنچا۔ جہاں مسجد کے محراب کی جگہ مسجد کا سنگ بنیاد نصب کرنا تھا۔

سنگِ بنیاد

اس مقام پر پہنچ کر حضرت محراب میں کھڑے ہوئے۔ آپ نے تلاوت قرآن کریم کے لئے حافظ صاحب کو بلایا۔ حافظ صاحب نے واللیل اذا یغشیٰ اور سبح اسم ربک الاعلیٰ کی تلاوت کی۔ اور اس کے بعد حضرت نے اپنا ایڈریس انگریزی میں آپ پڑھا۔ اس ایڈریس کا حاضرین پر ایک خاص اثر تھا خود حضرت پر ایک قسم کی ربودگی طاری تھی۔ اس حالت کے فوٹو بعض فوٹو گرافر لے رہے تھے۔ اس ایڈریس کے پڑھے جانے کے بعد آپنے سنگِ بنیاد رکھا۔ ٹھیک اس وقت سلسلہ کے مرکز سے آپ کے نائب حضرت مولوی شیر علی صاحب کا تار جماعت کی طرف سے مبارکباد کا وصول ہوا ؎

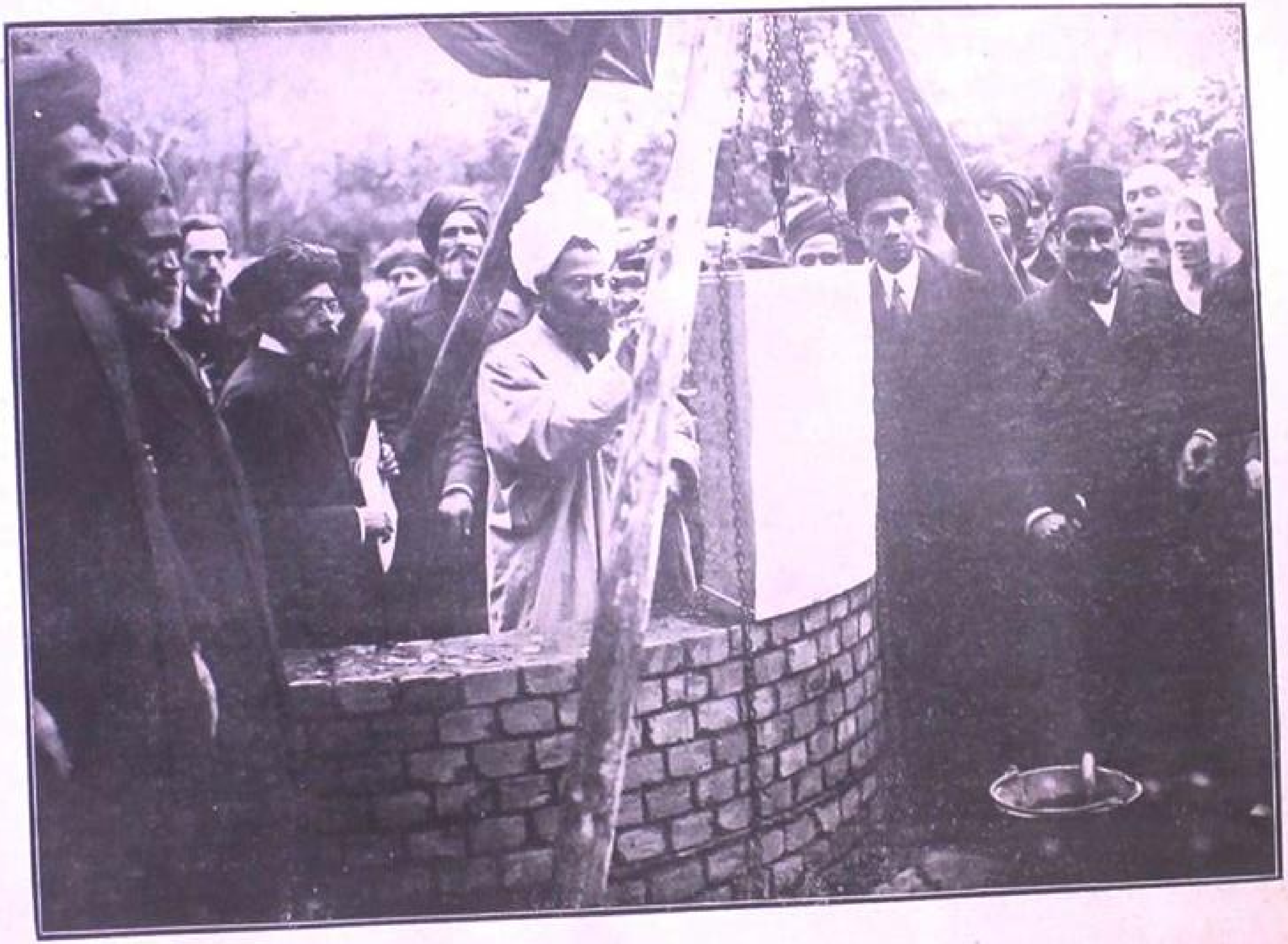

مسجد کے سنگ بنیاد کا نظارہ

وادیٔ غیر ذی زرع اور مسجد لنڈن

حضرت نے جس وقت ہاتھ میں کرنی لی۔ اور اس تقریب کو شروع کیا مجمع کی عجیب حالت تھی۔ اور جماعت کے لوگوں پر ایک کیفیت طاری تھی وہ نقشہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ جب حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے مکہ کی مسجد کی بنیاد رکھی۔ جو وادی غیر ذی زرع میں تھی۔ اور جس میں کوئی خدا کا نام لینے والا نہ تھا۔ جو اگرچہ غیر ذی زرع تو نہیں۔ مگر اپنی مادی ترقی میں مست اور مگن ہونے کی وجہ سے رُوحانی طور پر غیر ذی زرع ہے۔ غرض ایک کیفیت ذوق کے ساتھ اخلاص اور تقویٰ کے ساتھ اس مسجد کی بنیاد حضرت نے رکھی۔ اور اس کے بعد اس مسجد کی معموری اور کامیابی اور خدا کے پرستاروں کا پاک مرکز ہونے کے لئے آپ نے لمبی دُعا کی۔ اور اس کے بعد عصر کی نماز اسی مقام پڑھی گئی۔ اور حضرت نے اعلان کیا کہ میں اعلان کرتا ہوں کہ اس مسجد کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس تقریب کے فوٹو اور فلم ایک درجن کے قریب مصوروں اور سینما والوں نے لئے۔ نماز کے بعد مبارکباد کا نعرہ ہر طرف سے بلند ہوا مسجد کے محراب پر وہ جھنڈا لہرا رہا ہے۔ جو حیدر آباد کے ہوم سیکرٹری نواب اکبر نواز جنگ بہادر نے دیا ہے۔ اس کے بعد مجمع پھر خیمہ کی طرف آیا۔ کہ پروگرام کے مطابق چائے نوش کرے ۞

ریفرشمنٹ کا انتظام اور معززین سے گفتگو

ریفرشمنٹ کا انتظام لنڈن کی مشہور کمپنی لائن سے کیا گیا تھا اور نہایت عمدگی سے یہ مرحلہ بھی طے ہُوا۔ مہمان بہت ہی خوش اور مسرت آمیز تبسم سے ایک دوسرے سے ملتے تھے اور بہت دیر تک حضرت کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ بعض نے کہا ہم بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ اس تقریب پر مدعو ہوئے۔ لیڈی بارک نے کہا۔ کہ اگر میں نہ آتی۔ تو مجھے بہت افسوس رہتا۔ میئر آف وانڈزورتھ نے کہا۔ کہ اگر کوئی مذہب اس تقریب سے جو حضرت اقدس نے کی ہے۔ اختلاف کرے۔ تو وہ مذہب ہی نہیں۔ زگوسلافیہ کے قائمقام نے کہا کہ وہ پہلی دفعہ ایسے خیالات کے سُننے سے اتنا مسرور ہُوا ہے۔ غرض لوگوں نے حضرت کے دردِ دل اخلاص اور حقیقت میں رنگین تقریر سے بہت فائدہ اور حظ اٹھایا۔ اور احمدیہ سلسلہ کے

وسیع خیالات ہمدردی واتحاد سے واقفیت حاصل کی۔ جو یہ سلسلہ دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا مضمون

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس موقع پر حسب ذیل مضمون انگریزی میں پڑھا :۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ؎

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

ہمشیرگان وبرادران!

آج ہم ایک ایسے کام کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ جو اپنی نوعیت میں بالکل نرالا ہے۔ یعنی اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے جو محض اس ہستی کو یاد کرنے اور اس کے حضور میں اپنی عبودیت کا اظہار کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔ جو سب دنیا کی پیدا کرنیوالی ہے۔ خواہ وہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں۔ یا کسی حکومت میں بستے ہوں یا کوئی زبان بولتے ہوں۔ وہاں جا کر ایک ہو جاتے ہیں۔ وہ ہستی وہ نقطہ مرکزی ہے جس کے حضور میں کل انسان بڑے اور چھوٹے کالے اور گورے مشرقی اور مغربی کا سوال ہی نہیں رہتا۔ کیونکہ جوں جوں اس کے نزدیک بلا جاتا ہے۔ اختلاف مٹتے جاتے ہیں۔ اور اتحاد بڑھتا جاتا ہے۔ پس جس عمارت کی بنیاد رکھنے کے لئے ہم آج جمع ہوئے ہیں۔ وہ اتحاد اور اتفاق کا ایک نشان ہے۔ اور اپنے وجود سے ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلا رہی ہے۔ کہ ہماری امید اور مرجع ایک ہی ہے۔ پس ہمیں آپس کے اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑنا اور فساد کرنا نہیں چاہیئے ؛

اختلاف دنیا میں ہوتے ہیں۔ اور ہوتے رہینگے۔ اور نہ کبھی کوئی زمانہ آیا ہے کہ دنیا میں اختلاف نہ ہوئے ہوں۔ اور نہ آیندہ آسکتا ہے۔ جب تک انسان ترقی کرنے کی قابلیت رکھے گا۔ اختلاف بھی ضرور ہوگا۔ کیونکہ جس قدر ترقی دنیا میں نظر آتی ہے۔ اختلاف ہی

کے سبب سے ہے۔ پس اختلاف جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایک رحمت ہے۔ نہ کہ نقصان دہ چیز۔ جو چیز بُری ہے۔ وہ عدم برداشت ہے۔ یعنی اتفاق کی حد سے بڑھی ہوئی خواہش۔ درحقیقت اتحاد کو کسی چیز نے اس قدر نقصان نہیں پہنچایا جس قدر اس امر نے کہ بعض لوگ اتفاق پیدا کرنے کے ایسے ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ جو درحقیقت ان کی غرض کے بالکل خلاف ہوتے ہیں۔ اتحاد کو اس قدر اس کے دشمنوں سے نقصان نہیں پہنچا جس قدر کہ اس کے نادان دوستوں سے ؛

قوت برداشت اگر اختلاف بُری چیز ہے تو برداشت کیا معنے ہیں۔ برداشت تو اختلاف ہی کی موجودگی میں اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ پس جس چیز کی دُنیا کو ضرورت ہے، وہ برداشت ہے۔ یعنی لوگ اختلاف عقیدہ اور اختلاف اصول رکھتے ہوئے پھر ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں محبت کے ساتھ رہیں۔ بیشک ہر ایک شخص کا حق ہے۔ کہ وہ دوسرے کو اس امر کی طرف بلائے۔ جسے وہ اس کے لئے اچھا سمجھتا ہے۔ کیونکہ بغیر تبلیغ کے علوم کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ مگر جس چیز کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ دوسرے کے دل کے بدلنے سے پہلے اس کی زبان اور اس کے اعمال کو بدلنا چاہیئے یا بعض اُمور میں اس سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے اسکو تکلیف دینے کی کوشش کرے ؛

بیت اللہ بہنو اور بھائیو! مسجد اس قسم کی رُوح پیدا کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے اور اسلام نے مسجد کا نام بیت اللہ رکھا ہے۔ یعنی وہ ایسا گھر ہے جس میں انسان کا حق نہیں۔ کہ آپس کے اختلاف کی وجہ سے کسی کو نکالے یا کسی کو تکلیف دے سکے۔ کیونکہ یہ اس کا گھر نہیں۔ بلکہ خدا کا گھر ہے۔ جو اسی طرح اس کے دشمن کا خدا ہے جس طرح اس کا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ۔ یعنی اس سے زیادہ ظالم کون ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائے جانے والے گھروں سے لوگوں کو روکے۔ اور ان کو عبادت نہ کرنے دے تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ

یمن کے مسیحیوں کا ایک وفد حاضر ہوا۔ آپ سے باتیں کر رہا تھا۔ کہ ان کی نماز کا وقت آ گیا۔ اور انھوں نے آپ سے اجازت چاہی۔ کہ باہر جا کر نماز پڑھ لیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ باہر جا کر نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہماری مسجد میں پڑھ لو۔ پس قرآن کریم کے حکم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔ کہ اسلامی مساجد کا دروازہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے۔ اور اسلامی مساجد مختلف مذاہب کو متحد کرنے کا نقطہ مرکزی ہیں ؛

احمدیہ مسجد کی غرض اس روح کے ساتھ اور انہیں جذبات کے ساتھ جو میں نے اوپر بیان کئے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے اس مسجد کے افتتاح کا ارادہ کیا ہے۔ اور پیشتر اس کے کہ میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھوں۔ میں اس امر کا اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسجد صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے۔ تاکہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی محبت قائم ہو۔ اور لوگ مذہب کی طرف جس کے بغیر حقیقی امن اور حقیقی ترقی نہیں۔ متوجہ ہوں۔ اور ہم کسی شخص کو جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے۔ ہرگز اس میں عبادت کرنے سے نہیں روکیں گے۔ بشرطیکہ وہ ان قواعد کی پابندی کرے۔ جو اس کے منتظم اس کے انتظام کے لئے مقرر کریں اور بشرطیکہ وہ ان لوگوں کی عبادت میں مخل نہ ہوں۔ جو اپنی مذہبی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس مسجد کو بناتے ہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ رواداری کی روح جو اس مسجد کے ذریعہ سے پیدا کی جائیگی۔ دنیا سے فتنہ وفساد دور کرنے اور امن وامان قائم کرنے میں بہت مدد دیگی۔ اور وہ دن جلدی آجائیں گے۔ جبکہ لوگ جنگ وجدال کو ترک کر کے محبت و پیار سے آپس میں رہینگے۔ اور سب دنیا اس امر کو محسوس کریگی۔ کہ جب سب بنی نوع انسان کا خالق ایک ہی ہے۔ تو ان کو آپس میں بھائیوں اور بہنوں سے زیادہ محبت و پیار سے رہنا چاہیئے اور بجائے ایک دوسرے کی ترقی میں روک بننے کے ایک دوسرے کی ترقی کرنے میں مدد کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جس طرح باپ کبھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کے بچے آپس میں لڑتے رہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی کبھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کی مخلوق آپس کے جنگ وجدال میں مشغول رہے ؛

جھگڑوں کی وجہ در حقیقت جھگڑے خدا تعالیٰ سے دوری کا نتیجہ ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود

IN THE NAME OF ALLAH THE MOST BENEFICENT AND THE MOST COMPASSIONATE.

WE PRAISE HIM AND INVOKE HIS BLESSING ON HIS PROPHET THE EXALTED ONE.

WITH THE GRACE AND MERCY OF GOD HE ALONE IS THE HELPER.

Verily my prayer, my sacrifice, my life, and my death are for Allah, the Lord of All the Worlds.

I, Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad, Khalifatul Masih II, Head of the Ahmadiyya Community which has its Headquarters at Qadian, Punjab, India, lay the foundation stone of this Mosque to-day, the 20th Rabiul Awwal 1343 Hijra, to seek the pleasure of God so that His name be glorified in England and that people of this country may also partake of the blessings which have been vouchsafed to us. I pray to God that He may accept this humble and sincere effort of all the members of the Ahmadiyya Community, both women and men, and that He may provide means for the growing prosperity of this Mosque; and may He make it for ever and ever a centre for promulgating the views of purity, piety, justice and love, and may this place prove a sun of spiritual light radiating forth in this country and in all the countries around the blessed beams of the Heavenly light of the Holy Prophet Mohammad the Chosen one of God and the seal of the prophets and of Ahmad the Promised Messiah, the prophet of God, the Vicegerent, and the reflection of Mohammad (may peace and the blessings of God be upon them both). Amen.

19-10-1924

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان ہے خدا کی رضا کے حصول کے لئے اور اس غرض سے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں جو ہمیں ملی ہے آج ۲۰ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ کے لئے اس مسجد کو نیکی تقویٰ۔ انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز و نائب محمد علیہما الصلوۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لئے روحانی سورج کا کام دے اے خدا تو ایسا ہی کر

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء

علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی جماعت احمدیہ کو اسی غرض سے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ کہ وہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کریں۔ تاکہ باہمی اختلافات پر سے نظر ہٹ کر موجبات اتحاد کی طرف لوگوں کی توجہ پھر جائے۔ پس جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام ان نسلی جنگوں اور سیاسی جنگوں کے مٹانے میں کوشاں رہے گی۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہر مذہب و ملت کے نیک دل لوگ ان کوششوں میں اس کے مددگار ہوں گے۔ اور اس کے آثار بھی نظر آرہے ہیں۔ جیسا کہ اس وقت مختلف مذاہب اور مختلف اقوام کے معزز لوگوں کے اجتماع سے ظاہر ہے ۔

پورا نقشہ کندہ کا مسجد کی قبلہ رخ دیوار پر محراب کی جانب لگا دیا گیا ہے۔ اور جو حضرت صاحب نے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا مع انگریزی ترجمہ کے ہے اس کا فوٹو ملاحظہ ہو۔

اس تقریب پر ایسے ایسے لوگ آئے۔ جن کی امید نہ تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے شاہی کارروائی ہوتی ہے۔ اور مختلف سلطنتوں کے وزراء آئے ہیں۔ بعض کی بعد میں چٹھیاں آئیں۔ کہ افسوس! ہم مجبوری کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے۔ ایک اخبار نے مجمع کی تصویر شائع کی۔ اور لکھا کہ افسوس! ہمارا قائمقام شامل نہ ہو سکا۔ مگر کارروائی شائع کی جاتی ہے۔ ایک سلطنت کے نمایندہ نے اسوقت مبلغ مانگے۔ اور ایک نمایندہ نے اس تحریر کا نمونہ مانگا۔ حالانکہ بڑے آدمیوں کے لئے مانگنا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔ اس نے کہا مجھے دو کاپیاں دی جائیں۔ ایک اپنے دوست کو دوں گا۔ اور دوسری اپنے ملک کی یونیورسٹی کو۔ زیکو سلافیا کے قائمقام پر حیرت سی طاری ہو گئی۔ اور کہنے لگا۔ میں بہت ہی بدقسمت ہوں۔ کہ یہ عمر آگئی۔ اور مذہب کے متعلق کچھ نہیں سنا۔ اور آج پہلا دن ہے کہ یہ باتیں سنی ہیں۔ ایک پادری تھا کہنے لگا۔ میں بہت ہی خوش قسمت ہوں کہ آج اسلام کے متعلق یہ بیان سن لیا۔ وہ آخر تک کھڑا رہا۔ گویا جس طرح خدا قلوب کو کھولدیتا ہے۔ اس طرح کی حالت تھی۔

اس کے علاوہ اخبارات نے تصاویر اور تقریر اور کتبہ اور سنگ بنیاد رکھنے کا حال بڑے زور سے شائع کیا۔ اور پھر ان سے ترجمہ ہو کر دنیا کے ہر ملک اور ہر زبان میں ان حالات کو

کو شہرت دی گئی۔ چنانچہ دو نمونے ذیل میں مدرج ہیں:۔

لنڈن کی پہلی مسجد

سوتھ فیلڈز میں مسلم امام کے ہاتھ سے سنگِ بنیاد رکھا جانا

(ڈیلی کرانیکل۔ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء)

"ہز ہولی نس خلیفۃ المسیح نے جو کہ مسلمانوں میں سلسلہ احمدیہ کے امام ہیں۔ کل میلروز روڈ سوتھ فیلڈز میں لنڈن کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس اصلاحی سلسلہ کے پیرو لنڈن میں ایک سَو انگریز ہیں۔ اور مشرق اور افریقہ میں دس لاکھ سے زیادہ ہیں۔

فی الحال یہ ارادہ ہے۔ کہ مسجد کے صرف ایک حصہ کو مکمل کیا جائے۔ اور اس حصہ کی تعمیر کے لئے کل روپیہ بذریعہ چندہ جمع ہو چکا ہے۔ اس رسم کے متعلق جو اصحاب آج موجود تھے۔ ان میں سفیر جاپان۔ جرمنی اور شہر وینڈز ورتھ کا شریف۔ اسھتونیا کا وزیر اور ترکی اور البانیا کے نمایندے شامل تھے۔"

شہر لنڈن کے لئے ایک مسجد

سنگِ بنیاد رکھا گیا،

مؤذن کے لئے ستر فٹ اونچا مینارہ،

(ویسٹ منسٹر گزٹ۔ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء)

"ایک مسجد جو لنڈن میں پہلی مسجد ہوگی۔ سوتھ فیلڈز میں تعمیر کی جائیگی جس کا مینار ستر فٹ بلند ہوگا۔ جہاں سے ایک مؤذن مومنوں کے لئے نماز کے وقت کا اعلان کریگا۔

سنگِ بنیاد کل ایک باغیچہ میں رکھا گیا۔ پھلدار درختوں میں خوشبو کا نیلا نیلا دھواں اُٹھتا دکھائی دیتا تھا گیلی زمین پر قالین بچھائے گئے۔ اور اس مجمع میں مختلف اقوام کے لوگ شامل

تھے۔ ہز ہولی نس خلیفۃ المسیح نے جنھوں نے قرمزی رنگ کے کھنوؤں والا گلابی رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور جن کے سر پر ایک بھاری سفید عمامہ تھا۔ جن کے ہاتھ میں ایک عصا تھا جس کے سر پر آبنوس اور چاندی لگی ہوئی تھی۔ اس رسم کو ادا کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ میں میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی اور جماعت احمدیہ کا امام جس کا مرکز قادیان پنجاب۔ ہندوستان میں ہے۔ آج ۲۰ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ کو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھتا ہوں۔ تاکہ لنڈن میں اس کے نام کا جلال ظاہر ہو۔ اور تاکہ اس ملک کے لوگ بھی ان برکات سے حصہ لیں۔ جو ہمیں عطا کی گئی ہیں ۔۔۔۔۔۔

آپ نے فرمایا۔ کہ یہ تقریب تو انسان کی اخوت اور وحدت کا ایک نشان ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ اختلاف رائے سے تفرقہ پیدا ہو۔ عرب کا مقدس نبی فرماتا ہے کہ اختلاف رائے رحمت کا ایک سرچشمہ ہے۔ کیونکہ اس سے علم اور حکمت کی ترقی میں مدد ملتی ہے۔ رواداری اور عالی حوصلگی صرف اختلاف رائے کے مدرسہ میں سیکھی جا سکتی ہے ؛

ہز ہولی نس کی رائے میں وہ دن دور نہیں ہے۔ جبکہ لوگ جنگ کے خیالات کو ترک کر دیں گے۔ اور بھائیوں اور بہنوں کی طرح ایک ہی خالق کے بندے ہو کر اتفاق سے زندگی بسر کریں گے ؛

امام مسجد عبد الرحیم درد نے بیان کیا۔ کہ ایک دن شرق مغرب مل جاویں گے۔ اور انگلستان ان کے رابطۂ اتحاد کا ذریعہ ہوگا۔ یہ سلسلہ جو کہ اسلام میں پہلا تبلیغی سلسلہ ہے انگلستان کو ایشیا سے اور خصوصاً ہندوستان سے زیادہ قریب کر دیگا۔

انگلستان میں یہ پہلی مسجد ہے۔ جس کو صرف مسلمانوں نے تعمیر کیا ہے۔ مسٹر سی۔ ایچ لوشر مسجد کے انجینئر نے ہمارے نامہ نگار کے پاس بیان کیا۔ کہ وہ ایک وقت سلطان مراکش کے انجینئر تھے۔ اس کی عمارت اپنی شکل میں شرقی طرز کی ہوگی ؛

یہ سلسلہ احمدیہ کی تعمیر کردہ مسجد ہوگی۔ جن کا عقیدہ ہے۔ کہ الہام کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ وہ مذہبی جنگوں کے مخالف ہیں۔ اور رواداری کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور ان کا دعویٰ

کہ ہمارا سلسلہ دنیا کو نبی عربی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خالص دین کی طرف واپس بلا رہا ہے۔

مسجد کی تعمیر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی واپسی پر مسجد کی تعمیر کا انتظام شروع کیا گیا۔ فوری طور پر روپیہ مسجد برلن کے فنڈ سے بہم پہنچایا گیا۔ اور نقشہ وہاں کے انجنیروں نے تیار کیا۔ جو قادیان بھیجا گیا۔ اور بعد منظوری حضرت صاحب کام کا ٹھیکہ مسرز روفی اینڈ سنز کی کمپنی کو دیا گیا۔

بنیادوں کی کھدوائی ۲۰ ستمبر ۱۹۲۵ء گیارہ بجے دن کو شروع ہوئی۔ اس تمام کارروائی کا ایک پروگرام چھپوا کر تمام اخبارات کو بھیج دیا گیا۔ چنانچہ موقعہ پر اخبارات کے نمایندے آئے۔ حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ اور کئی فوٹو لئے گئے۔ چنانچہ اس روز رائیوٹر نے ہندوستان اور تمام اکناف عالم میں اس کا اعلان کر دیا۔ مولوی عبد الرحیم صاحب درد امام مسجد اس تعمیر کے آغاز کا حال یوں فرماتے ہیں :-

لنڈن میں پہلی مسجد کی تعمیر

مبارک ہو تمہیں لنڈن میں مسجد کا بنا کرنا ؛؛ زمین کفر میں اللہ اکبر کی ندا کرنا

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۵ء بروز سوموار دن کے گیارہ بجے مسجد لنڈن کی بنیادوں کی کھدائی کا کام شروع کر دیا گیا۔ اس موقعہ پر اخباروں کے نمایندے موجود تھے۔ کام شروع کرنے سے پہلے میں نے اپنے احباب کے ساتھ جن کو اللہ تعالیٰ نے اس مبارک موقع میں شمولیت کی سعادت بخشی۔ قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی۔ میں دعا مانگتا جاتا تھا۔ اور احباب آمین کہتے جاتے تھے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے ہاتھوں کھدوائی کا کام شروع کیا۔ ہم زمین کھودتے جاتے تھے۔ اور ساتھ ساتھ بلند آواز سے وہ دعائیں پڑھتے جاتے تھے۔ جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر کرتے ہوئے مانگی تھیں بعض

کھدائی کے وقت دعا کا نظارہ

دوست زمین کھودتے جاتے تھے۔ اور بعض مٹی اٹھا کر دوسری جگہ لے جاتے تھے۔ اور یہ پڑھتے تھے :۔

ھذا الحمال لا حمال خیبر ھذا ابر ربنا واطھر

فیشن اور ظاہریت کے دلدادہ لنڈن میں اس طرح اپنے ہاتھوں مٹی اکھیڑنا اور اٹھانا ایک خاص نظارہ تھا۔ خصوصاً جبکہ ایک انگریز عورت (مسز عزیز الدین) بھی اسی طرح کسی چلا رہی تھی۔ جس طرح ہم چلا رہے تھے۔ لنڈن کے مختلف اخبارات نے کام کرتے ہوئے ہماری مختلف حالتوں کے فوٹو لئے۔ اور اس تقریب کی روئداد بعض نے اختصار کے ساتھ اور بعض نے تفصیل کے ساتھ شائع کی۔ خدا کے فضل سے اُمید کی جاتی ہے۔ کہ یہ مسجد جس کی بنیاد خدا کے مسیح کے خلیفہ نے اپنے چند درویشوں کے ساتھ رکھی۔ اور جس کی بنیادوں کی کھدوائی اس کے غریب ناچیز غلاموں نے کی۔ کسی وقت یورپ میں اُم المساجد کا مقام حاصل کریگی۔ اور اس کے میناروں سے لنڈن خدائے بزرگ و برتر کی تقدیس ہوتی سُنیگا۔ اور اسے

کلام ربِ رحیم و رحماں بانگ بالا سنائینگے ہم

یورپ کو اس قوم کی کرنیں جو نبیوں کے سردار محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں لائے۔ اور جس کی مدھم پڑی ہوئی روشنی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر تیز کیا۔ انشاء اللہ اس مسجد سے منور کریگی ؎

نعرہ اللہ اکبر اس سے اب ہوگا بلند ؎ شرک کے مرکز میں یہ توحید کی بنیاد ہے

جن اصحاب نے مسجد کی بنیادیں کھودنے میں اپنے ہاتھ سے کام کیا۔ ان کے اسماء حسب ذیل ہیں :۔

(۱) شیخ یعقوب علی صاحب (۲) سید وزارت حسین صاحب (۳) شیخ ظفر حق خان صاحب (۴) ملک محمد اسمٰعیل صاحب (۵) خان عبد الرحیم خان صاحب خالد (۶) مسٹر جبریل مارٹن صاحب (۷) مسٹر شرف الدین صاحب (۸) مسٹر عزیز الدین صاحب امۃ السلام صاحبہ (۹) مسٹر ہنری ہنٹس صاحب (۱۰) عبد العزیز صاحب پسر عبد اللہ مالک ہوٹل لنڈن (۱۱) مسٹر کندن لال صاحب جو مفتی محمد صادق صاحب کے وقت میں مسلمان ہوئے (۱۲) ملک غلام فرید صاحب (۱۳) خاکسار عبد الرحیم درد ؎

اس کے بعد تجویز کی گئی۔ کہ اس تقریب سعید کی خوشی میں صدقہ کیا جائے۔ چنانچہ تمام دوستوں نے چندہ لکھایا۔ جو حسب ذیل ہے:۔

(۱) شیخ یعقوب علی صاحب ۱۰ شلنگ (۲) سید وزارت حسین صاحب ایک پونڈ (۳) ملک محمد اسمٰعیل صاحب ۱۰ شلنگ (۴) خان عبدالرحیم خان صاحب خالد ۱۰ شلنگ (۵) شیخ ظفر حق خان صاحب ۱۰ شلنگ (۶) مسٹر جبریل مارٹن ۱۰ شلنگ (۷) مسٹر شرف الدین صاحب ۲½ شلنگ ۔ مسٹر کندن لال صاحب ۵ شلنگ ۔ ملک غلام فرید صاحب ایک گنی۔ خاکسار درد ایک گنی ۔ والسلام ۔ خاکسار درد

تعمیر کا کام تمام جاڑے جاری رہا۔ اور ۱۹۲۶ء کے موسم گرما کے آخر میں ختم ہوا۔

اس کے متعلق تمام انگریزی اخبارات نے بکثرت فوٹو بنیادیں کھودنے کے نظارہ کے اور مسجد کی عمارت کے مختلف مدارج کے شائع کئے ہیں۔ چنانچہ ٹائمز آف لنڈن اپنے ۲۵ ستمبر ۱۹۲۵ء کے پرچہ میں رقمطراز ہے:۔

ٹائمز آف لنڈن

"لنڈن کی اس پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے بنیادیں کھودی جانے کا کام شروع کیا گیا۔ جو احمدی مسلمان سوتھ فیلڈ میں تعمیر کرنے لگے ہیں۔ یہ مسجد ایک مکان کے ملحقہ باغیچہ میں بننی تجویز ہوئی ہے۔ جو کہ عرصہ سے احمدیوں کے قبضہ و ملکیت میں ہے۔ اور جہاں وہ مدت سے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد پچھلی موسم خزاں میں ہز ہولی نس حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ بنصرہ) نے اپنے دست مبارک سے رکھا تھا۔ ریورنڈ اے آر درد (مولانا عبدالرحیم صاحب درد) کی قیادت میں جو کہ احمدیہ مشن کے انچارج ہیں۔ ہندوستانی احمدیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت اکٹھی ہوئی۔ مولوی عبدالرحیم صاحب درد نے عربی زبان میں ان ادعیات کی تلاوت کی۔ جو تعمیر کعبہ کے وقت پڑھی گئی تھیں۔ بعد ازاں سلسلہ احمدیہ کے ممبروں نے وہ دعائیں پڑھتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے کھدائی کا کام شروع کیا۔ جو مسجد مدینہ کی تعمیر کے وقت پیغامبر محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے اصحاب نے پڑھی تھیں

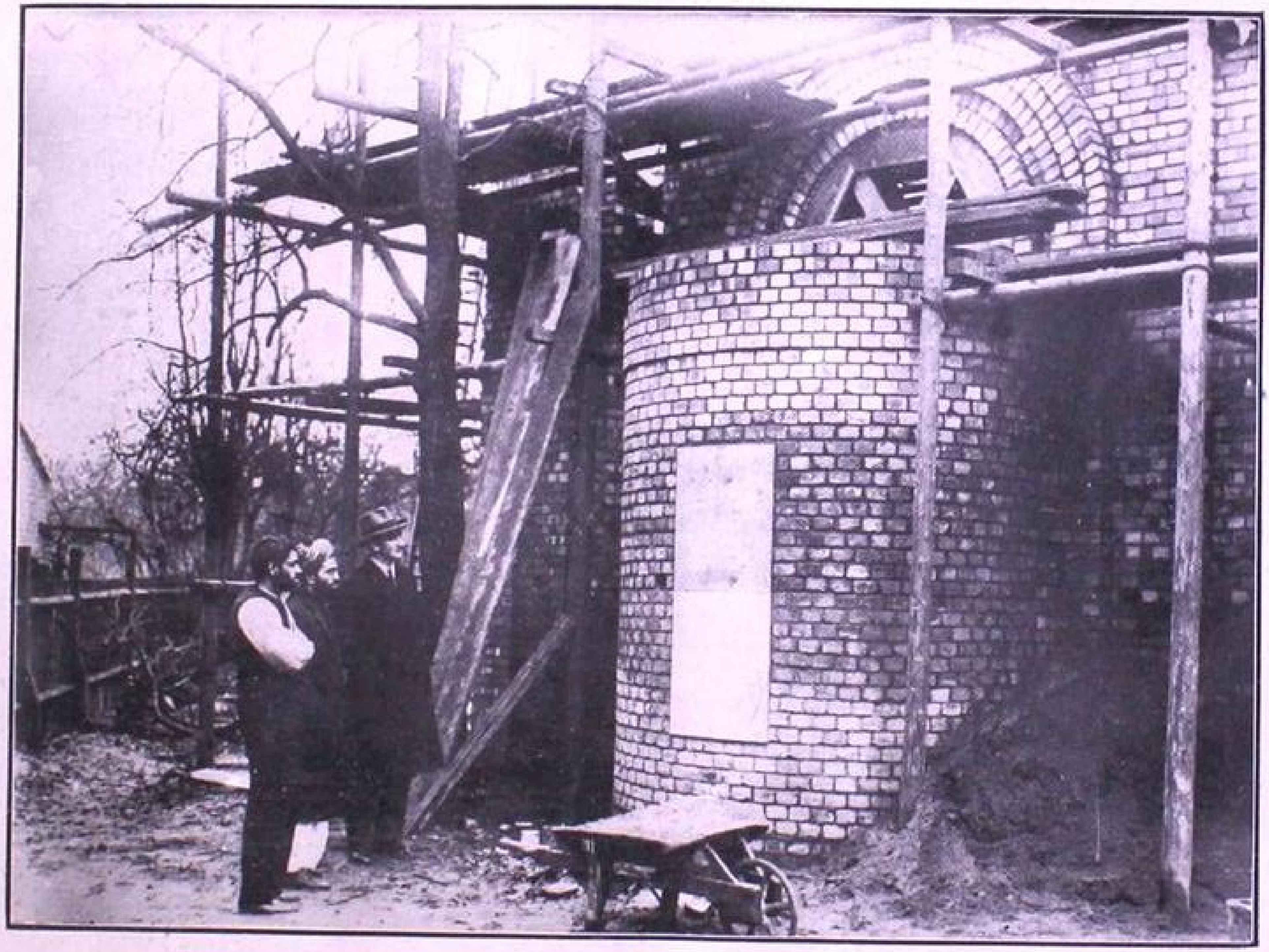

دوران تعمیر میں انجینیر کام دیکھ رہا ہے

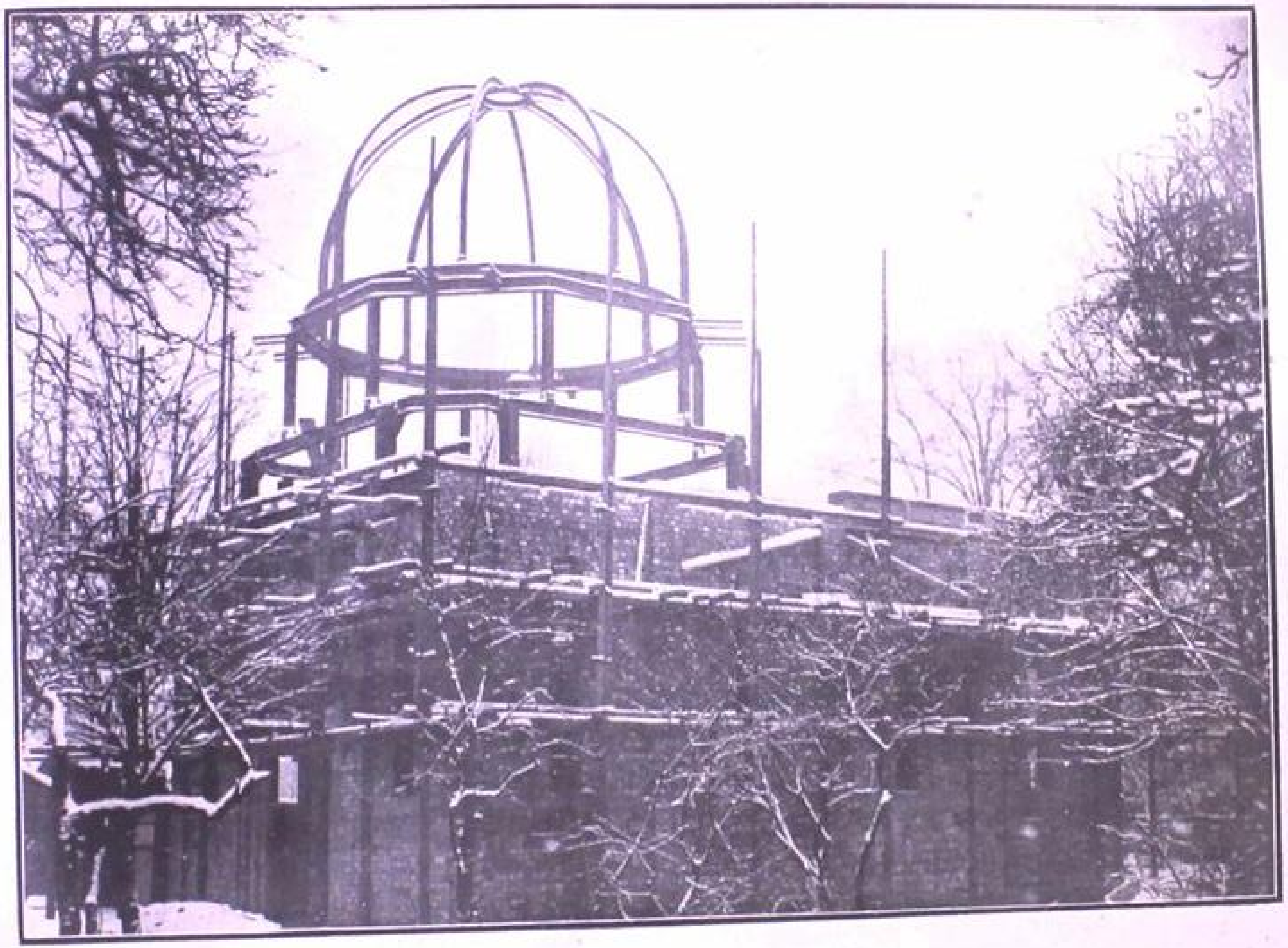

تعمیر مسجد لنڈن اور برف باری

جماعت احمدیہ کے مرکز میں اطلاع دینے کے ماسوا ہندوستان۔ امریکہ۔ سیریا فلسطین وغیرہ تمام ان ممالک میں جہاں اس سلسلے کے افراد ہیں کام شروع کرنے سے پہلے ہی برقی پیغامات ارسال کردیئے تھے۔ جس میں اس وقت کی اطلاع دیدی گئی تھی۔ جس وقت کہ لنڈن میں تعمیر مسجد کا کام شروع کیا جانا تھا۔ تاکہ شرق اور غرب۔ شمال اور جنوب ہر چہار اطراف سے ایک ہی وقت میں ایک ہی مقصد کے لئے ایک ہی خدا کے لئے دعائیں کی جائیں"

اخبار ڈیلی گرافک

یہ اخبار اپنے ۱۹ ستمبر ۱۹۲۵ء کے پرچہ میں لکھتا ہے :-

"کل جبکہ اس مسجد کی بنیادیں کھودی جارہی تھیں۔ تو اس سے مسلمانوں کی روحانیت آشکارا ہو رہی تھی۔ اور اس روحانیت کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے۔ کہ خدا کا گھر بنانے کے لئے یہ لوگ مزدوروں کی طرح خود مٹی کھودتے۔ مٹی اٹھاتے اور دوسرے کام کرتے تھے۔ ہندوستان کے باشندوں کے علاوہ جو اس کام کو ہاتھوں سے کر رہے تھے۔ ایک انگریز بھی ان کے ساتھ شامل تھا۔ جو باوجود سفید بالوں کے جو اس کی پیرانہ سالی پر دلالت کرتے تھے۔ بڑے شوق سے وہی کام کر رہا تھا جو اس کے انڈین ہم عقیدہ بھائی کر رہے تھے" :-

ان تاروں کے جواب میں جو لنڈن سے یا مرکز سلسلہ سے اس تقریب پر جاری کی گئی تھیں۔ ایک وقت مقررہ پر تمام عالم میں اس مسجد کی تکمیل اور بابرکت ہونے کے لئے خلوص دل سے دعا کی گئی - دوران تعمیر میں بکثرت لوگ آتے اور اسے بنتے دیکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک سابق گورنر پنجاب نے ایک مجلس میں بیان کیا۔ کہ آپ کی مسجد بہت خوبصورت اور دلکش ہے۔ میں اپنی بیوی سمیت ریل میں گذر رہا تھا۔ دیکھ کر ہم اس کو بیخود ہو گئے۔ اس طرح متعدد اشخاص نے بیان کیا۔ کہ ہم یہاں سے ریل پر گذر رہے تھے۔ ہم سے ضبط نہیں ہو سکا۔ اور اس کے دیکھنے کے لئے ہم مجبور ہو گئے :-

مسجد کی عمارت

یہ مسجد ایک مستطیل گنبد دار پختہ عمارت ہے - جو ایک خوشنما باغیچہ کے اندر واقع ہے اس کے سامنے ایک فوارہ وضو کے لئے بنا ہوا ہے - یہ فوارہ بالکل عارضی ہے - اور بعد میں زیادہ اعلیٰ نمونہ کا بہتر مقام پر بنایا جائے گا - برخلاف ہندوستان کی مساجد کے اس کا طول دروازہ سے محراب تک زیادہ ہے - بہ نسبت ایک پہلو کی دیوار سے دوسری پہلو کی دیوار تک کے - یعنی عمارت کی لمبائی اس طرح ہے - جس طرح پہلے زمانہ میں قادیان کی مسجد مبارک تھی - یعنی

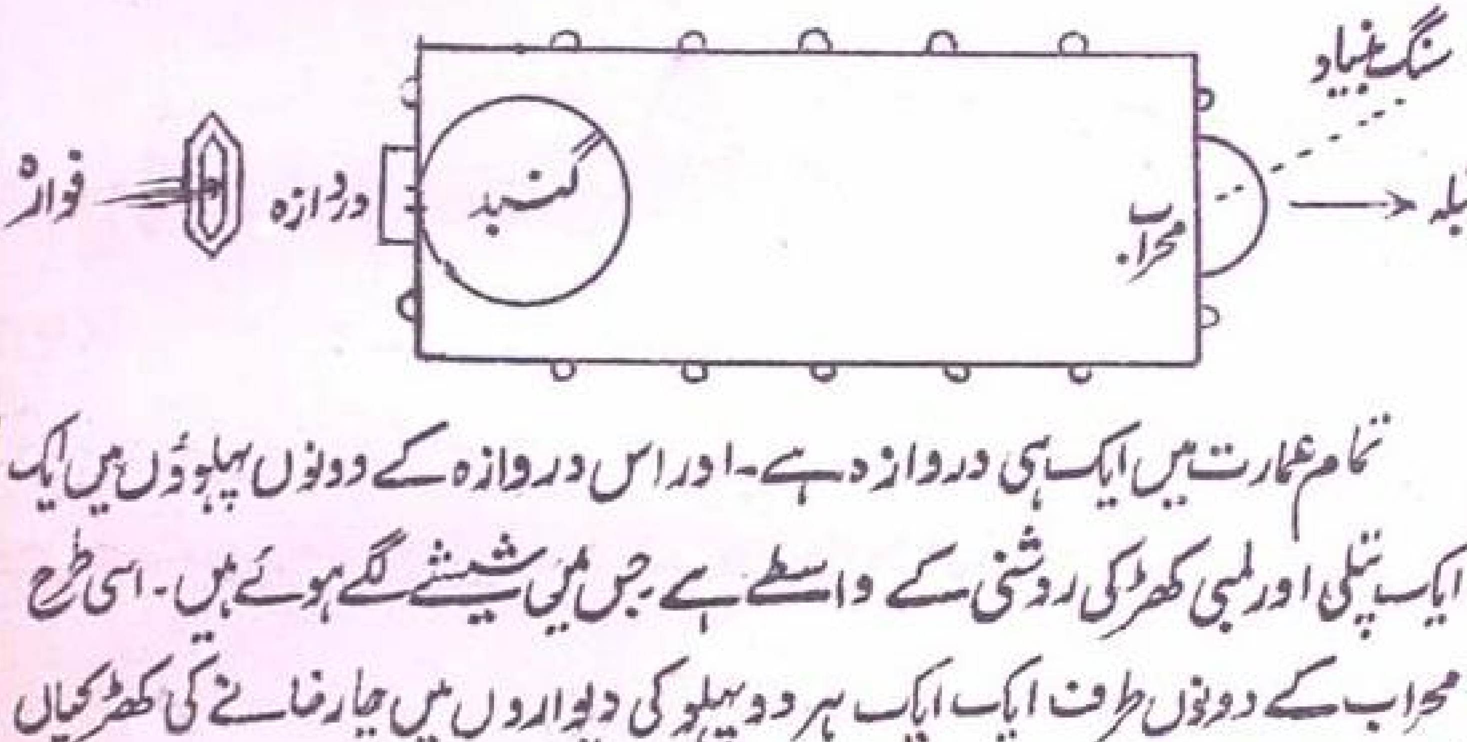

تمام عمارت میں ایک ہی دروازہ ہے - اور اس دروازہ کے دونوں پہلوؤں میں ایک ایک پتلی اور لمبی کھڑکی روشنی کے واسطے ہے - جس میں شیشے لگے ہوئے ہیں - اسی طرح محراب کے دونوں طرف ایک ایک ہر دو پہلو کی دیواروں میں چار خانے کی کھڑکیاں لگی ہیں - محراب جہاں کھڑے ہو کر امام نماز پڑھاتا ہے - نیم دائرہ کی شکل میں آگے کو بڑھا ہوا ہے - اور اسی محراب کی بیرونی جانب وہ سنگ بنیاد ہے - جسے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے سنہ ۱۹۲۴ء میں نصب کیا تھا - گنبد صرف عمارت کے اس نصف حصہ پر ہے - جو دروازہ کی طرف ہے - عمارت کے وسط میں نہیں ہے - اور قریباً ۵۰ فٹ بلند ہے - گنبد کے چاروں طرف اوپر پانچ پانچ روشندان لگے ہوئے ہیں - مسجد کے چاروں کونوں پر اتنے بڑے برجی دار منارے بنے ہوئے ہیں - جن میں مؤذن آسانی سے کھڑا ہو کر اذان کہہ سکتا ہے - مسجد کے دروازہ پر بیرونی جانب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام فارسی خط میں تحریر ہے :-

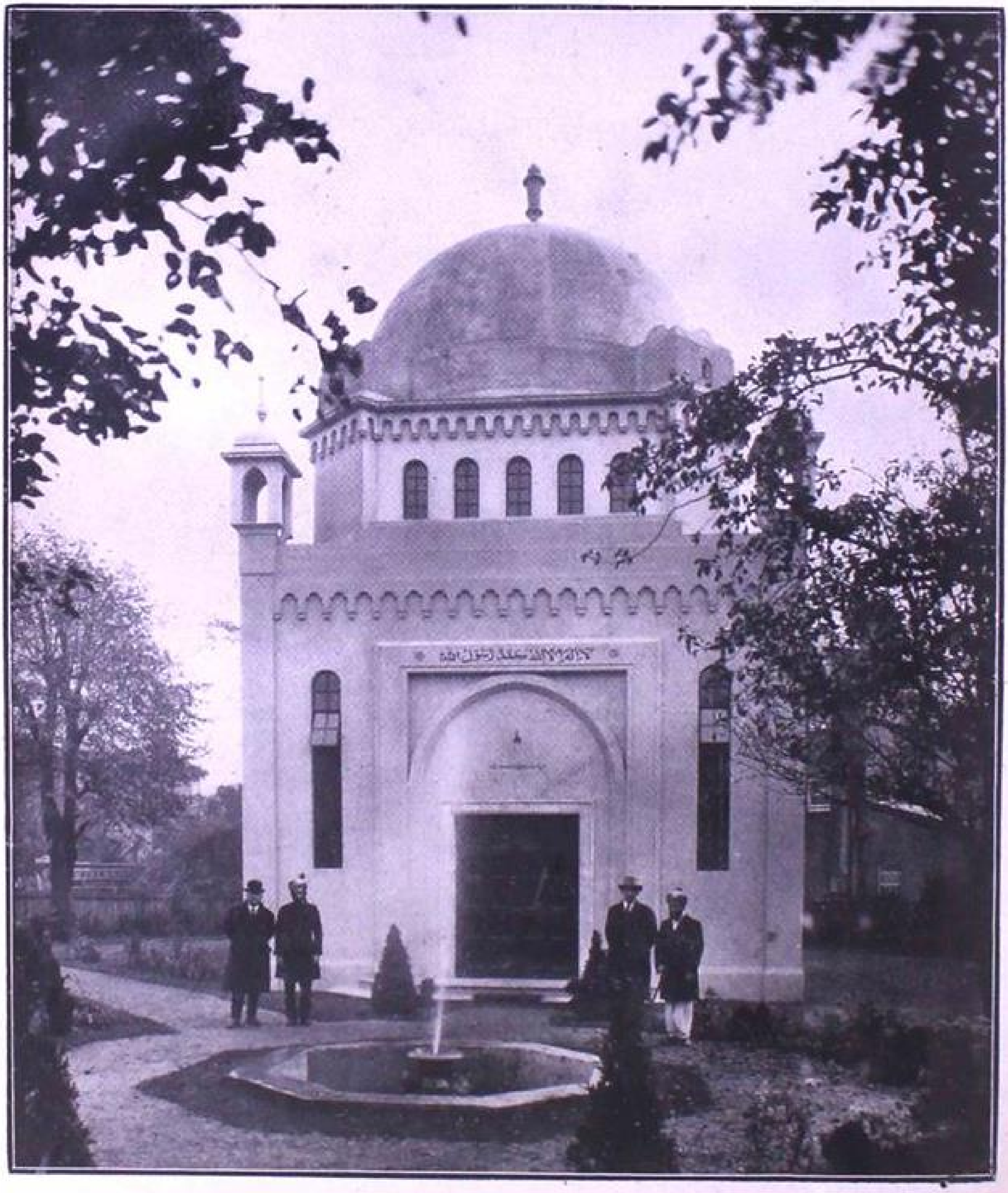

فوارہ اور مسجد کا نظارہ

"اِیں است مکانِ محبت برائے ما"

اور اس سے کچھ اُوپر موٹے عربی خط میں کلمہ طیبہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

نہایت خوبصورت منقش ہے۔ دروازہ کھول کر اندر جاتے ہی دونوں طرف بنچ لگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ جگہ بُوٹ اور جوتیاں اُتارنے کے لئے ہے۔ اس حصہ کو ایک آہنی زنجیر سے الگ کیا ہُوا ہے۔ اور پہلی دیوار پر کپڑے لٹکانے کی کھونٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ پہلو کی دونوں دیواروں میں ہر ایک کھڑکی کے پاس ایک فولادی انگیٹھی جس میں گیس جلتی ہے مسجد کو گرم رکھنے کے لئے لگی ہوئی ہے۔ ایسی کل ۸ انگیٹھیاں بنی ہوئی ہیں مسجد میں قریبًا دو سو نمازیوں کی گنجایش ہے۔ فرش پر ایک نیلا قالین بچھا ہُوا ہے جو خان بہادر سیٹھ احمد الہ دین صاحب حیدرآبادی کا عطیہ ہے۔ اور جس کی قیمت سَو پونڈ ہے ؂

جماعت حیدرآباد دکن نے پہلے سال کی روشنی کا خرچ اپنے ذمہ لیا ہے۔ گنبد اور تمام عمارت سفید اور بلند ہونے کے دُور دُور سے نظر آتی ہے۔ خصوصًا ریلوے مسافروں کے لئے جو ہر وقت اس کے پاس سے گذرتے رہتے ہیں۔ بہت ہی دلکش نظارہ ہے اس مکان کی تعمیر پر چار ہزار پونڈ یعنی ۶۰ ہزار روپیہ کی لاگت آئی۔ اور اس کی تکمیل پر قریبًا دس ماہ خرچ ہوئے۔ عمارت مسجد کی اس طرح بنائی گئی ہے۔ کہ پہلے تمام ڈھانچہ فولادی گرڈروں سے تیار کر کے بعد میں اینٹوں سے عمارت چن دی گئی ہے۔ اور اوپر اعلیٰ قسم کے سفید سیمنٹ کا پلستر کر دیا گیا ہے۔ ٹھیکیداروں کے نام یہ ہیں:۔

(۱) مسرز زروقی اینڈ سنز .. .. جنرل کنٹریکٹر

(۲) مسرز جان بوتھ اینڈ سنز .. .. فولادی حصہ کا ٹھیکیدار

(۳) سیلف سنٹرنگ آکس ہیڈ ڈیل کمپنی لمیٹیڈ مناروں اور گنبد میں جو لوہا لگا ہے اس کے ٹھیکیدار

(۴) مسرز ٹرفٹن اینڈ ینگ ... ... بجلی کے ٹھیکیدار

(۵) مسرز ٹامس ہاسن اینڈ سنز ... ... انجینئر

(۶) تمام کام زیر نگرانی میر عمارت مسٹر جے آئی فیٹ ہرا۔

طول و عرض

طول تمام عمارت معہ دیواروں کا محراب کو چھوڑ کر ½ ۳۴ فٹ اور عرض ½ ۲۶ فٹ ہے۔ باہر سے عمارت اور گنبد کے اوپر کا حاشیہ طاق نما حاشیہ سے مزین ہے۔

مسجد کی کھڑکیوں میں کوئی رنگین شیشہ نہیں لگایا گیا۔ دیکھنے والے بعض دفعہ لندن کے اندر اس عمارت کو دیکھ کر خیال کرتے ہیں۔ کہ گویا مشرق کا ایک حصہ اٹھا کر مغرب میں لا کر لگا دیا گیا ہے ؂

مسجد کی تعمیر میں یہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ کہ آئندہ ضرورت کے وقت اس کی اتنی مزید توسیع ہو سکے۔ کہ اس میں ایک ہزار آدمی بخوبی نماز پڑھ سکے۔

مسجد کی کرسی باغیچہ کی زمین سے بقدر دو سیڑھیوں کے اونچی ہے ؂

روشنی کا انتظام برقی روشنی کے لیمپوں سے کیا گیا ہے۔ ایک لیمپ دروازہ کے باہر اور دوسرا محراب کے اندر لگا ہوا ہے۔ تین بڑے بڑے برقی ہنڈے چھت میں لٹکائے ہیں۔ جن میں سے ایک گنبد کے بیچ آویزاں ہے۔ رعد اور برق سے عمارت کو بچانے کے لئے تار لگا ہوا ہے۔ مسجد کی تکمیل ۱۳۴۵ھ ہجری میں ہوئی۔ اور تاریخ بحساب عدد حروف جمل ہوئی۔

۱ ۲
چمن مغربی۔ آفتاب تبلیغ

یہ تو مسجد کی ظاہری مادی صورت ہوئی۔ مگر اس کے اندر وہ کیا چیز ہے۔ جو اس کی روحانیت اور جان ہے۔ اور جو اس مسجد کو ایک زندہ وجود کی شکل میں دنیا کے آگے پیش کر رہی ہے۔ آؤ میں بتاؤں کہ وہ کیا چیز ہے۔ وہ برکت اور ہدایت ہے۔ جو اس کے جزو جزو میں رچی ہوئی ہے۔ اور اس کے ذرہ ذرہ سے نقوذ کر دی ہے۔ یہ اس لئے

مسجد کا قبلہ رخ معہ کتبہ

کہ ایسی مسجد جو سچے ایمانی جوشوں اور دل کی تہ سے نکلی ہوئی دعاؤں کے ساتھ نبیوں کے نوشتوں کے مطابق وجود میں آئے۔ وہ بلاشبہ خدا کا مقدس گھر اور اس کے خاص نزول کی جگہ ہوتی ہے۔ اور اس سے دُنیا وہ فیوض حاصل کرتی ہے۔ جو دوسری جگہوں سے ملنے ناممکن ہیں ؞

افتتاح کی تیاریاں

مسجد کا تیار ہونا تھا۔ کہ قدرتی طور پر اس افتتاح کی تقریب اور پھر اسے شاندار طور پر کامیاب بنانے کا خیال حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو پیدا ہُوا۔ کسی مسجد کا افتتاح کوئی اسلامی رسم نہیں ہے۔ مگر ایسی بات چونکہ مغربی قلوب پر خاص اثر رکھتی تھی۔ اور تمام دنیا میں اعلان اور تشہیر کے لئے بڑی ضرورت تھی۔ اور پھر ایسے موقعہ پر جمع ہو کر برکت اور کامیابی کے لئے دعائیں بھی ہونی چاہیئے تھیں اس لئے یہ قرار پایا۔ کہ اس کا افتتاح ایک خاص اہتمام کے ساتھ ہو۔ اور کسی مشہور آدمی سے کرایا جائے۔ اگرچہ بعد میں منشائے الٰہی نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ خدا کا گھر اس معاملہ میں کسی کا مرہون منت نہیں ہو سکتا۔ کوئی انسان خدا کے گھر کو شہرت نہیں دے سکتا۔ بلکہ یہ افتتاح کرنے والے کی خوبیٔ قسمت ہے۔ کہ اسے اس سعادت سے حصہ ملے۔ اور اس کا نام بھی چار دانگ عالم میں شہرت پائے۔

افتتاح کے لئے مختلف نام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور فروری سنہ ۱۹۲۶ء سے امام مسجد مولوی درد صاحب نے پیش کرنے شروع کر دیئے تھے۔ ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء کو جو خط حضور کا امام مسجد کے نام گیا۔ اس میں حضور نے تحریر فرمایا۔ کہ بہتر ہو گا۔ اگر افتتاح ملک فیصل شاہ عراق کے برخوردار امیر زید سے کرایا جائے۔ جو سابق شاہ حجاز کے صاحبزادے ہیں۔ اور اکسفورڈ میں تعلیم پاتے ہیں۔ یہ خیال اس وجہ سے پیدا ہُوا۔ کہ امیر زید اس شاہی خاندان کے ایک فرد ہیں۔ جو صدیوں سے گذشتہ سال تک کعبہ کا متولی رہا ہے۔ اس تحریک کو بار آور کرنے کے لئے حضور نے یہ تجویز کی۔ کہ شاہ فیصل کو لکھا جائے۔ کہ وہ

49203.

اپنے بھائی امیر زید کو بذریعہ تار کے ہدایت دیں۔ کہ لنڈن میں مسجد کا افتتاح کر دیں چنانچہ ایسا خط ۲۸ اپریل ۱۹۲۶ء کو امور خارجیہ نے شاہ عراق کی خدمت میں تحریر کیا۔ ۲۳ مئی ۱۹۲۶ء کو شاہ موصوف کے پرائیویٹ سیکرٹری کا یہ جواب آیا۔ کہ اس کام کے لئے آپ براہ راست امیر زید کی خدمت میں درخواست کریں۔ تو مناسب ہے شاہ عراق کے اس خط کو ماہ جون میں ناظر امور خارجیہ نے امام کے پاس لنڈن بھیجا کہ براہ راست امیر زید سے فیصلہ کریں۔ لیکن ساتھ ہی اس وقت اخبارات میں یہ خبر مشہور ہوئی۔ کہ فیصل شاہ عراق بھی لنڈن میں عنقریب تشریف لا رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی قادیان سے ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کا یہ تار پہنچ گیا۔ کہ امام مسجد اس موقعہ پر شاہ عراق کی خدمت میں تحریک کریں۔ کہ شاہ موصوف افتتاح کی رسم کو بذات خود ادا کریں ؛

اس ہدایت پر مولوی درد صاحب نے تحریک شروع کر دی۔ مگر شاہ فیصل نے لنڈن آنے میں بہت دیر کی۔ اور وہ ان دنوں اپنی صحت کی خاطر فرانس میں مقیم تھے۔ اور انگلستان کا کونسل محکمہ اور خود شاہ کا قائمقام بھی نہیں بتا سکا۔ کہ وہ کب داخل انگلستان ہوں گے۔ مسجد تیار تھی۔ اور مسلمان اس افتتاح کے لئے بیقرار تھے۔ آخر خدا خدا کر کے وہ دن آیا۔ جب شاہ فیصل ماہ اگست کے وسط میں لنڈن میں وارد ہوئے۔

امام مسجد نے نہایت پر تپاک خیر مقدم کا تار ان کی خدمت میں بھیجا۔ مگر حیرت اور استعجاب کی کوئی حد نہ رہی۔ جب ان کی طرف سے کوئی فوری جواب اس معاملہ میں وصول نہ ہؤا۔ البتہ ان کا شکریہ امام کے پاس اس وقت پہنچا۔ جب وہ لنڈن سے واپس جا چکے تھے۔ اور اس طرح یہ خیال بھی یوں ہی گیا ؛

چونکہ فیصل شاہ عراق کی طرف سے کوئی رضامندی کا جواب موصول نہیں ہوا تھا۔ اس لئے ابھی وہ لنڈن میں ہی تھے۔ کہ امام مسجد لنڈن کی توجہ شاہ حجاز کی طرف مبذول ہوئی۔ اور اس طرح افتتاح مسجد کے لئے تیسری تجویز کا آغاز ہوا جس کا انجام سب سے زیادہ دلچسپ ہے۔ لنڈن سے شاہ حجاز کے ایک انگریز دوست نے ان کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ اگر آپ اس

بموقعہ استقبال شہزادہ امیر فیصل

موقعہ سے فائدہ اُٹھائیں۔ تو آپ کے لئے ہر دلعزیزی حاصل کرنے کا اچھا موقعہ ہے
اس کے جواب میں شاہ حجاز نے فوراً اپنی رضامندی کا تار اپنے انگریز دوست کے نام بھیجدیا۔
جب امام کو یہ معاملہ معلوم ہوا۔ تو انہوں نے باقاعدہ درخواست بذریعہ تار بھیجی۔ کہ چونکہ آپ شعائر مقدسہ
کے ظاہری محافظ ہیں۔ اس لئے مسجد لنڈن کے افتتاح کے لئے اگر آپ اپنا صاحبزادہ
یہاں بھیجدیں۔ تو عین موقعہ کے مناسب و موزوں ہو گا۔ سلطان نے بذریعہ تار کے اس
دعوت کو قبول کیا۔ اور ان الفاظ میں اطلاع دی۔ "ہم آپ کی دعوت قبول کرتے ہیں۔
ہمارا بیٹا فیصل ستمبر کے پہلے ہفتہ میں جدہ سے روانہ ہو گا"
اِس کے بعد باقاعدہ تیاریاں مسجد کے شاندار افتتاح کی ہونی شروع ہو گئیں۔
کوموزن جہاز بندرگاہ بلائی سمتھ میں امیر فیصل اور ان کے رفقاء کو لایا۔ جہاں امام نے ساحل
پر شہزادہ کا نہایت پُرجوش خیر مقدم کیا۔ اور ٹرین میں شاہزادہ کے ساتھ ہی لنڈن تک
سفر کیا۔ اور اس سفر میں تمام پروگرام افتتاح کا باہمی مشورہ سے تیار کیا گیا۔ اور ۱/۲ ۲ بجے
دن کے ۲۳ ستمبر ۱۹۲۶ء کو امیر فیصل لنڈن کے پڈنگٹن سٹیشن پر اُترے۔ اور جیسا کہ امام
اور ان کے رفقاء کی طرف سے پہلے سے انتظام کیا گیا تھا۔ مقامی مسلمانوں نے ان کا
وہ شاندار اور پُرجوش خیر مقدم کیا۔ جس کی نظیر کسی بیرونی بادشاہ یا شاہنشاہ تک کے لئے
آج تک لنڈن کے سٹیشن پر نہیں دی گئی۔ ریلوے سٹیشن اہلاً و سہلاً و مرحبا کے نعروں
سے گونج اٹھا۔ سینکڑوں کی تعداد میں مسلمان خوش آمدید کہنے کو موجود تھے۔ امام نے
شاہزادہ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ اور حاضرین نے گلاب کے پھولوں کی
پتیوں اور کاغذ کے بنے ہوئے زنگارنگ کے پھولوں کی ان پر بارش کی۔ امیر فیصل اس
پُرتپاک خیر مقدم کے بعد جو شہنشاہوں کے حصہ میں بھی کم آتا ہے۔ ہائیڈ پارک ہوٹل میں
بطور گورنمنٹ برطانیہ کے مہمان کے فروکش ہوئے۔
لنڈن کی تاریخ میں یہ پہلا دن تھا۔ کہ اللہ اکبر کے متواتر اور مسلسل نعروں سے اس کی
فضا غیر معمولی طور پر گونج اُٹھی۔ مشرقی زرق و برق کے لباس اور مطلا عماموں اور رنگ
برنگ کے عربی جھنڈوں اور علموں نے جن کو ساؤتھ فیلڈ محلہ یعنی وہ محلہ جہاں مسجد تعمیر

ہوئی ہے۔ کے انگریز بچوں نے اٹھایا ہوا تھا۔ الف لیلہ کے قصوں کو آنکھوں کے سامنے لاکر کھڑا کر دیا۔ اور مشرق اور مغرب نے ملکہ مکہ کے وائسرائے کا اس دھوم دھام اور شان شوکت سے خیر مقدم کیا۔ کہ انگلستان کے اخبارات کئی کئی دن تک اس کی تفاصیل اور تصاویر سے مزین اور مملو نظر آتے رہے۔ امام مسجد لنڈن نے ۲۹ ستمبر کی رات شہزادہ کے استقبالیہ دعوت کے لئے مقرر کی۔ اس دن دوپہر کا کھانا گورنمنٹ کی طرف سے تھا۔ ہوٹل سروپول میں اس کا انتظام کیا گیا۔ اور شہزادہ اور تین سو معزز اشخاص کے نام دعوتی کارڈ بھیجے گئے۔ ۲۶ ستمبر اتوار لہ ۷ بجے صبح امام کو ایک تار ملا۔ کہ مسٹر جارڈن (جو جدہ میں برٹش کونسل ہیں۔ اور شہزادہ کے ہمرکاب وہاں سے آئے تھے) "مسٹر درد سے ۲۶ ستمبر اتوار کو ۹ بجے صبح ہوٹل میں ملنا چاہتے ہیں"

مولوی درد صاحب نے فوراً ہائڈ پارک میں ٹیلیفون کیا۔ کہ ۹ بجے کا وقت تو گذر چکا۔ اب ۱۰ بجے ہیں۔ کیا مسٹر جارڈن مل سکتے ہیں۔ ہوٹل سے جواب ملا۔ کہ مسٹر جارڈن موصوف مع دیگر رفقا کے ابھی ہوٹل سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ اس پر مولوی درد صاحب نے مسٹر بیر صاحب کو ٹیلیفون کیا (جو سرکاری محکمہ مہمان نوازی کے افسر ہیں) اور جنہوں نے مسٹر جارڈن کے مشورہ سے استقبالیہ دعوت اور تقریب افتتاح کی تاریخیں مقرر کی تھیں۔ مسٹر بیر صاحب نے جواب دیا۔ کہ آپ کچھ تردد نہ فرمائیں۔ بلکہ انتظام ہر طرح درست رکھیں۔ مگر ساتھ یہ بھی کہا۔ کہ فارن آفس کی رائے ہے۔ کہ دعوت استقبالیہ ۲۹ ستمبر کو نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ مگر پھر اپنی طرف سے یقین دلایا۔ کہ یہ کوئی اہم بات نہیں ہے۔ اور ایک خواہش سے زیادہ اس کی وقعت نہیں۔ اس گفتگو سے قدرتی طور پر مولوی درد صاحب کو ایک گونہ تردد ہوا۔ اسی رات ۹ بجے پھر امام نے ہائڈ پارک ہوٹل میں مسٹر جارڈن کو ٹیلیفون دیا جس کے جواب میں صاحب موصوف نے کہا۔ اب ہرگز ۲۹ ستمبر کو شہزادہ کی دعوت نہ کریں کیونکہ اسی دن دن کا کھانا شہزادہ کو فارن آفس کی طرف سے دیا جائے گا۔ امام نے کہا سرکاری کھانا دن کا کھانا ہے۔ اور ہماری دعوت رات کی ہے۔ اور پہلے سے سب انتظام مشورہ سے قرار پاچکا ہے۔ اور دعوتی رقعے تمام عمائد کو بھیجدئے گئے ہیں۔

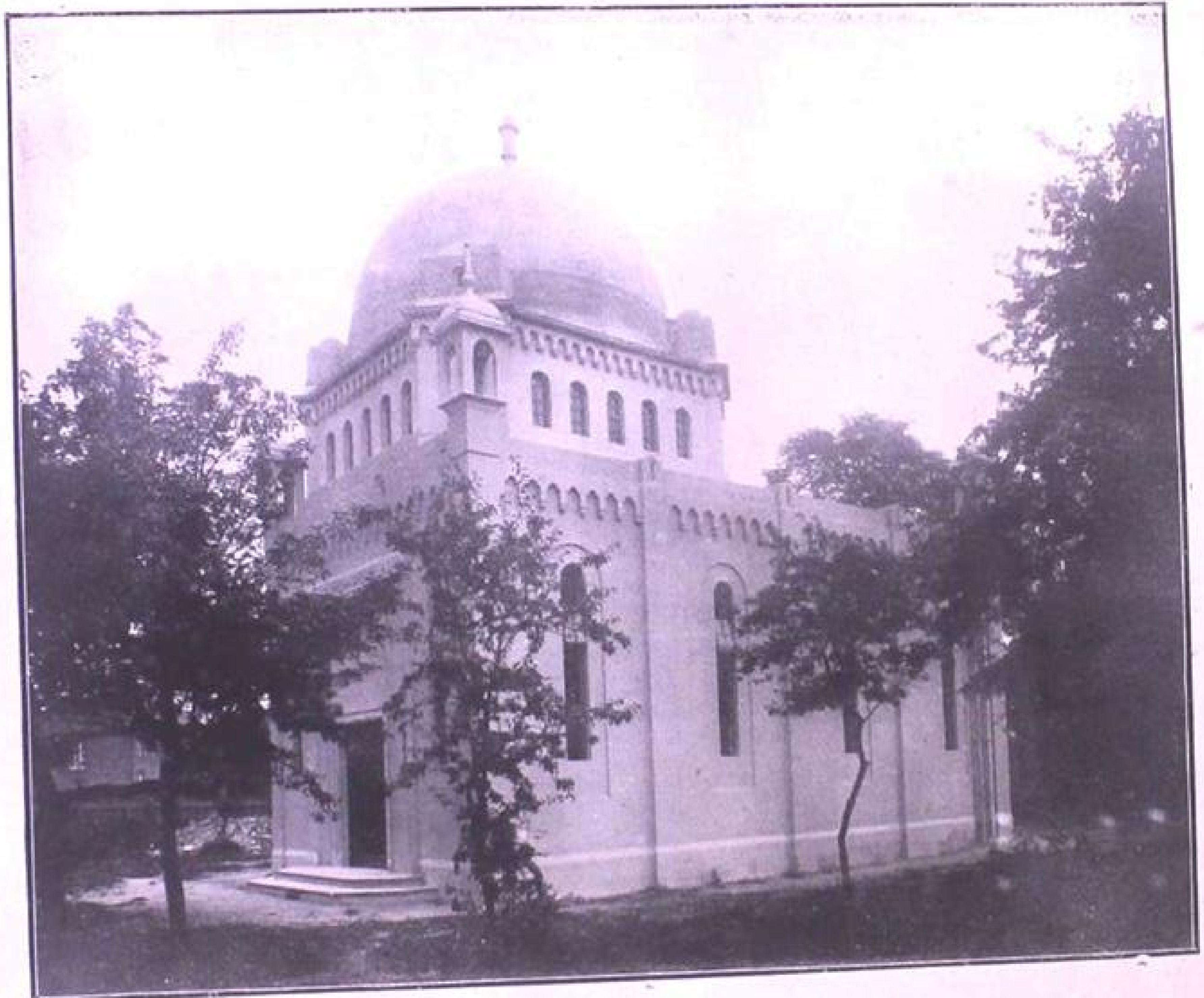

مسجد فضل لندن

اگر اس کو ملتوی کر دیا جائے۔ تو بہت نامناسب اور تکلیف دہ امر ہو گا۔ لیکن مسٹر جارڈن اپنی رائے پر قائم رہے ؂

دوسرے دن ۲ر ستمبر کو مولوی دردؔ خود ہوٹل میں گئے۔ اور بہت کوشش کی۔ مگر کونسل جدہ نے ان کی بات نہ مانی۔ آخر امام نے کہا کہ پھر خود آپ ہی دعوت کی تاریخ مقرر کر دیں۔ جس پر انہوں نے کہا کہ ۱۰ر اکتوبر کر دیں ساتھ ہی مسجد کے افتتاح کی تفاصیل بھی سب ان سے ملکر طے کر لیں۔ چلتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔ کہ اب آپ اطمینان سے جا کر انتظام کریں ؂

۲۸ر ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء کو ایک بارسوخ دوست کا خط امام کو ملا جس کا مطلب یہ تھا:۔

"مجھے بہت افسوس ہے۔ کہ دعوت استقبالیہ اور افتتاح کے راستہ میں بہت سی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ یہاں کے سرکاری افراد کو تو آپ سے ہمدردی ہے۔ مگر ہندوستان کے مسلمانوں نے یہ مشکلات پیدا کی ہیں۔ جو میں زبانی بیان کر دوں گا۔ وقت چونکہ اب بہت تنگ ہے۔ اس لئے آپ اخبارات میں اور ان لوگوں کو جنھیں آپ دعوتی رقعے ارسال فرما چکے ہیں۔ حسب ذیل اطلاع بھیجدیں۔ مولوی عبدالرحیم دردؔ اپنی اور اپنی جماعت کی طرف سے یہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ دیگر ضروری مشاغل اور مصروفیت کے باعث ہز ہائی نس امیر فیصل ابن سعود اس استقبالیہ دعوت میں شامل نہ ہو سکیں گے۔ جو ان کے اعزاز میں ۲۹ر ستمبر ۱۹۲۶ء بدھ کے دن دی جانے والی تھی۔ اور جو مجبوراً فسخ کی جاتی ہے۔ انہی وجوہات بالا کے سبب سے ہی مسجد لنڈن کا افتتاح جو ۳ر اکتوبر اتوار کے دن ان کے ہاتھ سے کرایا جانا تھا۔ وہ بھی فی الحال ملتوی کیا جاتا ہے۔ مناسب انتظام کے بعد وقت اور تاریخ کی اطلاع دیجائیگی"

یہ دوست جب امام سے بالمواجہ ملے۔ تو انہوں نے کوئی نئی بات بیان نہ کی۔ صرف یہ معلوم ہوا۔ کہ خود امیر فیصل تک اس روک کی اصلی وجہ سے بے خبر ہیں۔ ان کے والد شاہ ابن سعود نے افتتاح کی ممانعت کا تار شہزادہ کو بھیجا ہے۔ اور خود شہزادہ کو بھی اس ممانعت کا بہت رنج ہے۔ جب وجوہات کی تفصیل معلوم ہو گی۔ بتائی جائیگی ؂

یہ انکار ایسے وقت ظاہر کیا گیا۔ کہ مسجد کے کارکن حیران و ششدر رہ گئے۔ یہ جیسے نقش بدیوار بن

والا معاملہ تھا۔ حیران تھے۔ کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ مگر یہ پریشانی صرف ایک ساعت کے لئے تھی۔ مومن کا ایمان اس کے خدا پر ہوتا ہے۔ نہ کہ شہزادوں اور بادشاہوں پر۔ وہ پیچھے پھر کر نہیں دیکھتا۔ نہ وہ تاسف میں اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ وہ ہر ٹھوکر اور ہر روک کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور پہلے سے زیادہ مستعدی سے کام کرتا ہے۔ خواہ یہ روک بعض شریروں کی شرارت کا نتیجہ تھی۔ یا صرف غلط فہمی کی بناء پر تھی۔ یا کسی پولٹیکل چال کی وجہ سے ظہور میں آئی تھی کچھ بھی تھی اب اس کے دریافت اور تحقیق کا وقت نہ تھا۔ مگر اب کیا کیا جاتا۔ ایک بادشاہ وعدہ کرتا ہے۔ ایک شہزادہ ہزاروں میل کا سفر طے کر کے اس کام کے ارادہ سے عرب سے آتا ہے۔ مگر نتیجہ پھر وہی یعنی التوا۔ وہی تاخیر۔ دن رات کی دوڑ بھاگ اور کام اور انتظام سے ہمارے دوست تھک کر چور چور ہو رہے تھے۔ ہزاروں آدمیوں اور پریس کو افتتاح کی دعوتی رقعے پہنچ چکے تھے۔ ایسے لوگوں کے خط بھی آ چکے تھے۔ جو ڈنڈی، ڈنبرا اور ملک کے دیگر دور دراز حصص سے شرکت کے لئے تشریف لا رہے تھے۔ اب اس حالت میں کیا کیا جاوے۔ کیا ہم سے کوئی غلطی ہوئی۔ نہیں۔ ہم جو کچھ کر رہے تھے۔ خدا کے لئے اور محض اس کے دین کے لئے کر رہے تھے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا دین کے لئے سچی کوششوں کو ضائع کر دے۔ ہمیں اس پر بڑی بڑی امیدیں ہیں۔ اور وہی ہمارا رہنما ہے۔ کیا پھر بھی التوا کر دیا جاتا؟ امام کے دل نے انکار کیا۔ اس نے کہا کہ میں سب انتظام کو جاری رکھوں گا۔ اور اسی تاریخ کو مسجد کا افتتاح ہو گا۔ جو مقرر ہو چکی ہے۔ خواہ کتنی ہی روکیں کیوں نہ حائل ہوں۔ لنڈن سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں تار بھیجا۔ اور جس کا حضور نے فوراً جواب دیا۔

"میں پسند کرتا ہوں۔ کہ تیاری جاری رکھی جائے۔ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو اور بھی زیادہ مبارک کریگا۔"

اللہ تعالیٰ خلیفہ پر اپنی برکات نازل فرمائے۔ خدا اس کی زندگی میں برکت دے۔ اور وہ ہماری رہنمائی کرتا ہے ایسے وجود اور اس کی برکات سے انکار کرنیوالا بے وقوف ہی ہو سکتا ہے یہ تار لنڈن کیا پہنچی۔ کہ تھکے ہوئے پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور شہزادہ کی نظر عنایت کے

منتظر دنیا بھر کے بادشاہوں سے مستغنی ہو گئے ؀

یہ باب یہیں نہیں بند ہوا۔ پہلی اکتوبر کو ایک اور تار امام کے پاس پہنچا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ ”سلطان نجد نے امیر فیصل کو اس لئے افتتاح سے روکا تھا۔ کہ مارننگ پوسٹ کے حوالہ سے الاہرام قاہرہ میں یہ خبر چھپی تھی۔ کہ مسجد تمام مذاہب کے پیرووں کے لئے عبادت گاہ ہو گی۔ اور خالص اسلامی مسجد نہ ہو گی۔ اور اب سلطان نے امیر فیصل کو تار بھیجدی ہے۔ کہ افتتاح کی رسم ادا کرے“ یہ خبر پہنچی ہی تھی۔ کہ ۲ اکتوبر کو ڈاکٹر ڈبلو جی فارن منسٹر حجاز خود امام کے پاس تشریف لے آئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ جو کچھ اب تک ہوا ہے۔ اس کا ہم کو بہت افسوس ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ شاہ حجاز کے الفاظ صاف واضح نہیں ہیں اور شہزادے نے زیادہ واضح ہدایت کے لئے مکہ معظمہ تار دی ہے۔ فارن منسٹر نے یہ یقین دلایا۔ کہ ہماری پارٹی افتتاح میں شامل ہونا اپنے لئے باعث فخر خیال کرتی ہے اور آپ لوگ اسلام کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ اور ہم لوگ اس خدمت کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر جیسا کہ اب حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ ہم سوائے سلطان کے صاف اور واضح حکم کے افتتاح میں شامل ہونے سے معذور ہیں“

اصل بات یہ ہے۔ کہ سلطان نے امیر فیصل کو یہ تار دیا تھا۔ کہ مسجد کا افتتاح تم اپنی اور اپنے رفقاء کی ذمہ داری پر کر سکتے ہو۔ اور اس معاملہ میں وہاں کے دیگر مسلمانوں سے بھی رائے لے لو۔ مگر امیر فیصل نے اپنی ذمہ داری پر یہ کام کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور سلطان کو پھر تار دیا۔ کہ وہ ایک صاف حکم بھیجیں۔ ڈاکٹر ڈبلو جی نے امام کو یقین دلایا۔ کہ امیر فیصل اس تقریب میں نہایت خوشی سے شریک ہوں گے۔ کہ آخری منٹ پر بھی ان کو سلطان کی طرف سے اجازت کا تار آجائے۔ اور امید ہے۔ کہ سلطان کی طرف سے وقت سے پہلے جواب آجائیگا۔ آگے جواب خواہ مخالف ہو یا موافق۔ اہل مسجد اور اہل حجاز اور اہل انگلستان غرض سب اس تار کا انتظار کرتے رہے۔ مگر کوئی واضح حکم نہ پہنچا۔ یہ ایک راز تھا۔ جو راز ہی رہا۔ اور اخبارات نے اس راز کو مختلف پیرایوں میں لکھا۔ اگر کسی نے اسے امیر فیصل کی مسٹری کے نام سے شائع کیا۔ تو دوسرے نے مسجد لنڈن کی مسٹری کے نام سے اور تعبیر کرنے

خاموش امیر کے ہیڈ ننگ سے وغیرہ وغیرہ۔ غرض افتتاح کے روز تک یہ حال تھا۔ کہ ہائڈ پارک ہوٹل جہاں شہزادہ فیصل فروکش تھے۔ وہاں جو کوئی اس امر کے متعلق پوچھنے جاتا۔ تو باہر سے یہی جواب ملتا :-

"مسجد کے افتتاح کے تقریب کی بابت کوئی اطلاع نہیں دی جا سکتی"

شیخ عبدالقادر صاحب

ایک طرف ادہر تو یہ ہو رہا تھا۔ اب دوسری طرف دیکھئے کہ ایک نیا شخص سٹیج پر نمودار ہوا۔ پردہ کے پیچھے سے دست قدرت اس شخص کو آہستہ آہستہ آگے دھکیل رہی تھی۔ جس کے سر اس افتتاح کی سعادت کا سہرا بندھنا تھا۔ ہفتہ کا دن اور ۲ اکتوبر کی تاریخ تھی۔ کہ امام کے پاس ایک خط غیر متوقع طور پر خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب سابق وزیر پنجاب اور پریذیڈنٹ پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا پہنچا۔ کہ "میں آج کل چند روز کے لئے لنڈن میں آیا ہوا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ مسجد کو دیکھوں"

امام نے اس ہوٹل میں ٹیلیفون کیا۔ جہاں شیخ صاحب موصوف ٹھیرے ہوئے تھے مگر معلوم ہوا۔ کہ وہ کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں۔ اس پر اس ہوٹل والے کو کہدیا گیا۔ کہ جب شیخ صاحب واپس آویں۔ تو ان کو کہدینا۔ کہ امام سے ٹیلیفون پر بات کریں۔ جب شیخ صاحب ہوٹل میں آئے۔ تو انہوں نے ۱۲ بجے دن کے امام کو فون کیا۔ امام نے انکو کہا۔ کہ جس طرح ہو۔ فوراً مسجد میں تشریف لائے۔ شیخ صاحب فوراً مسجد میں پہنچے۔ جہاں امام نے تمام روئداد ان کو سنائی۔ جس پر خان بہادر صاحب نے حسب ذیل تار اپنی طرف سے شاہ حجاز کو دیا :-

"یہ سنکر مجھے بہت تعجب ہوا ہے۔ کہ بعض لوگوں نے آپ کے لڑکے کے مسجد کو افتتاح کرنے سے برخلاف تار بھیجے ہیں۔ یہ مشورہ ان کا غلط ہے۔ اور احمدیوں کے دشمنوں کی طرف سے ہے۔ میں خود احمدی نہیں ہوں۔ مگر اشاعت اسلام میں ان لوگوں کی کوشش کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ شہزادہ کا یہاں بھی اور ہندوستان کے مسلمانوں پر بھی بہت برا اثر ہوگا۔ یہ مسجد تمام مسلمانوں کے لئے بغیر فرقہ بندی کی تمیز کے کھلی ہے۔ اور مغرب میں مشعل اسلام کے روشن کرنے کا باعث ہے"

میں بہت ادب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ شہزادہ کو تار برقی احکام بھیجدیں۔ کہ وہ اس تقریب کو ادا کریں۔ جس کا اس کثرت سے اعلان ہو چکا ہے۔ اور اس عام نا اُمیدی سے پبلک کو بچائیں۔ جو ان کی غیر حاضری سے پیدا ہو گی " ۲۶/۱۱

اس دن تیسرے پہر خان بہادر خود ہائڈ پارک ہوٹل تشریف لے گئے۔ تاکہ وہ امیر کو اس بات پر آمادہ کریں۔ کہ وہ اپنی ذمہ واری پر ہی یہ افتتاح کر دیں۔ لیکن ہوٹل کے ملازم نے یہ جواب دیا۔ کہ امیر اور ان کی پارٹی باہر گئی ہوئی ہے ؛

اسپر امام اور ان کے دوستوں نے مشورہ کر کے یہ فیصلہ کر لیا۔ کہ اگر شہزادہ فیصل شریک افتتاح نہ ہو سکے۔ تو پھر خان بہادر شیخ عبد القادر ہی افتتاح کے لئے بہت موزون شخص ہیں ؛

ایک اور رات انہی تفکرات اور تردّدات میں گذر گئی۔ اور آخر وہ دن آگیا جس کے لئے سب تیاریاں اور اعلان کئے گئے تھے۔ وقت تو ۳ بجے بعد دوپہر کا رکھا گیا تھا۔ مگر بارہ ۱۲ بجے دوپہر سے ہی مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ مگر اس وقت بھی کسی کو معلوم نہ تھا کہ افتتاح کون کریگا۔ دو ۲ بج گئے۔ اور صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا۔ تو ایک پیغامبر یہ خط امیر کی طرف سے لایا :-

۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء۔ بخدمت عالی مولوی عبدالرحیم صاحب درد امام مسجد۔
بعد سلام و تکریم کے میں نہایت افسوس سے جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ ہز ہائی نس شہزادہ فیصل اس مسجد کی افتتاح کی تقریب میں شامل نہیں ہوسکیں گے۔ جو آپ نے تعمیر کی ہے۔ شہزادہ والا تبار کو خود اس بات کا بہت رنج ہے۔ اور امیر اور میں دونوں دل سے آپ کی کامیابی اور اس عظیم الشان مسجد کے لئے ہر طرح کی برکات اور آبادی کی خواہش کرتے ہیں۔ اور ہم خدا سے دُعا کرتے ہیں۔ کہ آپ کی محنت کو کامیابی کا سہرا چڑھائے۔ میری طرف سے بہت بہت سلام اور نیاز قبول فرما دیں۔

آپ کا خیر اندیش

عبد اللہ الدملوجی ؛

جو پیغامبر یہ خط لایا تھا۔ وہ چونکہ شاہ حجاز کا دوست اور نہایت معزز انسان تھا اس سے پھر بھی یہ دیکھا نہ گیا۔ کہ ایسا زرین موقع اور شہرت کا وقت سلطان کے ہاتھ سے یوں نکل جائے۔ اس لئے اس نے پھر ایک دفعہ آخری کوشش کرنے کی اپنے دل میں ٹھان لی۔ وہ خان بہادر اور شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کو ایک موٹر میں بٹھا کر پھر ہائڈ پارک ہوٹل میں پہنچا۔ تاکسی طرح امیر اور اس کے فارن منسٹر ڈبلوجی اپنی ذمہ واری پر اس افتتاح کی تقریب میں شمولیت اختیار کریں۔ مگر افسوس! کہ سب سمجھانا اور دلائل بیکار گئے۔ امیر کی قسمت میں یہ نہ تھا۔ کہ وہ نصرت اسلام کی اس عظیم الشان سعادت کو حاصل کرتا وہ لوگ حجاز کے بادشاہ کے خوف سے کچھ نہ کرسکے۔ اور شاید یہ بھی ان کو خیال ہو۔ کہ ہماری ہر دلعزیزی میں ایسی جماعت کے ساتھ ملنے سے فرق آجائے گا۔ جس کے افراد کو مذہبی متعصبوں نے شارع عام پر سنگسار کیا ہے۔ بہرحال یا تو وہ کمزور دل تھے یا ان کو غلط فہمی ہوئی۔ یا دی گئی۔ مگر زمانہ جلدی ہی ان کو بتادے گا۔ کہ انہوں نے اس سنہری موقعہ کو ہاتھ سے دینے میں کیسی غلطی کھائی ہے۔ انھوں نے ایک کام کا وعدہ کیا۔ اور پھر اس وعدہ کو خود توڑا۔ اور اس افسوسناک طریق سے توڑا۔ کہ دنیا ان کی زیانی کی گواہ اور آئندہ نسلیں ان کے لئے دست تاسف ملیں گی *

گھنٹے نے تین بجائے۔ وقت افتتاح کا آگیا۔ اور پھر بھی امام اور سب حاضرین اس بات سے بے خبر تھے۔ کہ اس عظیم الشان تاریخی واقعہ کے ساتھ کس خوش قسمت کا نام وابستہ ہونے والا ہے۔ کیا ایک شہزادہ افتتاح کرے گا یا ہندوستان کا ایک نمایندہ؟ کیا وہ ہندوستان جو قدیم زمانہ میں تمدن اور تہذیب کا منبع تھا۔ اور اس آخری زمانہ میں نبوت کے نور کا مرکز اس موقع پر پیچھے دھکیلا جاسکتا تھا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ آخری قرعہ ہندوستان کے اس نمایندہ کے نام پر ہی پڑا۔ جسے خدا کا دست قدرت جینوا سے لنڈن کی سٹیج پر اس کام کے لئے لایا تھا۔ ہزارہا آدمی جمع تھے۔ صحن باغ اور سڑکوں پر تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ ہر مذہب اور ہر ملک کے لوگ اس مجمع میں شامل تھے۔ جو صرف اس لئے آئے تھے کہ مشرق اور مغرب کے سب سے بڑے متحد ڈرامہ کو دیکھیں۔ دروازہ پر سب کی ٹکٹکی لگی تھی۔ کہ

کون قفل کھولنے کے لئے نمودار ہوتا ہے۔ امام کو صرف چند منٹ پہلے شہزادہ کے قطعی اور آخری انکار کا علم ہوا۔ اور انھوں نے فوراً ایک نوٹس اس امر کا دروازہ کے باہر لکھ کر لگا دیا۔ لوگ ابھی اس اعلان کو پڑھ ہی رہے تھے۔ کہ اتنے میں موٹر آئی۔ اور وہی خان بہادر جو گھنٹہ بھر پہلے شہزادہ کو ہمراہ لانے کے لئے گئے تھے۔ اب افتتاح کنندہ کی حیثیت سے احاطہ میں داخل ہوئے۔ امام اور اس کے دوستوں نے خاص دروازہ پر ان کا خیر مقدم کیا۔ اور رسم افتتاح باقاعدہ شروع ہو گئی ؛

افتتاح

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست ؛ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر بدید

۳ر اکتوبر ۱۹۲۶ء؁ اتوار کے دن ۳ بجے بعد دوپہر مسجد کا افتتاح ہوا۔ مسجد چند ماہ قبل تیار تھی۔ اس موقعہ پر باغیچہ اور احاطہ کی درستی اور آراستگی کرائی گئی۔ سڑک کی طرف جھنڈیاں آویزاں کی گئیں۔ ایک خاص دروازہ بنایا گیا۔ اور اس پر خوش آمدید لکھا گیا۔ مسجد کے کنارے ہر طرف پھول لگائے گئے۔ مہمانوں کے ناشتہ وغیرہ کے لئے باغیچہ میں خیمے نصب کئے گئے۔ پروگرام جو پہلے سے چھاپکر شائع کر دیا گیا تھا۔ وہ یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسجد لنڈن کی تقریب افتتاح کا پروگرام

(جو ۳ر اکتوبر ۱۹۲۶ء؁ اتوار کے روز عمل میں آئیگا)

۳ بجے بعد دوپہر	دروازہ پر شہزادہ والا تبار امیر فیصل کا استقبال
۳-۱۵	امام کا تلاوت قرآن کرنا اور کنجی کا چند دعائیہ الفاظ کیساتھ پیش کرنا
۳-۲۰	امام کا اس پیغام کو پڑھنا جو احمدیہ جماعت کے پیشوا نے ہندوستان سے خاص اسموقعہ کیلئے بذریعہ تار برقی ارسال فرمایا،
۳-۳۰ - ۳-۳۵	باغ میں امام کی طرف سے ایڈریس۔ مبارکباد کی تاروں اور خطوط

کا پڑھا جانا جو دنیا کے مختلف حصوں سے وصول ہوئی ہیں

۳-۵۰ .. .. شہزادہ امیر فیصل کا جواب

۴ .. .. .. اذان عصر، ملک غلام فرید صاحب

۴-۱۰ .. .. عصر کی نماز جو امام پڑھائیگا۔

۴-۲۰ .. .. مسلمان مسجد کے دروازہ پر امیر سے ملاقات کرینگے

۴-۳۵ .. .. ریفرشمنٹ

۵ بجے شام .. .. امام کی طرف سے شکریہ اور دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوگا

راقم:۔ عبدالرحیم درد۔ امام مسجد لنڈن

اس پروگرام پر پورا عمل کیا گیا۔ سوائے اس کے کہ امیر فیصل کی جگہ خان بہادر شیخ عبدالقادر نے لے لی۔ چونکہ اخبارات میں اعلان ہو چکے تھے۔ اور فرداً فرداً بھی کئی سو خطوط شمولیت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اس لئے دوپہر سے ہی چہل پہل شروع ہو گئی۔ اور بارہ ۱۲ بجنے نہ پائے تھے۔ کہ معزز مہمان آنے لگے۔ اور آخر جب باغ بھر گیا۔ تو پولیس نے مجبوراً لوگوں کو اندر آنے سے روک دیا۔ مگر لوگوں کا سیلاب تھا۔ کہ چلا آتا تھا۔ اندر جگہ نہ ملی۔ تو باہر سڑکیں رک گئیں۔ یہاں تک سینما کے فلم میں، تو یوں معلوم ہوا ہے۔ کہ سڑکیں نہیں ہیں۔ بلکہ آدمیوں کے چہروں کا ایک سمندر ہے۔ جو لہریں مار رہا ہے۔ احاطہ کے اندر کا اندازہ ایک ہزار کے قریب کا ہے۔ اور باہر خدا جانے کتنی مخلوق تھی۔ لوگوں کو راستہ گذرنا مشکل تھا۔ پاس کی دیواروں اور درختوں پر چڑھے بیٹھے تھے۔ پولیس تک کو دقت تھی۔ ہر ایک دروازہ پر اور اندر باغ میں کنسٹبل پھر رہے تھے۔ ایک سامنے کا پھاٹک تو ہجوم کے باعث ٹوٹ ہی گیا۔ دس ۱۰ آدمی ایک ہوٹل سے منگائے گئے تھے۔ جو انتظام میں مدد کریں۔ اور پھر اپنے آدمی تھے۔ مگر سب بے بس ہو گئے تھے۔ اور مسجد سے خیمہ تک آنے کے لئے راستہ نہ ملتا تھا۔ جس حصہ باغ میں خیمہ لگایا گیا تھا۔ وہ ۱۰۰ فٹ لمبا اور ۵۰ فٹ چوڑا ہے۔ ایک خیمہ اور ایک شامیانہ لگایا گیا تھا۔ ۲۵۰ سے زیادہ کرسیاں تھیں۔ مگر اس سے بہت زیادہ آدمی ادھر ادھر کھڑے تھے۔ چائے باوجود وسیع انتظام کے سب لوگوں کو نہیں پلائی جا سکی۔ اور ان کو

مسجد کے افتتاح کا نظارہ

بغیر چائے کے واپس جانا پڑا۔ آنے والوں میں لارڈ لیمنگٹن یا مہاراجے۔ ممبران پارلیمنٹ اخبارں کے نمایندے۔ غیر سلطنتوں کے سفیر۔ معزز اراکین سلطنت۔ مسلم غیر مسلم۔ ہر قسم طبقہ رنگ اور قومیت کے لوگ تھے۔ ایک دروازہ باغ کا خاص افتتاح کنندہ کے لئے بنایا گیا تھا۔ وہاں سے خان بہادر اندر داخل ہوئے۔ ان کے داخل ہونے سے تھوڑی ہی دیر پہلے ایک نوٹس باہر لگا دیا گیا تھا۔ جس کی عبارت یہ تھی:۔

"اپنی خواہش کے برخلاف امیر فیصل کو اس تقریب میں شامل ہونے سے روک دیا گیا ہے۔ اُن کی غیر حاضری میں خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لاء سابق وزیر گورنمنٹ پنجاب اور حال ممبر انڈین ڈیلیگیشن لیگ آف نیشنز رسم افتتاح ادا کریں گے۔"

دستخط اے۔ آر۔ درد۔ امام

امام نے باقاعدہ طور پر خان بہادر کا خیر مقدم کیا۔ اور ان کو ہمراہ لیکر مسجد کے دروازہ کی سیڑھی پر کھڑے ہوگئے امام دروازہ کے جنوبی جانب تھے۔ اور خان بہادر شمالی جانب۔ باقی تمام حاضرین اس وقت مسجد کے دروازہ کی طرف جمع ہو گئے۔ سامنے فوارہ چل رہا تھا۔ اور اس کے پانی کے گرنے کی آواز سے تمام سناٹا طاری ہو گیا۔ جب امام نے بلند آواز سے قرآن مجید میں سے یہ رکوع تلاوت کیا:۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۖۚ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا

نَعِيمٌ مُّقِيمٌ لا خٰلِدِينَ فِيهَا اَبَدًا ط اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِيمٌ ٥
يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا اٰبَاءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا
الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ط وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ٥
قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ
وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ
اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهٖ فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى
يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ٥

ترجمہ: مشرکوں کا یہ کام نہیں۔ کہ خدا کی مسجدیں بنائیں یا آباد کریں۔ حالانکہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دیتے ہیں۔ ان لوگوں کے اعمال ضائع ہو گئے۔ اور وہ آگ میں رہینگے۔ البتہ اللہ کی مسجدوں کو صرف وہی لوگ بناتے اور آباد کرتے ہیں۔ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ پس قریب ہے۔ کہ یہی لوگ سیدھے راستہ پر چلنے والے ہوں۔ کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اس کے برابر سمجھ لیا ہے۔ جو اللہ پر ایمان لائے۔ اور خدا کے راستہ میں جہاد کرے۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہوتے۔ اور اللہ ظلم کرنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور ہجرت کی۔ اور اللہ کے راستہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک بڑے درجے والے ہیں۔ اور یہی لوگ مُراد میں پانیوالے ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت اور رضامندی کی خوشخبری دیتا ہے اور ان کے لئے جنتیں ہیں۔ جن میں لازوال نعمتیں ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یقیناً اللہ کے پاس بڑے انعام ہیں۔ اے ایمان والو! اپنے بزرگوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ۔ اگر وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو زیادہ پسند کریں۔ اور تم میں سے جو لوگ انہیں دوست بنائیں گے۔ وہ ایک سخت بے جا فعل کے مرتکب ہوں گے۔ تو کہدے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں۔ اور تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو۔ اور گھر

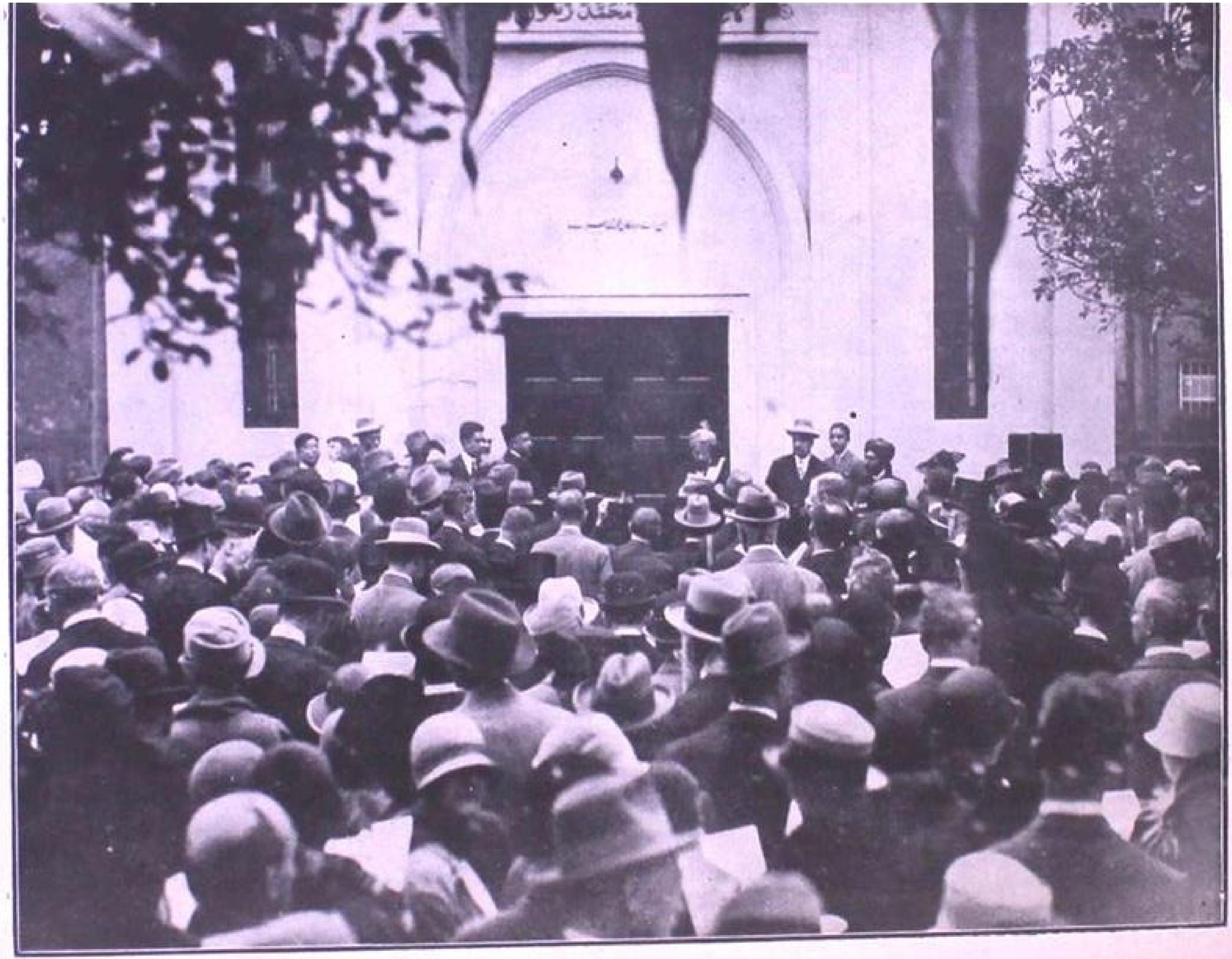

حضرت خلیفۃالمسیح کا برقی پیغام سنایا جا رہا ہے

جن کو تم پسند کرتے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو۔ جب تک کہ اللہ اپنا فیصلہ فرما دے۔ اور اللہ بدعہد لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ؎

تلاوت قرآن کے وقت عجیب سماں تھا۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ آیتیں آج ہی اس موقعہ کے مناسب حال نازل ہوئی ہیں۔ اس کے بعد امام نے بلند آواز سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وہ پیغام پڑھ کر سنایا۔ جو ہندوستان سے خاص اس موقعہ کے لئے بذریعہ بحری تار کے وہاں بھیجا گیا تھا۔ یہ انگریزی میں قریباً ایک ہزار الفاظ کا خط ہے ؎

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

میں سب سے پہلے خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جس نے ہم کمزوروں اور ناتوانوں کو سینکڑوں سالوں کی گہری نیند کے بعد پھر جاگنے کی توفیق دی۔ اور پھر یہ ہمت دی کہ ہم اہل مغرب کے اس عظیم الشان احسان کے بدلہ میں جو ہماری غافل نیند کے عرصہ میں شمع علم کو بلند رکھ کر انھوں نے ہم پر اور باقی بنی نوع انسان پر کیا تھا۔ اس مقدس گھر کو ان کے سب سے بڑے مرکز میں بنا کر ان کے احسان کے بار گراں سے سبکدوش ہونے کی سچی خواہش کا عملی ثبوت دیں۔ پھر میں صدر جلسہ شیخ عبد القادر صاحب کا خصوصاً اور باقی احباب کا عموماً اپنی طرف سے اور اپنی تمام جماعت کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے دور و نزدیک سے تشریف لا کر ہماری اس ناچیز سعی کی تکمیل کے موقع پر تعاون و ہمدردی کا ہاتھ بٹایا ؎

اس کے بعد اس نادر موقع کو غنیمت جانتا ہوں۔ تمام حاضرین اور پھر پریس کے ذریعے

سے تمام دنیا کے لوگوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی پیدائش کی غرض کو سمجھیں۔ اور اپنی مجموعی کوشش سے اس مقصد کے حصول کی طرف توجہ کریں۔ جس کے لئے دنیا کی بہترین ہستیوں نے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ میرے مخاطب خصوصیت کے ساتھ انگلستان کے لوگ اور پھر دوسرے اہل مغرب ہیں۔ جنہوں نے اپنے ملک کے روشن گوہروں کی یادگاروں سے اپنی سرزمین کو بھر دیا ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ خیر خواہان ملک جن کی یاد کو وہ تازہ رکھتے ہیں۔ ان خدا کے مقدس نبیوں کے مقابلہ میں جنہوں نے دنیا کی بہتری کے لئے اپنے دل اور اپنی رُوح کو اس طرح پگھلا دیا۔ جس طرح آگ میں سیسہ پگھل جاتا ہے۔ کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ پھر کیا افسوس کی بات نہیں۔ کہ اس وقت لوگ ان بزرگوں کی یادگار قائم رکھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ لوگ توحید۔ خدا کی محبت۔ رُوحانی پاکیزگی۔ اخلاق کی درستی غربا کی سچی ہمدردی۔ بنی نوع انسان کے حقوق کی نگہداشت۔ اتحاد اور حقیقی مساوات کو دنیا میں قائم رکھنے کے لئے آئے تھے۔ اور یہی وہ خوبیاں ہیں۔ جن کی طرف سے سخت غفلت برتی جارہی ہے۔ اور یہی وہ بات ہے۔ جس کی طرف مسجد ہمیں بلاتی ہے۔ مسجد کیا ہے؟ ایک اینٹوں یا پتھروں کی عمارت ہے۔ جس میں اور دوسری عمارتوں میں کوئی فرق نہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جعلت لی الارض مسجداً۔ یعنی کسی خاص مقام کی خصوصیت نہیں۔ سب دنیا ہی میرے لئے مسجد ہے۔ پس باوجود اس کے کہ سب دُنیا ہی مسجد ہے۔ ایک خاص مقام کو منتخب کرنا درحقیقت انسان کے سوئے ہوئے جذبات کو جگانے کے لئے ہے۔ یہ خاموش مگر باوقار گنبد انسانی زبان سے زیادہ فصاحت کے ساتھ ان باریک رشتوں کو جو انسان خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی بے دینی کی حالت کو پہنچ گیا ہو۔ اس کے اندر زندہ رہتے ہیں۔ ہلا دیتا ہے۔ اور اپنے پیدا کرنے والے کی محبت کی آگ پیدا کر دیتا ہے۔ یہ عمارت زبان حال سے ان تمام پاکیزہ تعلیموں کو جو خدا تعالیٰ کے نبی دنیا میں لائے تھے۔ بیان کرتی ہے۔ یہ ان حقیقتوں کی جو نبیوں اور ان کے سچے پیروؤں سے زندہ ہوتی چلی آئی ہیں۔ ایک مادی یادگار ہے۔ یہ خدائے واحد کی پرستش کی طرف بُلاتی ہے۔ اُس خدا کی طرف جس نے ہمیں اور ہمارے باپ دادوں کو پیدا کیا۔ جو ہماری اور ہمارے

باپ دادوں کی پرورش کر رہا ہے۔ اور جس کی طرف ہم اور ہمارے باپ دادے لوٹ کر جائینگے وہ اکیلا خدا ہے۔ آسمان میں بھی اور زمین میں بھی۔ اوپر بلندیوں میں بھی۔ اور نیچے پاتال میں بھی اس کی بادشاہت ہے۔ سب محبّت کرنے والوں سے زیادہ محبت کرنے والا۔ سب محسنوں سے زیادہ محسن۔ جس کا رحم تو رحم ہے ہی۔ لیکن جس کی سزا بھی محبت سے پُر اور شفقت سے لبریز ہوتی ہے۔ ہماری رُوح اس کے فضلوں کو دیکھ کر اس کے آستانہ پر گرتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ اے قدوس! تیری بڑائی ہو۔ تیرا نام انسانوں کے دلوں میں بھی اسی طرح بلند ہو۔ جس طرح تیری وسیع قدرت کے مناظر میں بلند ہے ٭

پھر مسجد خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف ہونے کے سبب سے رُوحانی اور اخلاقی ترقیات کی طرف بلاتی ہے۔ جماعت اتحاد کی طرف۔ صفیں مساوات کی تعلیم کی طرف۔ امام نظام کے فوائد کی طرف۔ اور نماز کے آخر میں دائیں بائیں سلام پھیرنا۔ دائیں بائیں سلامتی کی تعلیم پھیلانے کی طرف توجہ دلاتا ہے ٭

غرض مسجد ان اعلیٰ تعلیمات کا ایک ظاہری نشان ہے۔ جو انبیاء دنیا میں لائے۔ ورنہ جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ مسلمانوں کو ان کے رسُول ؐ نے یہی تعلیم دی ہے۔ کہ وہ سب دنیا کو ہی مسجد سمجھیں۔ یعنی ان اعلیٰ تعلیمات کو جو انبیاء کی طرف سے انہیں ملی ہیں۔ ایک خاص مکان کی چار دیواری میں ہی محدود نہ رکھیں۔ بلکہ اپنے تمام معاملات میں ان کو ظاہر کریں۔ اور زندگی کے تمام شعبوں میں ان کو مدّنظر رکھیں۔ اور خدائے واحد کی محبت ان کے دلوں میں ہو۔ اس کے نام کی عظمت کے قائم کرنے کی فکر انہیں لگی رہے۔ اخلاقی درستی۔ حریّت ضمیر۔ اتحاد۔ غریبوں کی خبر گیری۔ مساوات کے جذبات کو وہ اپنے دل میں بھی پیدا کریں۔ اور لوگوں کو بھی اس طرف بلائیں ٭

انہی امور کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا اور آپؑ کے اس مشن کو پورا کرنے کے لئے ہی احمدی جماعت کی طرف سے مغرب میں مبلغ بھیجے گئے ہیں۔ اور اس مشن کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے ہی یہ مسجد بنائی گئی ہے ٭

اس خدا کے گھر کی بنیاد اکتوبر ۱۹۴۳ء میں ہم نے صرف ان مذکورہ بالا اعلیٰ تعلیمات کو رائج کرنے کے لئے رکھی تھی۔ جو نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ نفسی وروحی دنیا میں لائے تھے۔ ہمیں مسیحیت سے کوئی دشمنی نہیں۔ ہم حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا راستباز نبی اور ایک اولوالعزم نبی مانتے ہیں۔ لیکن ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں۔ کہ آپ ہی کی پیشگوئیوں کے مطابق عرب میں بانیٔ اسلام اس آخری ہدایت نامہ کو لیکر مبعوث ہوئے۔ جو اب دنیا کے خاتمہ تک کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ حتیٰ کہ اس زمانہ کے مصلح حضرت مسیح موعودؑ بھی جو خود حضرت مسیحؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہوئے ہیں۔ اسی ہدایت نامہ کی حقیقت کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے ؂

ہم لوگوں کا مقصد اس مرکز توحید میں بیٹھ کر محبت اور اخلاص کے ساتھ واحد خدا کی پرستش کا رائج کرنا اور اسکی محبت کو قائم کرنا ہوگا۔ ہم مذاہب سے منافرت اور تباغض کو دور کرکے تحقیق کی سچی روح کو پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اخلاق کی درستی اور ظلم کے مٹانے کی سعی کرینگے۔ آقا اور نوکر۔ گورے اور کالے۔ مشرقی اور مغربی کے درمیان تعلقات اخلاص اور حقیقی مساوات جس میں جائز فوقیتوں کا تسلیم کرنا شامل ہوگا۔ ہمارا مقصد ہوگا۔ اور ہم اس موقعہ پر مسیحی دنیا سے بھی التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ اسلام کو تعصب کی نگاہ سے نہ دیکھے۔ بلکہ اس کے عیب نکالنے کی بجائے اس کی خوبیوں کی جستجو کرے۔ کیونکہ سچائی دوسرے کے عیوب نکالنے سے ظاہر نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنی فوقیت ثابت کرنے سے ظاہر ہوتی ہے ؂

اے بھائیو! دنیا شرک۔ بے دینی۔ خدا سے بے توجہی۔ ملکی تباغض۔ قومی تنافر اور جماعتی کشمکشوں کی جولان گاہ ہو رہی ہے۔ پس ہر ایک جو خدا تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی غفلت سے بیدار ہو۔ اور خدا کے نام پر بنائے ہوئے گھروں کو بے دینی اور شقاق کا مرکز بنانے کی بجائے توحید اور اتحاد کا مرکز بنائے۔ آؤ ہم سب ملکر توحید کو جس پر سب کا اتفاق ہے۔ قائم کریں۔ ہم لوگوں کے اندر یہ روح پیدا کریں کہ وہ تعصب سے آزاد ہو کر

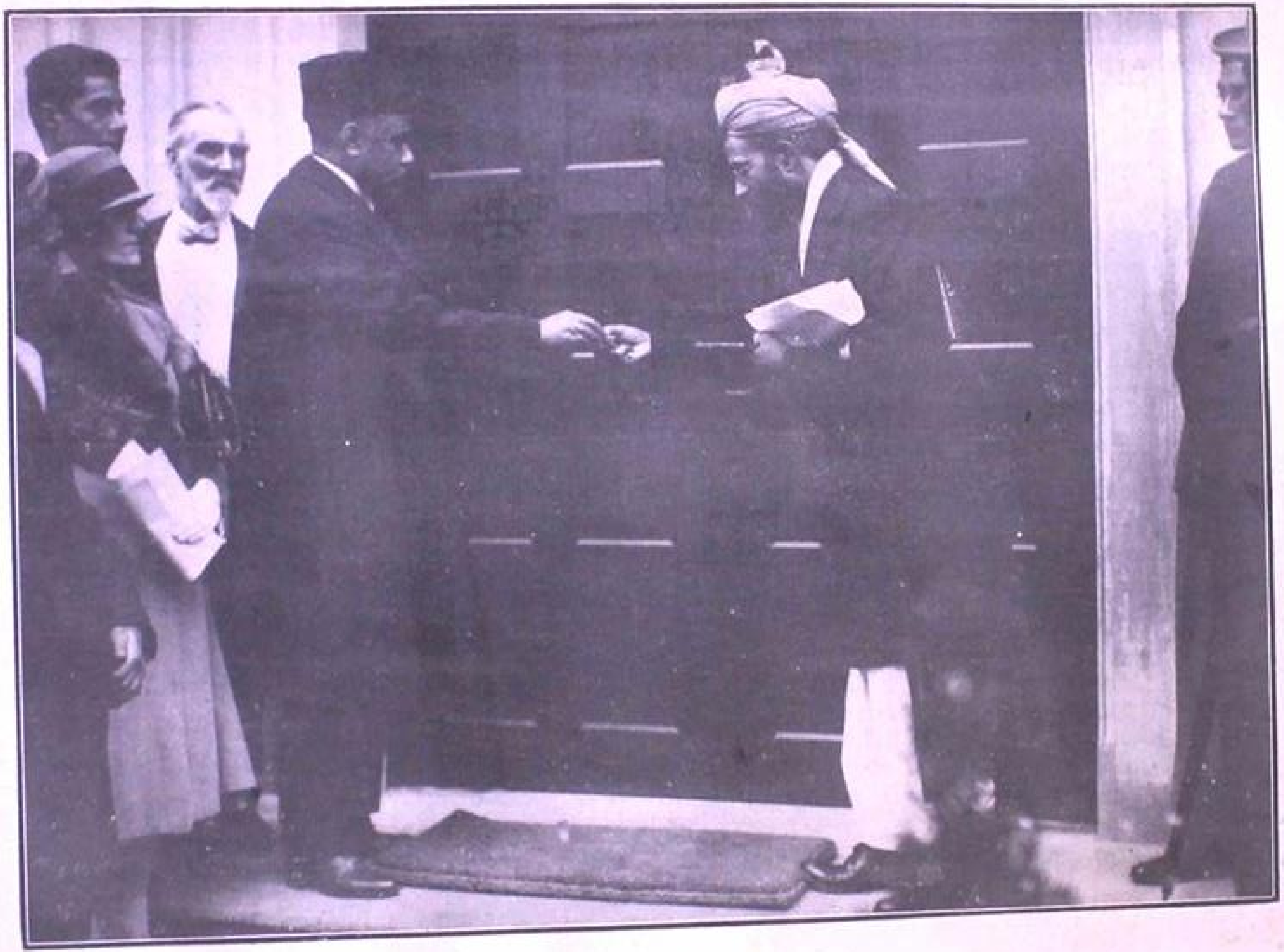

افتتاح کے وقت چابی دی جارہی ہے

جو سب سے بڑا ثبت ہے۔ خدائے واحد کی دیانتداری سے جستجو کریں۔ اور خواہ وہ کسی مذہب میں ہو۔ اُسے قبول کریں۔ ہم اس خدا کی طرف نہ جھکیں۔ جو ہمارے دماغوں نے پیدا کیا ہے کیونکہ خواہ ہم اس کا نام کچھ رکھیں۔ وہ ایک بُت ہے۔ بلکہ اس خدا کی طرف جھکیں۔ کہ جو سب دنیا کا خالق ہے۔ جس کے جلوے دُنیا کے ہر ذرّے میں نظر آتے ہیں۔ جو اپنی زندہ طاقتیں ہمیشہ اپنے مقدسوں کے ذریعہ سے ظاہر کرتا رہتا ہے۔ اور پھر اس مشرق و مغرب کے خدا پر ایمان لاتے ہوئے یہ کوشش کریں۔ کہ دنیا میں امن و امان قائم ہو۔ ایک ملک کے اندرونی نظام میں بھی۔ اور مختلف ممالک کے درمیان بھی۔ ہماری بڑائی اس میں نہ ہو۔ کہ ہم اپنے مال اور طاقت کے ذریعہ سے لوگوں کو زیر کریں۔ نہ اس میں کہ ہم اپنے جتھے کے ذریعہ سے لوگوں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ ہماری بڑائی کمزور پر رحم کرنے اور حقدار کو اس کا حق دینے میں ہی ہو ٭

اے خدا! تیرا جلال دنیا میں ظاہر ہو۔ اور یہ مسجد تیرے نام کو بلند کرنے اور تیرے بندوں کے دلوں میں محبت و اخلاص پیدا کرنے کا ایک بڑا مرکز ہو۔ آمین۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

مرزا محمود احمد۔ امام جماعت احمدیہ۔

اس خطبہ کے ختم ہونے کے بعد امام نے مسجد کی کنجی خان بہادر کی خدمت میں یہ الفاظ کہتے ہوئے پیش کی :۔

"میں اپنی قلبی دعاؤں اور تمام دنیا کے لئے محبت اور ہمدردی کے جذبات سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ کنجی اس لئے پیش کرتا ہوں۔ کہ آپ اس مسجد کا افتتاح فرماویں۔"

خان بہادر نے چاندی کی کنجی کو امام سے لیا۔ اور اس قفل میں داخل کر کے جب پھرایا تو باآواز بلند یہ الفاظ کہے :۔

"خدائے رحیم و رحمٰن کے نام پر میں اس عبادت گاہ کا افتتاح کرتا ہوں"

دروازہ کھل گیا۔ اور اندر کی عمارت کی صفائی اور چمک اور نیلے فرش کی زینت نے لوگوں کی نظروں کو بے اختیار اپنی طرف کھینچا۔ مگر اندر کوئی داخل نہ ہوا۔ کیونکہ ابھی کچھ

اور سب چیزیں باقی تھیں - جو خیموں میں ہونی تھیں - لوگوں میں اعلان کر دیا گیا - کہ باقی کارروائی خیموں میں ہوگی - مگر آدمیوں کی وہ کثرت تھی - کہ بیٹھنے کو جگہ نہ ملتی تھی - امام نے خیمے کی طرف آکر پہلے تو ایک مختصر تقریر اس امر کے متعلق کی - کہ کس طرح سلطان ابن سعود نے امیر فیصل کو ہماری دعوت پر مسجد کی افتتاحی تقریب میں شامل ہونے کیلئے بھیجا اور کس طرح بعض غیر معلوم وجوہات کی بنا پر وہ اس تقریب میں شامل نہ ہوئے جس کیلئے انہوں نے ہزاروں میل کا سفر کیا تھا - اس مختصر تمہید کے بعد امام نے اپنا ایڈریس پڑھا جو وہی ہے، جو سنگ بنیاد کے رکھے جانے کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طرف سے پڑھا گیا تھا اور جو درج کیا جا چکا ہے۔

ایڈریس کے ختم ہونے پر امام نے مبارکباد کے وہ تار پڑھے - جو ان کو اس تقریب پر ہندوستان کے تمام حصص اور مارشیس - امریکہ - سماٹرا وغیرہ ممالک سے بھیجے گئے تھے - ان کے علاوہ بہت سے خطوط بھی تھے - جن میں ہیر فاسٹر ممبر پارلیمنٹ اور لارڈ لے کے پیغام خاص طور پر قابل ذکر ہیں - امام کی تقریر ختم ہوئی - تو شیخ عبد القادر صاحب نے اپنا ایڈریس انگریزی میں پڑھا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

ایڈریس جناب شیخ عبد القادر صاحب

میں بالوثوق کہہ سکتا ہوں کہ ہم سب کو شہزادہ امیر فیصل کی عدم شمولیت کی وجہ سے کچھ مایوسی ہوئی ہے - کیونکہ ان سے اس موقع پر اپنے قابل فخر والد امیر ابن سعود کے نمایندہ کی حیثیت سے رونق افروز ہونے کی امید کی جاتی تھی - اغلب ہے - کہ ان کی موجودگی سے آج کے کام کی تاریخی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا - اور وہ لنڈن میں مسلمانوں کی سب سے پہلی عبادت گاہ کی رسم افتتاح کی انجام دہی کی یادگار کو اپنے مقدس وطن میں اپنے ساتھ لے جاتے - مگر معلوم ہوتا ہے - کہ ان واقعات کے پلٹا کھانے میں اللہ تعالیٰ کے اپنے خاص ارادہ کا دخل تھا -

نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نہایت پرانے صحابی اور چچا زاد بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک نہایت لطیف مقولہ ہے :- عرفت ربی بفسخ العزائم (میں نے اپنے رب کو مصمم ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا) مجھے اس سے بڑھ کر کسی اور مشاہدہ کا علم

مسجد کا نظارہ سڑک کی طرف سے

نہیں۔ جو اس سے زیادہ واضح اور سچے طور پر کسی بالا ہستی کے وجود کی صداقت پر دلالت کرتا ہو :۔

یہ ایک حقیقت ہے۔ جو اسلامی تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں پر خوب ظاہر ہے کہ اسلام کی ابتداء کمزور طبقہ میں ہوئی۔ عرب کا پیغمبر اعظم جو دُنیا کے لئے زندہ کرنے والا پیغام لایا ایک یتیم تھا۔ جس کے بہت دوست نہ تھے۔ اور جس کو ایک عرصہ تک اپنے مریدوں کی چھوٹی سی جماعت پر اپنی شوکت کا سارا دارومدار رکھنا پڑا۔ پس وہ ہدایت جو ان کے ذریعہ پھیلائی گئی۔ اس کی طاقت کا منبع دنیا کے بڑے اور طاقتور لوگ نہ تھے۔ بلکہ اس کو اپنی ہی باطنی روحانی طاقت کی وجہ سے قوت اور اقتدار حاصل ہوا۔ اسی طرح کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ چھوٹی سی مسجد جس کی رسم افتتاح آج ادا ہو رہی ہے۔ اپنے اس مبارک کام کی کامیابی کے لئے بغیر ظاہری سامان شان و شوکت اور اقتدار کے پوری طاقت حاصل کرنے میں ناکام ہوگی :۔

باوجود اس عزت کا پورا احساس ہونے کے جو مسجد کی منتظمہ کمیٹی نے مجھ کو رسم افتتاح کی ادائگی کے لئے کر دی ہے۔ میں نے اس فرض کی سرانجام دہی کو جو میرے سپرد کیا گیا ہے بلا تامل اپنے اُوپر نہیں لیا۔ اوّل تو میرے جیسا ایک عاجز انسان ایک شہزادے کا ادنیٰ بدل ہو سکتا ہے۔ دوسرے میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ جو رسوم کی ادائگی کیا کرتے ہیں مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ اس قسم کے کاموں سے اشاعت خوب ہو جاتی ہے۔ اور اشاعت ایک ایسی چیز ہے۔ جس کو موجودہ زمانہ میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس طرح رسم افتتاح ادا نہ کی جاتی۔ اور پھر میں نے بھی اس میں اس قدر دلچسپی نہ لی ہوتی۔ تو یقیناً لنڈن جیسے بڑے شہر میں یہ چھوٹی سی مسجد جو آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ باوجود اس خوبصورتی کے جو اس کی سادہ طرز تعمیر میں ہے۔ گوشۂ گمنامی میں رہتی۔ ایک لحاظ سے یہ امر میرے لئے خصوصیت سے موجب مسرت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لنڈن کی ایک مسجد کی رسم افتتاح میں شامل ہونے کی توفیق دی ہے۔ بیس سال کا عرصہ ہوا۔ کہ جب میں لنڈن میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ تو مجھے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ ان مسلمانوں کے لئے جو لنڈن میں سکونت رکھتے یا بغرض سیاحت آتے ہیں۔ ایک مسجد ہونی

چاہیئے۔ نماز عیدین کے جو کہ مسلمان کھلے طور پر پبلک باغوں (پارک) میں ادا کرتے تھے ایک موقع پر جب مجھے امامت کا شرف حاصل ہوا۔ تو میں نے اس امید کا اظہار کیا کہ ممکن ہے کہ اس چھوٹی سی ابتدا (جو اس وقت ہوئی) کا نتیجہ کسی وقت یہ ہو کہ ہم کو عبادت الٰہی کے لئے اپنی جگہ مل جائے۔ مجھے طبعاً اس بات سے خوشی ہوئی ہے۔ کہ میرا وہ خواب حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (جو کہ مسلمانوں کے فرقہ احمدیہ قادیان پنجاب کے واجب الاحترام اور ذی وجاہت امام ہیں) کی سعی بلیغ اور ان کے بے نظیر قربانی کرنے والے مریدوں کی کوشش سے عملی صورت میں نمودار ہوئی ہے۔ مجھے خوب معلوم ہے۔ کہ مسلمانوں کے اس نئے فرقہ کو دیکھ کر بعض پرانے اور بڑے فرقے خوش نہیں ہوتے۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ شہزادہ فیصل کی عدم شمولیت کا باعث بھی ان کے اسی قسم کے مخالفین کی کوششوں کا نتیجہ ہو۔

میں جرأت سے اس خیال کا اظہار کرتا ہوں کہ ہمیں اس کام کو فرقہ بندی کے کسی تنگ پیمانہ سے نہیں ناپنا چاہیئے۔ بلکہ اس پر کمال فراخ حوصلگی اور وسعت قلبی سے نظر ڈالنی چاہیئے۔ میں جب مغربی لوگوں کی پاک فطرت کے سامنے اسلام کے احکام کو رکھنے اور اکی خوبیوں کے اظہار کی اشد ترین ضرورت کا اندازہ لگاتا ہوں۔ تو مجھے مختلف فرقوں کے اختلاف ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ جو آسانی سے نظر انداز کئے جا سکتے ہیں۔ کسی مذہب کے متعلق اس قدر غلط فہمیاں نہیں پھیلائی گئیں۔ اور اس کو اتنا بدنام نہیں کیا گیا۔ جتنا اسلام کو کیا گیا ہے۔ اور صرف چند سالوں سے ہی مغرب کے اہل علم طبقہ کو اس بات کا علم ہوا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ صرف دنیا کے عظیم الشان نبیوں میں سے ایک نبی تھا۔ بلکہ وہ اخلاق اور تمدن کے اعلیٰ اور مفید اصولوں کا معلم بھی تھا۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ہر مسلمان جو اپنے دل میں دین کی خدمت کرنے کی امنگ رکھتا ہے۔ اور اس کے پاس اس کے لئے ضروری سامان اور علم بھی ہے۔ اس کا یہ فرض ہے کہ وہ مغربی لوگوں پر اسلام کی اصل حقیقت کو آشکارا کرے۔ جب میں انگلستان میں ایک متعلم کی حیثیت سے چند سال رہا۔ تو زندگی کا وہ شعبہ جو مجھے سب سے زیادہ اپیل کرتا تھا۔ یہ تھا۔ کہ ہم سب ہندوستانی ہیں۔ اور نہ ہندو مسلمان یا عیسائی۔ اور اسی طرح مسلمان جو یہاں پر

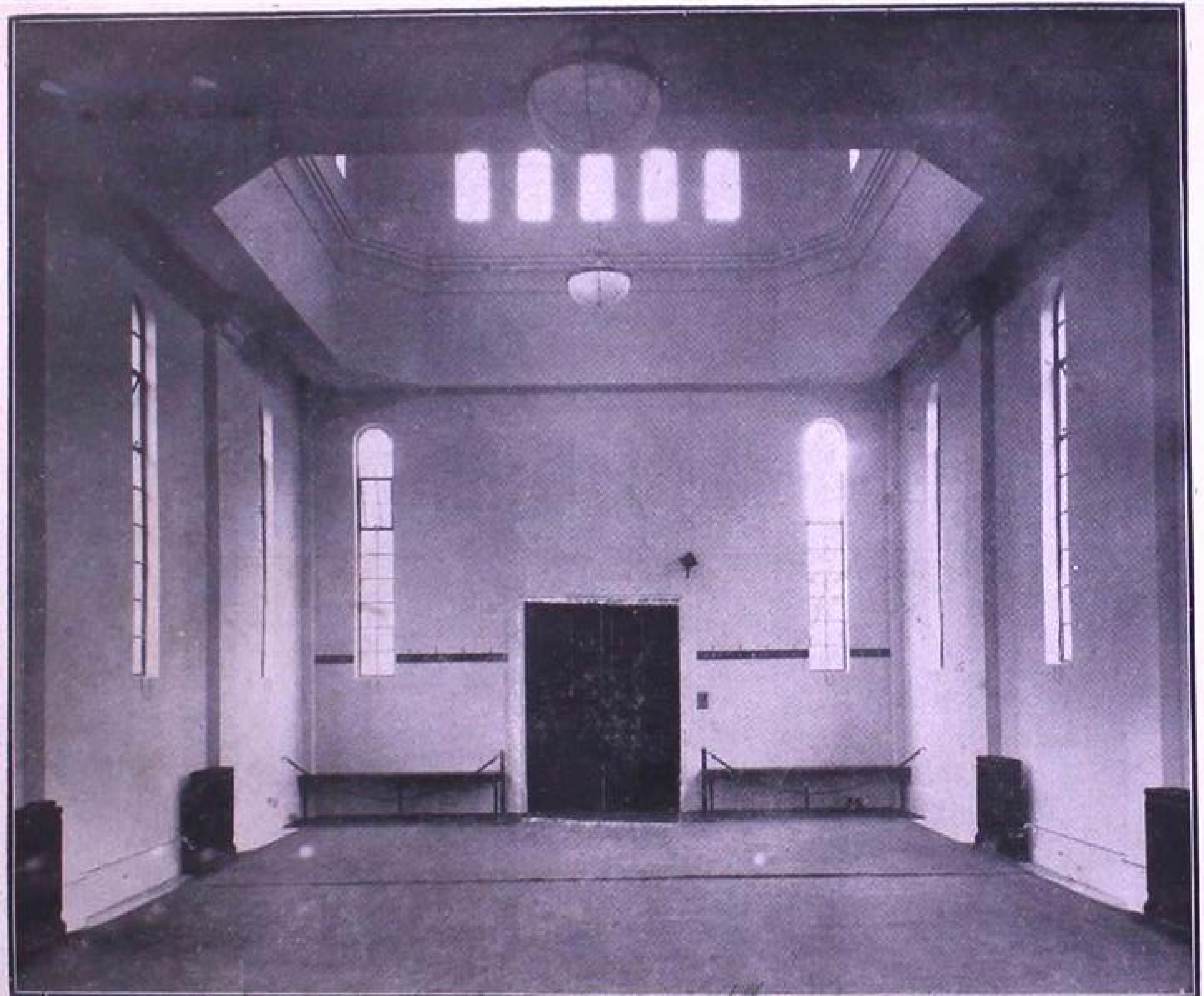

مسجد کا اندرونی نصف شرقی حصہ

رہتے ہیں۔ سب مسلمان ہیں۔ اور نہ شیعہ سُنی یا احمدی۔ گو میں احمدی نہیں ہوں۔ مگر میں اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مسجد کا۔ جو احمدیوں نے بنائی ہے۔ افتتاح کرنے کے لئے یہاں کھڑا ہوا ہوں۔ مجھے بھی بعض دفعہ احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ مگر میں نے ان کی اور دیگر مسلمانوں کی نمازیں کیا بلحاظ ارکان اور کیا بلحاظ الفاظ کوئی فرق نہیں دیکھا۔ ان کا بھی وہی قرآن ہے۔ جو ان کے دیگر ہم مذہبوں کا ہے۔ وہ نبی کریمؐ کے ایسے ہی مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ جیسے کوئی شیعہ یا سُنی ہے۔ اور وہ اسلام کے سب احکام کو مانتے اور عمل کرتے ہیں۔ گو بعض احکام کی تشریح میں وہ پرانے فرقوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔ مگر مغربی لوگوں کے پاس ان تفصیلات میں پڑنیکی بالفعل فرصت نہیں۔ اور ان کو چاہیئے۔ کہ وہ ابتدا میں اس ملک میں ان تفصیلات میں نہ پڑیں۔ اور اپنی زیادہ توجہ اسلام کے ارکان اور اس کے بنیادی اُصولوں کی طرف رکھیں۔ جن سے اسلام کی تعلیم کی خوبیاں اور اسکی شوکت ان پر ظاہر ہو۔ دنیا کا کوئی مذہب نہیں۔ جو مختلف فرقوں میں منقسم نہ ہو۔ اور اسلام اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ مسلمانوں کے اپنے حساب سے ان کے ۷۲ فرقے ہیں۔ مگر یہ اندازہ بہت پرانے وقت کا ہے۔ حافظ (شیرازی) جو آج سے چھ صدیاں قبل زندہ تھا ہمیشہ اپنے شعروں میں اس تقسیم کی طرف اشارہ کیا کرتا تھا۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اگر آج اسلام کے مختلف فرقوں کا شمار کیا جائے۔ تو وہ اس تعداد سے کہیں زیادہ ہونگے۔ مگر یہ اختلاف اسلام کی کسی فدائی کی پست حوصلگی یا اس کے مخالفین کی حوصلہ افزائی کا موجب نہیں ہونا چاہیئے۔ اسلام کے مضبوط اور غیر متزلزل اصولوں کا یہ ثبوت ہے۔ کہ اس نے زمانہ کے اثرات اور اس کی تباہ کن کوششوں کا خوب دلیری سے مقابلہ کیا ہے۔ اور اب بھی اس کی مضبوط بنیادوں کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ اسلام کی وسیع عمارت کو صدمہ پہنچائے بغیر کسی زہریلے اثرات کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ جزائر برطانیہ کے رہنے والے مسلمان اور خصوصاً جو لنڈن کے رہنے والے ہیں۔ وہ فرقہ بندی کے اختلافات سے اپنے آپ کو بالا قرار دیتے ہوئے اپنے ہم مذہبوں کے ایک گروہ کثیر کے لئے قابل تقلید نمونہ پیش کرینگے۔ مجھے اُمید ہے۔ کہ وہ اس مسجد کے وجود سے جو اسلام کے اصولوں پر روشنی ڈالنے کے لئے عیسائیت کے مرکز

میں بتائی گئی ہے۔ پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ بہت سے طالبان حق اس نور سے حصہ پانے کے لئے تیار ہیں۔ جس کو ہمارے پیغمبر اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دنیا میں لیکر آئے تھے۔ اور جن کا اسم مبارک تمام دنیائے اسلام میں بڑی محبت اور احترام سے لیا جاتا ہے۔ اور روئے زمین کی تمام مسجدوں کے بلند میناروں پر سے دن میں پانچ دفعہ پکارا جاتا ہے۔ وہ دن قریب ہے۔ جبکہ یہ چھوٹی سی مسجد ایک بہت بڑی درس گاہ بن جاویگی۔ یا شائد اس کے علاوہ ایک اور بڑی اور زیادہ شاندار مسجد لنڈن کے کسی مرکزی مقام پر بنا دی جائے۔ اس پایہ کی مسجد یا تو ہندوستان کے مسلمانوں کی ہمت سے بنائی جا سکتی ہے۔ یا مختلف اسلامی ممالک بلکہ اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ یا ممکن ہے۔ کہ حکومت برطانیہ کو ایک دن حکومت فرانس کے نمونہ پر چلنے کے فوائد کا احساس ہو جائے۔ اور وہ بھی دارالخلافہ کی شان کے شایان ایک مسجد لنڈن میں بنا دے جس طرح حکومت فرانس نے ایک شاندار مسجد پیرس میں بنائی ہے۔ ایسی شاندار عمارت جب مل جائیگی۔ تو اس کا خوشی سے خیر مقدم کیا جائے گا۔ مگر بالفعل اس کی حقیقت ایک دلچسپ خواب سے زیادہ نہیں۔ مگر اسلام کی کامیابی کا دنیا کے اس روشن خیال اور بیدار حصہ میں (جہاں ہر بات کو نہایت غور و خوض اور چھان بین کے بعد مانا جاتا ہے) انحصار اس بات پر نہیں ہے کہ ہم لوگوں کے پاس کس پایہ کی اور کتنی مسجدیں ہیں۔ بلکہ اس بات پر ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں اور ہمارا دستور العمل کیا ہے۔ اب یہ بات اس ملک کے طالب علموں۔ پیشہ وروں۔ تاجروں اور مبلغوں کے اختیار میں ہے۔ جو اسلام کی نمائندگی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ اسلام کے ہونہار فرزند ہونے کا ثبوت دیں۔ یا اس کو بدنام کرنے والے ہوں۔ ان لوگوں کی اخلاقی اور روحانی حالت کا اندازہ ان کی روزمرہ کی زندگی کے حالات۔ ان کے ایفائے عہد۔ فرائض کی ادائگی اور بنی نوع انسان سے دوستانہ سلوک سے لگایا جائے گا۔ اور اسی سے ان کی مذہبی تعلیم کا اندازہ ہو سکیگا۔ یہاں پر ایک مسجد بنا کر اور اس طرح مسلمانوں کی سوسائٹی کا ایک مرکزی نقطہ قائم کر کے ہمیں اپنے ایمانوں کی آزمائش کا موقعہ ملا ہے۔ اب ہمارے نفس پر اسلام اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرض ہے۔ کہ ہم اس آزمائش میں پورے اُتریں۔ اب ہم سب ملکر دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو خالق ارض و سما ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق

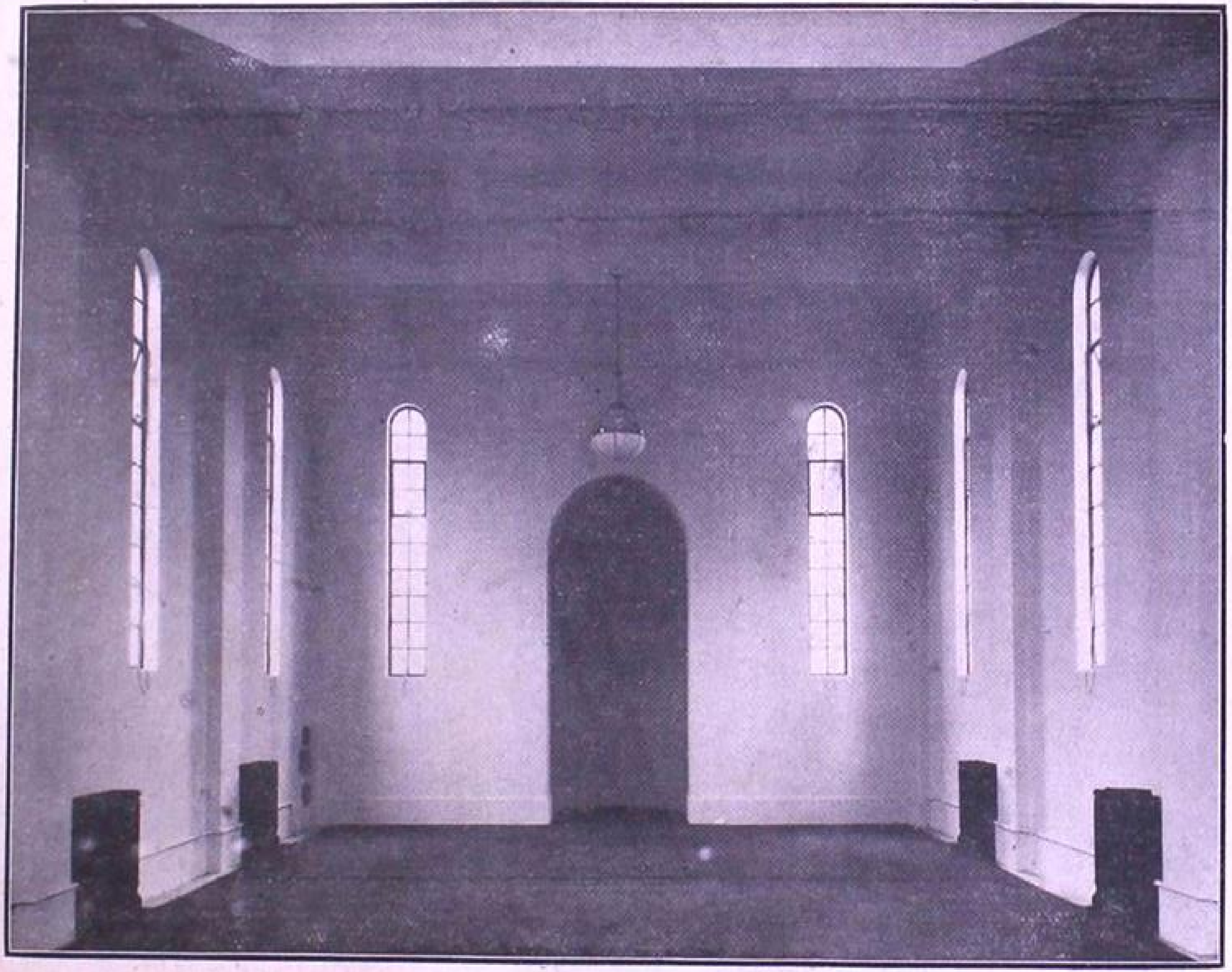

مسجد کا اندرونی نصف مغربی حصہ

دے۔ یعنی راہ ان لوگوں کی جن پر اس نے انعام کیا۔ اور نہ مغضوب علیہ کی۔ آمین ؎

پیشتر اس کے کہ میں تقریر کو ختم کروں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ان تمام مسلمانوں کی طرف سے جو یہاں جمع ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کا شکریہ ادا کروں۔ جو دیگر مذاہب سے یہاں تشریف لائے ہیں ان لوگوں نے بلاشبہ اپنی شمولیت سے ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔ اور اس مبارک موقعہ پر تشریف لاکر ہمدردی اور اتحاد کی ان کڑیوں کو مضبوط کرنے میں ہماری امداد کی ہے۔ جن کی طفیل کئی قومیں اور لاکھوں نفوس حکومت برطانیہ کے سایۂ عاطفت کے نیچے مزے سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ مختلف اقوام کو آپس میں اتحاد اور یگانگت پیدا کرنے میں بہت سہولت ہو گی۔ اور اس طرح بنی نوع انسان کے بھائی بھائی ہونے کا حقیقی اصل اپنی صحیح شکل میں ظاہر ہو کر عملی جامہ پہن لے گا۔ جس سے ہماری یہ زندگی موجودہ حالت سے زیادہ خوشگوار اور بہتر صورت میں بدل جائیگی ؎

جب خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب اپنا ایڈریس پڑھ چکے۔ تو مہاراجہ صاحب بردوان نے جو اس وقت حاضرین میں موجود تھے۔ حسب ذیل تقریر فرمائی :۔

تقریر مہاراجہ صاحب بردوان

جس وقت مجھے دعوتی خط اس موقع میں شریک ہونے کے لئے ملا۔ تو میں نے محسوس کیا کہ اس موقع پر شریک ہونا صرف میرا فرض نہیں ہے۔ بلکہ یہ فرض ہے کہ میں خوشی کے ساتھ اس میں شرکت اختیار کروں۔

ہندوستان کے ہر اس باشندہ پر کہ جو اپنا مادری وطن چھوڑ کر مغرب میں آتا ہے۔ یہ الزام لگایا جاتا رہا ہے۔ کہ وہ مغربی عجائبات کو دیکھ کر اپنے مذہب اور مذہبی جوش کو کھو دیتا ہے۔ مگر زمانہ یہ اشارہ کر رہا ہے۔ کہ ان ہندوستانیوں کو کہ جنھوں نے مغربی ممالک کو عارضی طور پر اپنی جائے رہایش بنایا ہے۔ اپنی مذہبی ضروریات کا احساس ہونا چاہیئے۔ اور جاننا چاہیئے کہ ان کا مذہب ان کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔ اپنی ایک ایسی

عبادت گاہ بنائیں۔ جہاں وہ تمام جمع ہو سکیں۔ اس لئے میرا آج یہاں آنا اور افتتاحی رسم مسجد لنڈن میں معاون ہونا میرے لئے موجب خوشی ہے۔ اور میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امام مسجد اور دوسرے مسلمان بھائیوں کا جو یہاں جمع ہیں۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انھوں نے مجھے اس شرکت کا موقع دیا ؛

اخبارات میں ہندو مسلمانوں کے اختلافات کے متعلق بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ جو یا تو اس وجہ سے ہے۔ کہ وہ جان بوجھ کر شرارت کرنا چاہتے ہیں۔ یا اس وجہ سے کہ برٹش دماغ کو پریشان کرنا ان کا مقصود ہے۔ لیکن ان لوگوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جب بھی اختلاف ہوتا ہے۔ تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نہ کہ کسی دنیاوی فائدہ اور شے کے لئے۔ باوجود ان سب باتوں کے پھر بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا اعلیٰ طبقہ اپنے اپنے فرائض کو خوب پہچانتا ہے۔ اور جاننا چاہیئے۔ کہ جو واقعات اس وقت ہندوستان میں ہو رہے ہیں۔ وہ عارضی ہیں۔ کیونکہ سچے ہندوؤں اور سچے مسلمانوں کے دل صاف ہیں (نعرہ ہائے مسرت و تالیاں) جیسا کہ میرے دوست خان بہادر آف پنجاب نے فرمایا کہ باوجود دوسرے اسلامی فرقہ کے ساتھ تعلق رکھنے کے مَیں نے یہاں آنا اور اس مسجد کی رسم افتتاح ادا کرنا جو کہ اس ملک میں احمدیہ سلسلہ کی انتہائی کامیابی کو ظاہر کر رہی ہے۔ اپنا فرض خیال کیا ویسے ہی اسی جوش اور اسی رُوح کے ساتھ میں بھی بحیثیت ایک غیر مسلم ہونے کے کھڑا ہُوا ہوں۔ کہ میں احمدیوں کو اس بہت بڑے کام کے لنڈن میں سرانجام دینے پر مبارکباد جو یا تو عرض کروں۔ اور اس وسعت قلب پر جو خان بہادر نے اس موقع پر مسجد کے افتتاح کرنے میں دکھائی۔ لب تشکر وا کروں۔ (نعرہ ہائے مسرت و تالیاں"

مہاراجہ صاحب کی تقریر کے بعد سر عباس علی بیگ نے مختصر تقریر کی۔ اور ایسے مبارک موقع پر اپنے حاضر ہونے کی خوشی کا اظہار کیا۔ ابھی ایک طرف سر عباس بیگ کی تقریر ہو رہی تھی۔ کہ یکایک مسجد کے ایک منارہ پر سے اللہ اکبر کی آواز آئی۔ اس موقعہ پر اس اذان کا فخر ملک غلام فرید صاحب کے حصہ میں آیا جو لنڈن کی سب سے پہلی مسجد کے منارہ سے سب سے پہلی مرتبہ فضا میں گونجتی ہوئی سننے والوں کے دلوں کے اندر گھستی چلی

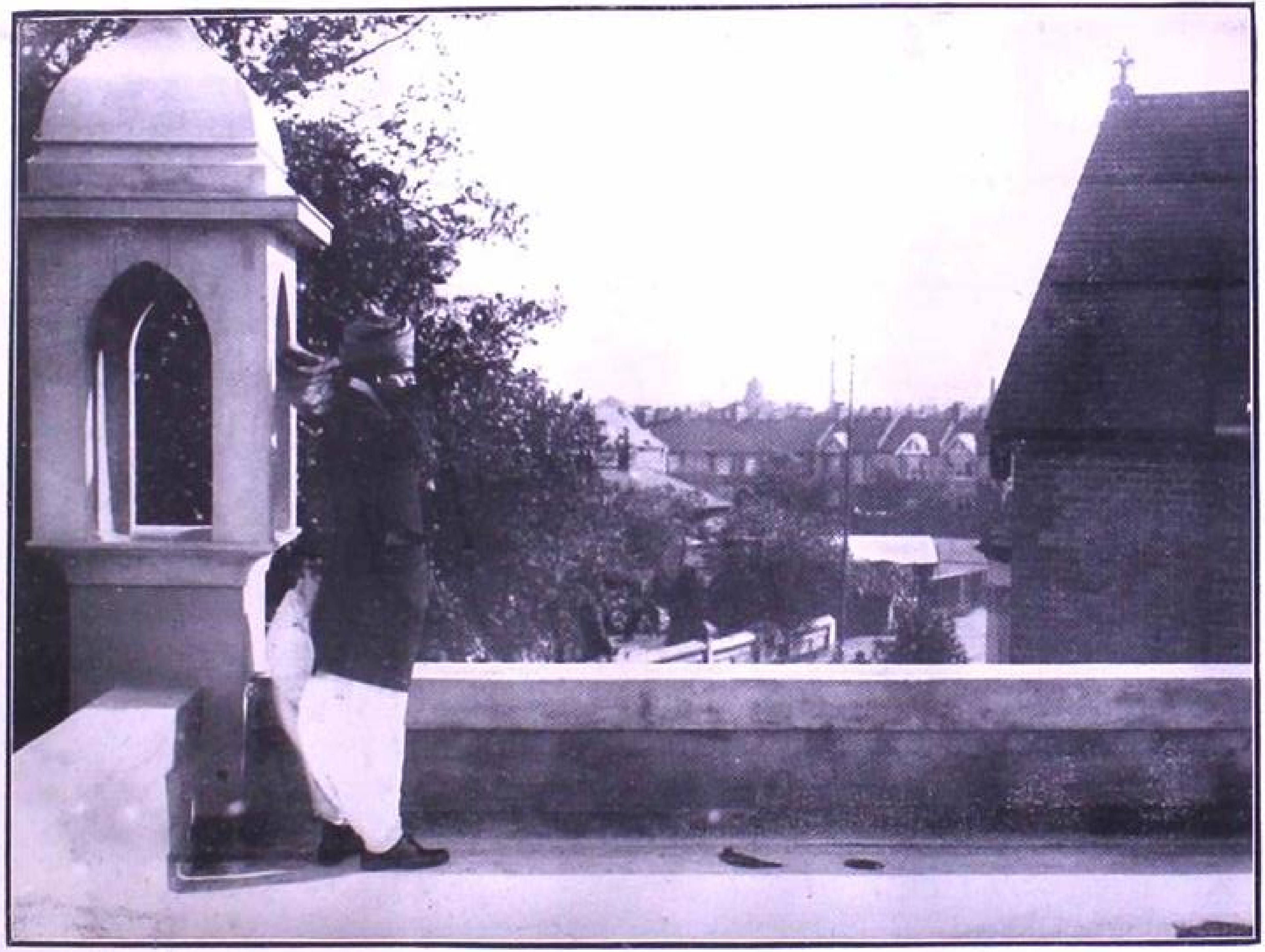

افتتاح کے بعد دس اکتوبر کو اذان کا نظارہ

گئی۔ حیّ علی الصلوٰۃ کی ندا پر خدائے واحد کے پرستار پروانوں کی طرح مسجد کی طرف دوڑے۔ ان نمازیوں کے سروں پر ترکی ٹوپیاں۔ عمامے طرپوش اور انگریزی ٹوپیاں اسلام کی متحد کرنے والی قوت کا پتہ دے رہی تھیں۔ کئی انگریزوں نے بھی فوارہ پر وضو کیا۔ منہ۔ ناک۔ چہرہ۔ ہاتھ اور پیر پانی سے صاف کیے۔ اور پھر بوٹ اتار کر صرف جرابوں والے پیروں کے ساتھ وہ مسجد کے اندر عبادت کے لیے داخل ہوئے مشرق نے لاانتہا دفعہ مغرب کی عظمت کے لیے اپنی ٹوپی اتاری ہوگی۔ مگر آج وہ پہلا دن تھا جب مغرب نے مشرق کی اقتدا میں خدائے واحد کی تعظیم کے لیے نہ صرف اپنی ٹوپیاں بلکہ بوٹ بھی اتار دیئے۔ امام نے مسجد کی طہارت اور صفائی کے خیال سے پہلے ہی وہاں انگریزی میں نوٹس لگا رکھا تھا۔

فاخلع نعلیک اناک بالواد المقدس

اور اس غرض کے لیے مسجد کے دروازہ کے اندر دو نو طرف بوٹ رکھنے کی جگہ بنائی گئی ہے۔

سنو کے قریب نمازی ہوں گے۔ جنھوں نے مسجد میں پہلی نماز پڑھی۔ اور وہ عصر کی نماز تھی۔ جو مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے کی اقتدا میں پڑھی گئی۔ اور جس کی پہلی اقامت کہنے کا فخر شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم کو حاصل ہوا۔ شیخ عبدالقادر صاحب اور سر عباس علی بیگ بھی شریک نماز ہوئے۔ سو چار بج گئے۔ نماز ختم ہوئی۔ مسلمان باہر آئے۔ اور اپنے غیر مسلم دوستوں کے ساتھ ملکر خیموں میں امام کی مہمان نوازی اور اس کی مبارکبادی میں حصہ لینے لگے۔ کئی لیڈیاں بھی اس تقریب میں شامل تھیں۔ اور امام جب اپنی تقریر میں بہنو اور بھائیو کہہ کر مجمع کو مخاطب کرتے۔ تو لوگ خوشی سے اچھل اچھل پڑتے :-

حاضرین میں سے بعض معززین کے نام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں :-

(۱) غیر ملکوں کے سفیر۔ کونسل جنرل حکومت بولویا کرنیل اینٹانسکو ملٹری اٹاچی ریاستہ رومانیہ لیگیشن چین کی سفارت کا اعلیٰ افسر۔ کمانڈر واکس ای ایڈس۔ یونان کے سفارتخانہ کا بحری اٹاچی ڈاکٹر سٹانیو حکومت سیلوسے ڈلا کا کونسل جنرل۔ کپتان نائگرن حکومت

فن لینڈ کا کونسل جنرل کمانڈر پرجی نزادہ ۔ شاہی اٹالین کونسل جنرل ۔ وائس کونسل ۔ ملک ہالینڈ ۔ لتھونیا کا کونسل ۔ سویڈن کا وزیر ۔ ڈاکٹر مے تیو جرمن سفارت خانہ کا سکرٹری ۔ کونسل جنرل لائبیریا ؛

(۲) لارڈ ۔ رائٹ آنریبل وائی کونٹ مرسی ۔ رائٹ آنریبل لارڈ مرسی ۔ رائٹ آنریبل لارڈ ڈرلّ ۔ رائٹ آنریبل لارڈ ایش فیلڈ پی سی ۔ جن کی تصویر بھی اس کتاب میں دی گئی ہے ۔ رائٹ آنریبل لارڈ سٹریتھس پی ؛

(۳) ممبران برٹش پارلیمنٹ ۔ کرنیل سر آرتھر ہال برو ک کے بی ۔ ای ۔ وی ۔ ڈی ممبر پارلیمنٹ ۔ سر ہری بریٹن کے ۔ بی ۔ ای ۔ سی ۔ ایم ۔ جی ممبر پارلیمنٹ سر پارک گاف ۔ کے ۔ سی ممبر پارلیمنٹ ۔ سر ہنری جیکسن ممبر پارلیمنٹ ۔ مسٹر جے ۔ ڈی ۔ کیلز کے ۔ سی ۔ رائٹ آنریبل جے ۔ ایچ ٹامسن جے پی سابق وزیر ۔ مسٹر اے ۔ ای ٹونسنر ۔ مسٹر پی جے ہنین ۔ مسٹر اے ای جوزف ؛

(۴) دیگر عمائد اور اعلیٰ آفیسر :۔ سر مائیکل اوڈوائر سابق گورنر پنجاب ۔ مسٹر ای اے سینٹ آبن ہالولی کے ۔ سی ۔ کونسل نائب امیر البحر ۔ واہم سی ۔ بی ۔ ای ۔ جے ۔ پی لفٹنٹ کرنل فورڈ سی ۔ بی ۔ ای ۔ لفٹنٹ جنرل ہینسن ۔ کرنل وکرس ڈنفی کیپٹن پی کلو ۔ ایلڈرمین اے ڈبلیو مے تھیاس جے ۔ پی میئر آف وینڈس ورتھ (جن کی تصویر شامل ہے ۔ اور جو لنڈن کے اس حصّہ کے میئر ہیں ۔ جس میں مسجد واقع ہے) مسٹر ولیم ہے وڈ جے ۔ پی ۔ مسٹر لیونرڈ شیپھرڈ جے ۔ پی ۔ مسٹر پی کلی فن ایم ۔ بی ۔ ای ۔ ڈی ۔ سی ۔ ایم ۔ مسٹر سی ۔ بی ۔ گمریس ۔ سی ۔ بی ۔ ای ۔ مسٹر ڈی اے نکلسن ۔ ایم اے کونسلر آف وینڈس ورتھ کپتان گارڈن کیننگ ۔ مسٹر این سی لین ۔ مسٹر ایم ہمفر مانچسٹر ؛

(۵) بعض لیڈیوں کے نام یہ ہیں :۔ لیڈی اوڈوائر ۔ لیڈی راس ۔ مس اے بی برادسٹ ایم اے ۔ پریزیڈنٹ این ۔ پی ۔ ایل ۔ مس ایم فرکوہارس سیکرٹری ۔ این ۔ پی ۔ ایل ؛

ان کے علاوہ بکثرت معزز عمائدین شامل ہوئے ۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب بردوان اور سر عباس علی بیگ کا نام آچکا ہے ۔ مسٹر سین سیکرٹری ہائی کمشنر آف انڈیا ۔ لارڈ ٹری وان

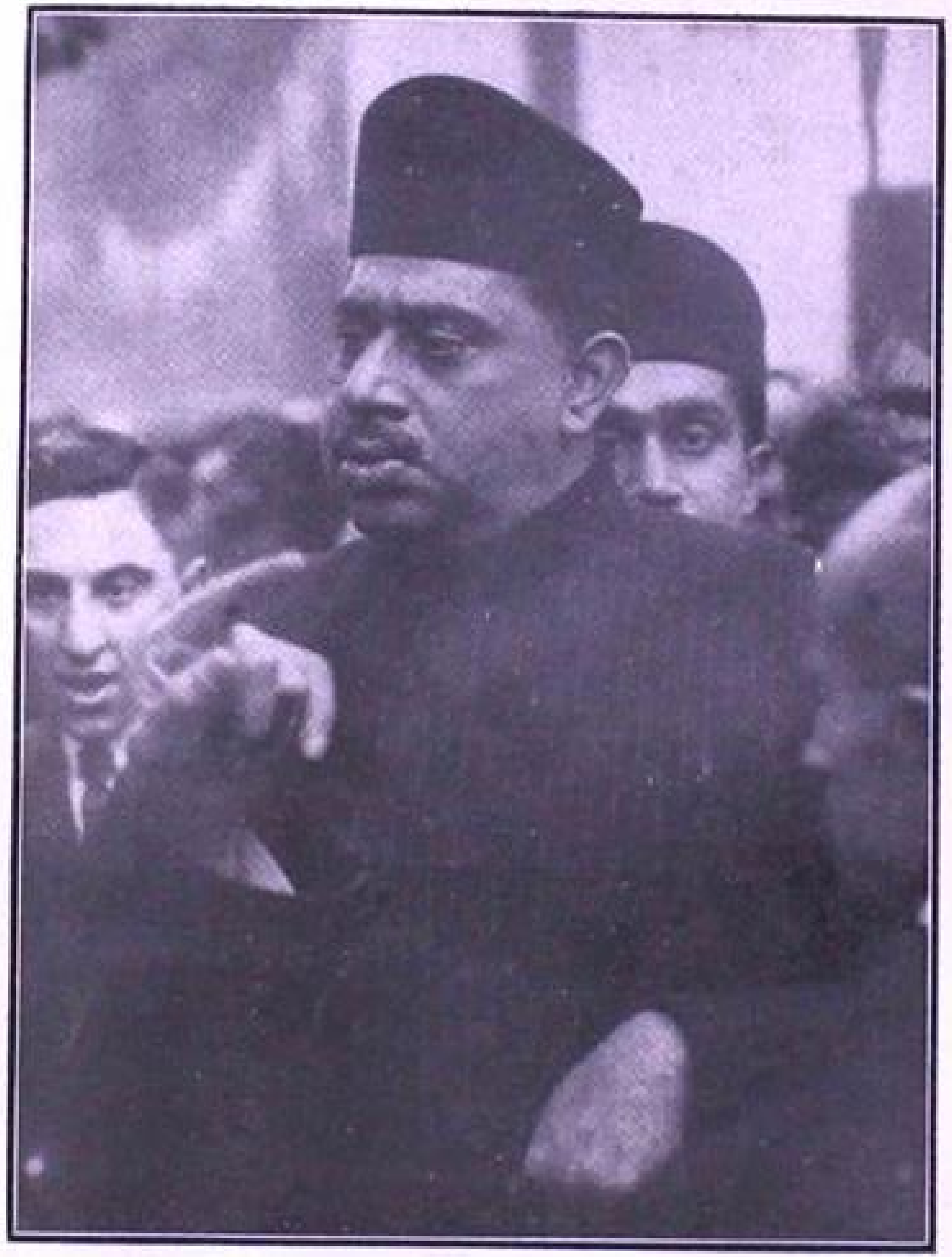

مہاراجہ بردوان افتتاح کے وقت

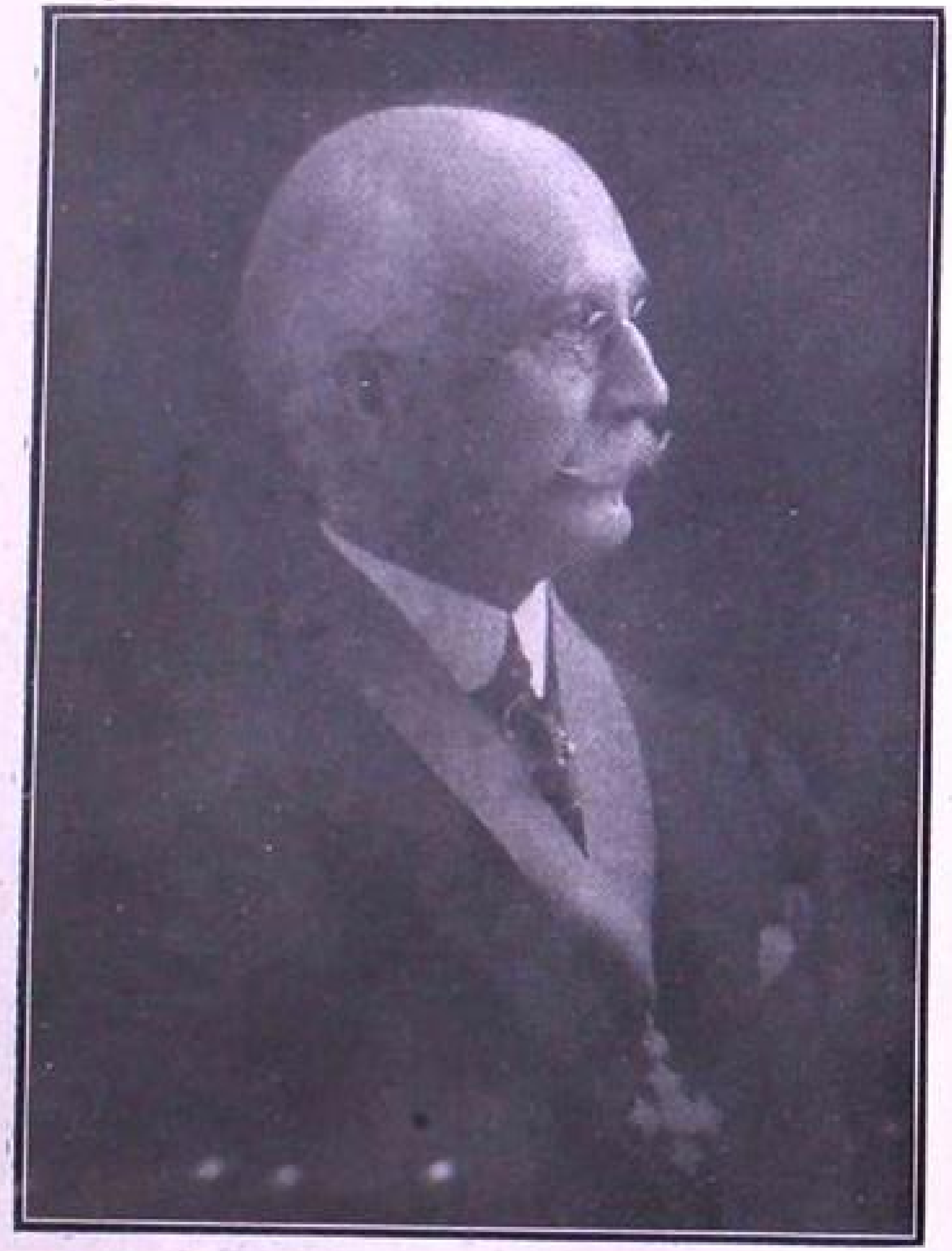

سر سیلفرڈ لنڈن سی بی ای

اور سر ہربری فاسٹر اور لارڈ لے۔ لارڈ ایسکوئتھ اور کئی دیگر نہایت معزز اصحاب نے مبارکبادی کے خطوط بھیجے۔ اور اپنے نہ حاضر ہو سکنے پر معذرت کی ؛

(۶) اخبارات کے نمائندوں۔ فوٹوگرافوں اور سینما والوں کا تو کہنا ہی کیا تھا۔ غالباً لنڈن کا کوئی اخبار نہ تھا جس کا نمائندہ اس تقریب کو دیکھنے اور اس پر رپورٹ کرنے کے لئے موجود نہ ہو ؛

(۷) ان کے علاوہ دُنیا بھر کے مختلف ممالک کے شرفاء وہاں موجود تھے۔ اور بعض تو ایسے تھے۔ جو انگلستان کے دور دور حصوں سے صرف اس تقریب میں شرکت کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ ڈنڈی۔ اڈنبرا۔ کیمبرج۔ اکسفورڈ ڈربی۔ بلیک پول۔ مانچسٹر لیسٹر وغیرہ سے مسلمانوں نے اس جلسہ میں شرکت کی ؛

(۸) چرچ آف انگلینڈ اور دوسرے متعدد کلیساؤں کے پادری بھی اس تقریب میں دلچسپی کے ساتھ شامل ہوئے۔ ریفرشمنٹ وغیرہ کے بعد لوگوں نے امام اور اس کے رفیقوں کو اس کامیاب تقریب پر مبارکبادیں دیں۔ اور نہایت گرمجوشی سے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ اور اس طرح یہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ چار انگریزوں نے اس تقریب سعید

پہلا ثمر

پر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ جن کے نام مسٹر کنگ۔ مسٹر ٹنل۔ مسٹر کاڈپ اور مسز الیبی جاورڈن ہیں۔ اور یہ اس مبارک تقریب کا پہلا ظاہری ثمر ہے۔ اللھم زد فزد۔

افتتاح مسجد سے لیکر سال ۱۹۲۶ء کے آخر تک انگریز مرد و عورت احمدی ہو چکے ہیں۔ جو معزز اور تعلیم یافتہ طبقہ کے ہیں

جلسہ تو ختم ہو گیا۔ اور اکثر مہمان بھی چلے گئے۔ مگر پھر بھی لوگوں کی دلچسپی اور شوق کم نہ ہوتا تھا۔ اور برابر جمگھٹا لگا رہا۔ اور اگر رات کے نو بجے کے بعد مسجد کا دروازہ بند نہ کر دیا جاتا تو لوگ جمع ہی رہتے۔ آج کا دن عظیم الشان کامیابی کا دن تھا۔ یہ تقریب کیا تھی۔ ایک لمعۂ آسمانی تھی۔ جس نے تمام انگلستان۔ مصر۔ عرب اور ہندوستان بلکہ تمام دنیا کو کئی دن تک جگمگائے رکھا۔ "دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا" ؛

اسمعو صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح ‏ ‏ ‏ نیز بشنو از زمین آمد امام کامگار

"میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

وقت سے پہلے کون کہہ سکتا تھا۔ کہ یہ تقریب بھی خدا کی اس وحی کے پورا ہونے کا باعث ہوگی۔ مگر چند ہی دن میں مسجد لنڈن اور جماعت احمدیہ کا ذکر دنیا کے ہر کونے اور کنارے تک پہنچ گیا۔ اور مسیح کی جماعت اسلام کے ناخلف فرزندوں سے ممتاز ہو کر دنیا کے سامنے آگئی کیونکہ خدا نے یہ بھی فرمایا تھا:۔ ما کان اللہ لیذر المومنین علیٰ ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیّب۔

اے خدا جس طرح تو نے اس مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر عظیم الشان کامیابی اور نصرت عطا فرمائی ہے۔ اسی طرح تو اپنے فضل اور رحم کے ساتھ حقیقی کامیابی اور نصرت بھی عطا فرما جس کے لئے یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ تو اس جگہ کو ہدایت کا سرچشمہ اور مغرب میں اپنے جلال اور توحید کی اشاعت کا مرکز بنا۔ اور اس ملک کے رہنے والوں کو اس کی برکت سے رُوحانی طور پر بھی ویسا ہی خوبصورت سفید اور نورانی کر دے۔ جیسا کہ وہ جسمانی طور پر ہیں آمین ؎

افتتاح کے بعد

رات ہوگئی۔ لوگ اپنے گھروں میں چلے گئے۔ بلکہ بستروں میں لیٹ گئے۔ مگر دن کا نظارہ ابھی تک ان کی آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے۔ اور دن کی باتیں ان کے کانوں میں ابھی سنائی دے رہی ہیں۔ یہی وہ ضروری اثرات و خیالات ہیں۔ جن سے ناظرین کو بھی واقف ہونا ضروری ہے چنانچہ چند ایسی باتوں کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ مسجد کے ہمسایہ میں ایک شخص رہتا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ کہ ان لوگوں نے کروڑوں روپیہ کی پبلسٹی (اشاعت) کر لی ہے۔ مسجد کے متعلق نوٹ لکھنے تو الگ بعض اخبارات نے اس کے متعلق خاص پوسٹر شائع کئے۔ مسجد کے انجینئر نے فون کیا۔ کہ افتتاح کی تقریب نے مجھ پر گہرا اثر کیا۔ اور جو خیالات میں نے سُنے۔ میں ان سے بہت متاثر ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام بہت پسند کیا گیا۔ جب پہلی اذان ہوئی۔ تو چاروں طرف ایک سناٹا چھا گیا۔ جس شوق جوش اور ذوق کا اس تقریب پر اظہار ہوا ہے۔ ویسا کبھی اس سرزمین میں کسی مذہبی جلسہ پر دیکھنے میں نہیں آیا۔ اور اس لحاظ

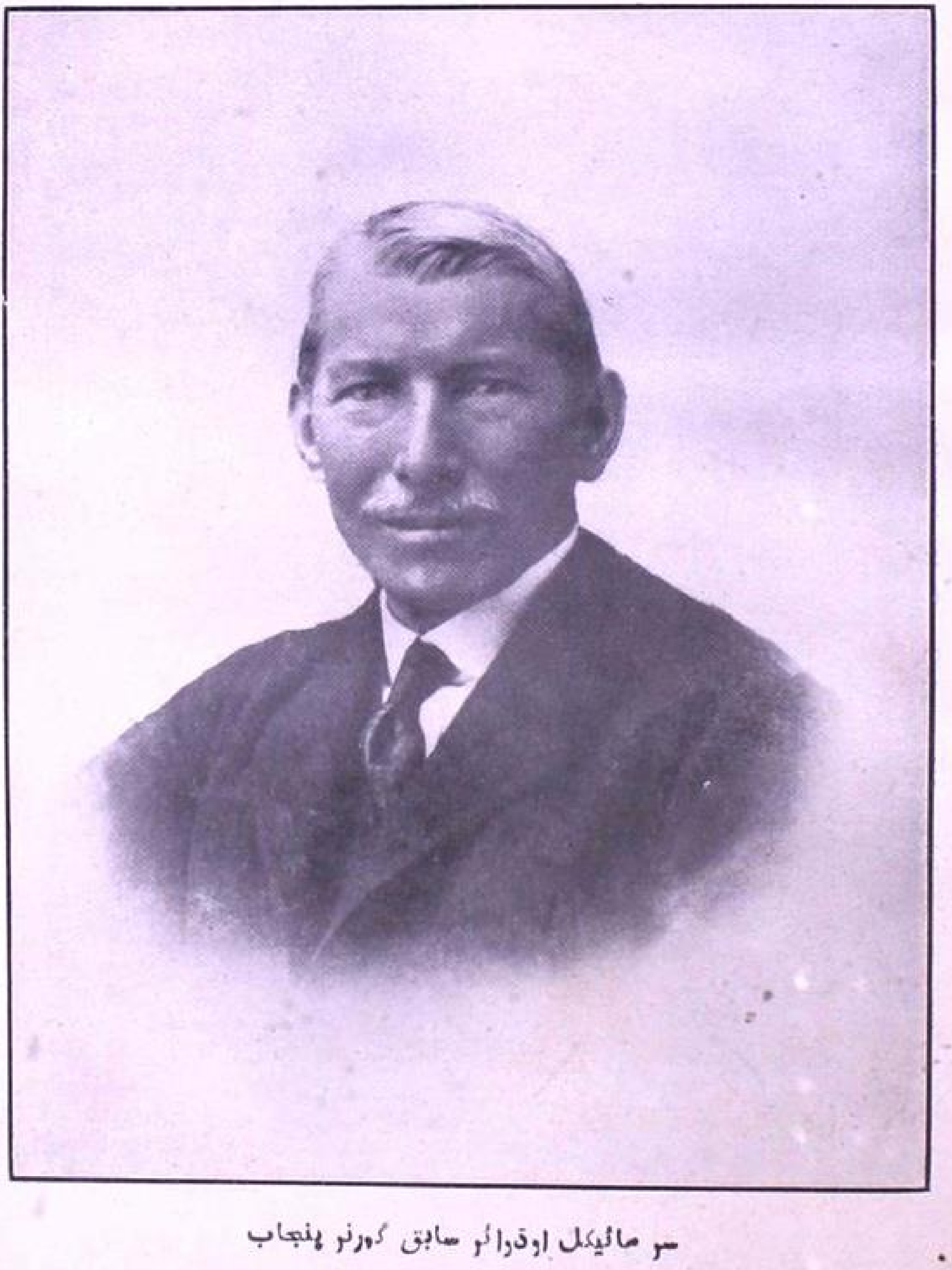

سر مائیکل اوڈوائر سابق گورنر پنجاب

سے کہ معزز ترین احباب اور ہر شعبہ زندگی کے برگزیدہ اصحاب موجود تھے۔ ایسی کامیابی اسلامی تقریب انگلستان کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوئی۔ مبصرین نے کہا۔ کہ آج کی تقریب نے اسلام کا جھنڈا باقاعدہ طور پر انگلستان کے دار السلطنت میں قائم کر لیا ہے۔ مہاراجہ صاحب بردوان ہندوستان کی غیر مسلم اقوام کے نمائندہ کے طور پر شامل ہوئے تھے۔ کسی نے ریمارک کیا۔ کہ امیر فیصل کے نہ آنے نے اس تقریب کو بہت زیادہ مشہور کر دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا پیغام طبع کرا کر تقسیم کیا گیا۔ ایک ہزار کی تعداد میں چھپوایا تھا۔ سب کا سب تقسیم ہو گیا۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ پھر بھی کثرت سے لوگوں کو نہیں ملا ؛

بعض لوگوں نے پوچھا۔ کہ نمازیں کس کس وقت پر ہوا کرینگی۔ اور کیا ہم آسکتے ہیں یا نہیں کئی نے جمعہ کے روز اور اتوار کے روز آنے کا وعدہ کیا۔ ایک آدمی نے کہا کہ آپکے خیالات ایسے اچھے ہیں۔ کہ میں اپنے آپ کو آپ کی جماعت میں ہی سمجھتا ہوں۔ مسجد میں پہلی نماز تقریباً ایک سو آدمیوں نے پڑھی۔ ایک ہمسایہ نمازیوں کو دیکھ کر مارے جوش کے رہ نہ سکا۔ اور بوٹ اتار کر صفوں میں جا داخل ہوا۔ اس نے بعد میں بتایا۔ کہ میں ایک صف میں کھڑا تھا اور آنکھیں بند کر کے دعا کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آنکھ کھولی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ اکیلا کھڑا ہوں باقی سجدے میں تھے۔ کہنے لگا۔ میں شرمندہ سا ہو گیا۔ مگر خیر دعا تو ہو گئی بہت خوش تھا ؛

شیخ عبد القادر صاحب نے جس وقت اپنی تقریر میں کہا۔ کہ وہ باوجود احمدی نہ ہونے کے اس بات کو فخر سمجھتے ہیں۔ کہ اس موقعہ پر شامل ہوئے۔ تو لوگ بہت خوش ہوئے۔ اور خوب چیرز دیئے۔ اسی طرح جب مہاراجہ صاحب بردوان نے کہا۔ کہ اس کا فرض تھا کہ وہ آتا۔ تو اس وقت بھی خوب چیرز دیئے گئے ؛

غیرت مند ہندی اور مصری مسلمان امیر فیصل کو بہت برا بھلا کہتے تھے۔ اور بعض نے کہا۔ کہ تماشے دیکھنے ٹھیرتا ہے اور مسجد میں نہیں آسکتا۔ کئی لوگوں نے کہا کہ ۲۵ سال پہلے اس ملک میں ایسا اجتماع ہونا ناممکنات سے تھا۔ لوگ یہ بھی کہتے تھے۔ کہ اچھا ہوا امیر فیصل نہ آیا۔ اگر وہ آتا۔ تو لوگوں کی توجہ صرف اس کی طرف ہوتی۔ مگر اب صرف مسجد

اور سلسلہ کی طرف ہے ٭

خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب نے بہت جرات سے کام کیا۔ وہ مسٹر فلبی کو کہتے تھے۔ کہ ابن سعود کا کیا نقصان تھا۔ اگر وہ فیصل سے مسجد کا افتتاح کرا دیتا۔ اس کو تو اتنا بھی اندیشہ نہیں ہے جتنا مجھے ہو گا۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ یہ حق بات ہے۔ اگر مجھے نقصان پہنچے بھی۔ تو میں پرواہ نہیں کروں گا ٭

معززین کے طبقہ میں سے کوئی شخص بغیر امام سے ملے اور مصافحہ کئے اور مبارکباد دئے نہیں گیا۔ مہمانوں کے چہروں پر عجیب انبساط اور خوشی تھی ٭

اس کے علاوہ افتتاح کے وقت سے آج تک یہ حال ہے۔ کہ جس وقت دیکھو چار پانچ آدمی مکان کی دیوار کے ساتھ چپٹے کھڑے مسجد کو دیکھ رہے ہیں۔ اور اذان سننے سے تو سیری ہوتی ہی نہیں۔ افتتاح کو کئی روز ہو چکے۔ مگر مبارکبادی کے خطوط کا سلسلہ ہی بند نہیں ہوتا۔ نمونہ کے طور پر مہاراجہ الور کا خط درج ذیل ہے جو ان دنوں سکاٹ لینڈ کی طرف تشریف رکھتے تھے ٭

مہاراجہ الور کا پیغام مبارکباد

آپ کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"جناب من! مجھے ہز ہائی نس نے ہدایت فرمائی ہے۔ کہ میں آپ کے دعوتی خط مورخہ ۳۰ ستمبر کی رسید دوں۔ ہز ہائی نس آپ کی اس دعوت شمولیت کے شکر گذار ہیں۔ اور وہ ان جذبات کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو آپ نے ہز ہائی نس کے متعلق ظاہر کئے ہیں۔ کہ وہ اپنی رعایا کے مختلف مذاہب کے لوگوں کے ساتھ یکساں محبت کا برتاؤ رکھتے ہیں۔ ہز ہائی نس جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ فی الحال سکاٹ لینڈ میں بہت دور ہیں۔ اس اثناء میں آپ کی چٹھی اس قدر تاخیر سے ملی۔ کہ افتتاح کی تاریخ ۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء گذر چکی ہے۔ اس لئے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ اس تقریب پر ہز ہائی نس کی شمولیت ناممکن ہو گئی تھی۔ تاہم ہز ہائی نس آپ کو اور آپ کی جماعت کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ آپ نے مسجد کے نام سے ایک عبادت گاہ بنائی ہے جہاں ہم سب کے محبوب اور مشترک رب العالمین کا ذکر و عبادت ہو گی۔ فقط" ٭

سر ہیلری جیکسن و ڈاکٹر نوبلز ایم ڈی

سینما والوں نے فلم لیکر فوراً ہی لنڈن میں دکھانی شروع کردی۔ اور اس کا عنوان رکھا "لنڈن کی عظیم الشان مسجد کی رسم افتتاح"۔ یہ فلم لاہور میں بھی ماہ نومبر کے آخر میں دکھائی جا چکی ہے۔ اور اب تک ہر اس ملک میں جہاں سینما کا انتظام ہے۔ لوگوں کو یہ سین دکھایا جا چکا ہوگا ؛

امام مسجد فرماتے ہیں۔ پریس نے جو دلچسپی دکھائی ہے۔ وہ اخبارات سے واضح ہے۔ صبح شام اور رات کے بارہ بجے تک نمایندے آتے رہے ہیں۔ فوٹو گرافر تو اتنے آئے ہیں کہ شاید ہی دنیا کا کوئی حصہ ہوگا۔ جہاں مسجد کا فوٹو نہ پہنچا ہوگا۔ کئی مصور کھڑے تصویریں بناتے رہے ہیں۔ کوئی سڑک پر کھڑا ہے۔ کوئی باغ کے اندر۔ کوئی کسی جگہ۔ ایک مصور نے اندرونہ مسجد کی تصویر اُتاری۔ یہ تصویر لنڈن کی ایک نمائش میں بھیجی گئی۔ امریکہ۔ افریقہ۔ آسٹریلیا اور ہالینڈ کے پریس کے نمایندے عجیب عجیب سوالات کرتے رہے۔ غرض کہ دنیا کے کناروں تک مسیح موعود کا نام پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ؛

جماعت کی شہرت اس قدر بڑھ گئی ہے۔ کہ یہاں ایک عالی شان ہسپتال امراض مخصوصہ منطقہ حارہ کا ہے۔ ان لوگوں نے ہمارے دوستوں کو چائے پر بلایا۔ اور پھر تمام ہسپتال کی سیر کرائی۔ اور دوسرے دن ان کا ایک آدمی ایک کتاب لیکر آیا۔ کہ اس پر بطور یادگار کے اپنے دستخط کر دیں کئی شوقین لوگ چپکے چپکے آکر مسجد کا فوٹو کھینچ کرلے جاتے ہیں۔ اور کئی پہلے اجازت لیتے ہیں۔ پھر فوٹو کھینچتے ہیں۔ اور پھر بہت خوش ہوتے ہیں ؛

امیر فیصل مسٹری

امیر فیصل سے اگر کوئی آج جا کر پوچھے۔ کہ اس کو مسجد کے افتتاح کے حالات معلوم ہونگے ہیں۔ تو وہ ضرور اقرار کرینگے۔ کہ ان سے ایک سخت ناقابل تلافی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسا احساس افتتاح کے بعد خود امیر فیصل کو ضرور ہوا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ انہوں نے اپنی غلطی اور شرمندگی کو کسی حد تک مٹانے کیلئے امام کے نام ایک خط بھیجا۔ جس میں

افتتاح کی کامیابی اور اس کوشش کے بار آور ہونے کی دعا کرتے ہوئے اپنے شامل نہ ہو سکنے پر بہت رنج و افسوس کا اظہار کیا۔ اور ان کے خاندان کے ایک سرگرم انگریز دوست مشہور مسٹر فلبی نے مولوی درد صاحب کو اپنے ایک خط میں لکھا:۔

"میں آپ کو دلی مبارکباد اس عظیم الشان کامیابی پر عرض کرتا ہوں۔ جو آپ کو اپنی مسجد کے افتتاح پر حاصل ہوئی ہے۔ یہ بڑا عالیشان موقعہ تھا۔ جس میں حاضر ہونے کا مجھے بہت فخر ہے۔ اور میں آپ کو پھر یقین دلاتا ہوں۔ کہ کوئی شخص بھی مجھ سے زیادہ اس افسوسناک تاریک دل پر شکستہ خاطر جو افتتاح کے وقت اس تقریب پر چھا رہا تھا۔ مگر اس نے اس کی رونق اور چمک دمک کو کسی طرح کم نہیں کیا تھا۔ اور یہ رونق جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا شہزادہ کی موجودگی یا عالم سفلی کے بڑے لوگوں کی حاضری پر منحصر نہ تھی۔ ذاتی طور پر مجھے بہت رنج ہے۔ کہ ابن سعود نے اپنے آپ کو اسلامی دنیا کا لیڈر ظاہر کرنے کا ایک نہایت بیش قیمت موقع ہاتھ سے کھو دیا۔ اور یہ نقصان اس کا ہوا۔ نہ آپ کا۔ مگر ہم کو امید رکھنی چاہیئے۔ کہ ناگوار باتوں میں سے بہتری نکل آتی ہے۔ اور یہ کہ عالم اسلامی اب اتحاد کی ضرورت کو اچھی طرح محسوس کرے گا۔"

امیر فیصل کیوں شریک جلسہ نہ ہوا

اس سوال کا جواب بہت آسان ہے۔ یہ عذر کہ سلطان ابن سعود کو مسجد کے افتتاح کے لیئے وعدہ کرتے وقت معلوم نہ تھا۔ کہ یہ مسجد احمدیوں کی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اول تو ان کو معلوم تھا۔ پھر ان کا عذر یہ نہیں تھا۔ کہ میرا اجازت نہ دینا ان لوگوں کے احمدی ہونے پر مبنی ہے۔ بلکہ اس کی وجہ اس کے اعلان میں الاہرام کا وہ مضمون تھا جس میں غلطی سے یہ شائع کر دیا گیا تھا۔ کہ یہ مسجد تمام مذاہب کی عبادت گاہ ہے۔ جب اس کی تردید اچھی طرح بذریعہ تار کے سلطان ابن سعود کے سامنے کر دی گئی۔ تو انہوں نے اپنی طرف سے امیر فیصل کو اجازت دیدی۔ مگر ہندوستان کے بعض مسلمانوں نے ہندوستان سے سلطان کے نام تار دی اور شاید مکہ کے اور عمائد کو بھی دیئے ہونگے۔ غرض یہ کہ سلطان پھر متزلزل ہو گئے۔ اور

میئر آف وانڈس ورتھ

انہوں نے امیر فیصل کو لنڈن میں اطلاع دی۔ کہ معاملہ غور کے قابل ہے۔ تم اپنی ذمہ داری پر انگلستان کے دیگر مسلمانوں کے مشورہ سے یہ کام کر سکتے ہو۔ اس پر انگلستان میں ایک عجیب عبرتناک معاملہ ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ انگلستان کے وہ مسلمان جو فرقہ بندی کو اسلام کی جڑ کے لئے تبر خیال کرتے تھے۔ اور جو اپنے آپ کو دنیا بھر میں غیر متعصب اور قادیانی احمدیوں کو فرقہ بندی کے جھگڑے پیدا کرنیوالی جماعت کہا کرتے تھے۔ وہ خود آگے بڑھ کر کوشش کرتے ہیں۔ اور فارن منسٹر عبداللہ الدملوجی کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ جس طرح ہو سکے شہزادے کو اس افتتاح میں شامل نہ ہونے دے۔ یہ وہی لوگ ہیں۔ جو تعصب کا الزام آج تک ہم پر لگاتے رہے۔ مگر آج ان کی حقیقت آشکارہ ہو گئی۔ اور نقاب اُٹھ گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ کون اس الزام کا مورد ہے:۔

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس ۔۔۔ توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند

غرض ان لوگوں کے مشورہ سے عبداللہ دملوجی فارن منسٹر حجاز نے یہ فیصلہ کر لیا۔ کہ شاہزادہ شامل تقریب نہ ہو۔ ممکن ہے۔ کہ بعض اور وجوہات بھی اس کی تائید میں ہوں مگر ہندوستان کے کٹر اور انگلستان کے غیر متعصب اور فرقہ بندی سے آزاد کہلانے والے مسلمانوں کی کوشش کا یہ ایک کرشمہ تھا۔ جو ظہور میں آیا۔ فیصل اور عبداللہ بے شک ان کے اثر میں آ گئے۔ مگر سب حالات معلوم ہونے کے بعد وہ دست تاسف ہی ملتے ہونگے لیکن اب وقت نکل چکا۔

خیالِ زلفِ بتاں میں نصیر پیٹا کر ۔۔۔ گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

مگر کیا تقریب افتتاح میں کوئی نقص یا کمی آئی۔ حاشا و کلا ہرگز نہیں۔ افسوس! کہ جگہ کی کمی تھی ورنہ آدمی تو اتنے آئے تھے۔ کہ اس سے چار گنا قطعہ باغ بھی ان کے لئے کافی نہ ہوتا۔ اگر شاہزادہ آتا۔ تو لوگوں کی توجہ کا کچھ حصہ اس کی طرف ہوتا۔ کیونکہ وہ ایک غیر ملک کا بادشاہ اور ایک بادشاہ کا لڑکا تھا۔ لیکن اب جو ہوا۔ اس میں خالص مسجد اور مسجد کے بانی کی طرف لوگوں کا خیال رہا۔ بلکہ شاہزادہ کے نہ آنے کی وجہ نامعلوم رہنے اور عین وقت پر اس کا شرکت سے انکار کر دینے کی وجہ سے یہ تقریب پبلک کے لئے بہت زیادہ دلچسپ اور مشہور ہو گئی

اور یہی مقصد تھا ؀

انگلستان کی پبلک اور وہاں کے اخبارات نے فیصل کے اس فیصلے پر جو لے دے کی ہے وہ بذاتِ خود دلچسپ ہے۔ کوئی لکھتا ہے۔ کہ اختلاف عقائد کی وجہ سے یہ شقاق پیش آیا ہے۔ اور یہ کہ احمدی جماعت وسیع الحوصلہ اور غیر متعصب جماعت ہے۔ کوئی تحریر کرتا ہے کہ شہزادہ نے سمجھا۔ کہ یہ مسلمانوں کی مسجد نہیں ہے۔ حالانکہ یہ خیال تک بے ہودہ ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ دوسرے لوگوں نے سلطان کو غلط فہمی میں ڈال دیا۔ ٹائمز لکھتا ہے۔ کہ شاہِ حجازنہ کا فیصلہ حیرتناک ہے۔ کیونکہ اس نے مدت پہلے اگست میں ہی مسجد کے افتتاح کا وعدہ کر لیا تھا۔ اور احمدی جماعت کا تعلق اسلام کے ساتھ اچھی طرح تحقیق کر کے پھر وعدہ کیا تھا ؀

ڈیلی ٹیلیگراف لنڈن لکھتا ہے۔ کہ شہزادہ کا یہ فعل اُن مسلمانوں کی کوشش کا نتیجہ ہے جو احمدی جماعت کو کافر سمجھتے ہیں۔ کسی ایک اخبار نے بھی شہزادہ کے اس فعل کو مستحسن نہیں ٹھیرایا۔ بلکہ اس کی نکتہ گیری ہی کی۔ اور سب نے اسے غلط پالیسی کی طرف منسوب کیا۔ اور یہی حق تھا۔ زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو ؀

فیصل مسٹری کی اصلی حقیقت

نمونہ خلق عظیم۔ نمونہ اخلاق محمدی

اب حقیقی مسٹری بھی سُن لیجئے۔ وہ یہ کہ منشائے الٰہی یوں تھا۔ کہ ایک شاہزادہ کے نام کی وجہ سے پہلے تو لوگوں میں اعلان اور دلچسپی کی صورت پیدا کرے۔ پھر اس کے انکار کی وجہ سے اس اعلان اور دلچسپی کو ہزاروں گنا زیادہ کر دے۔ اور دُنیا پر واضح کر دے۔ کہ اس کے گھر کی شہرت کسی مشہور انسان کے احسان کی مرہونِ منت نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے یہ خود خدا کا احسان ہے۔ کہ وہ کسی بندے کو ایسی خدمت کی توفیق دے۔ اور پھر اس خدمت کی سعادت کی وجہ سے اپنے گھر کے نام کے ساتھ اس شخص کے نام کو بھی اطراف عالم میں

مشہور کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سلطان نے پہلے اس خدمت کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ مگر سلسلہ کے دشمنوں نے مکر کیا۔ اور اسے روک دیا۔ تاکہ مسجد کی شہرت عالمگیر نہ ہو جائے۔ مگر خدا نے ان کے اس مکر کو ہی زیادہ شہرت کا موجب بنا دیا۔ اور ان کی تمام آرزوؤں پر پانی پھیر دیا۔ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین

اِدھر تو آپ نے یہ ملاحظہ کیا۔ کہ امیر فیصل نے معاہدہ کی پابندی نہ کی۔ اور آخر وقت تک اصل بات کا پتہ نہ دیا۔ امام اور اس کے رفقاء کو سخت تشویش میں ڈالے رکھا۔ پھر عین وقت پر جواب دیدیا۔ ادھر یہ ملاحظہ ہو۔ کہ جب اسکی لنڈن سے روانگی کا وقت آیا۔ تو امام کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طرف سے اس مضمون کا تار ملا۔ کہ باوجود وقت پر انکار کر جانے کے چونکہ ابن سعود نے امیر فیصل کو صرف مسجد کے افتتاح کی خاطر اتنا دور دراز کا سفر کرایا۔ اور شہزادہ نے اس سفر کی تکلیف اُٹھائی ہم کو چاہیئے۔ کہ ان کا شکریہ ادا کریں۔ اور اس طرح گرم جوشی سے شہزادہ کو لنڈن سے رخصت کریں۔ جس طرح اس کا استقبال کیا گیا تھا۔

اخبارات اور رائے

اس تقریب سعید کے متعلق جو کچھ انگلستان اور دنیا کے اخبارات نے لکھا ہے۔ اس کا نمونہ مشتے از خروارے درج کرنا شائقین کی واقفیت کے لئے اشد ضروری ہے۔ جو کچھ وہاں کے اخبارات نے لکھا ہے وہ تو اتنا ہے۔ کہ انگلستان میں کوئی فرد بھی باقی نہیں رہا۔ جو اخبار پڑھنے کا عادی ہو۔ اور اس کو لنڈن کی مسجد کا علم نہ ہو۔ کوئی اخبار نہ لنڈن کا نہ بیرونجات کا ایسا ہے۔ جس میں دو دو تین تین بار مسجد کے متعلق نہ لکھا ہو۔ اور کوئی اخبار ایسا نہیں رہا۔ جس میں فوٹو چھپتے ہوں۔ اور اس میں مسجد کا فوٹو نہ چھپا ہو۔ لنڈن ٹائمز سے لیکر انگلستان کے دور دراز گاؤں اور قصبوں کے نہایت معمولی اخبارات میں بھی مسجد کے فوٹو اور اس کے متعلق نوٹ نکلے ہیں۔

یہی حالت یورپ کے دیگر ممالک اور اس کے بعد ہندوستان اور دیگر ممالک کے اخبارات کی ہوئی ہے ؛

اقتباسات از اخبارات انگلستان

(ایوننگ سٹینڈرڈ - مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۶ء)

لنڈن کی نئی مسجد

مُسلمانوں کی نئی مسجد واقع سوتھ فیلڈ کا افتتاح امیر فیصل ۳ اکتوبر کو کرینگے۔ امیر موصوف مکہ اللہ کے وائسرائے ہیں۔ اور ابن سعود شاہ حجاز کے دوسرے صاحبزادہ ہیں ؛

امام مسجد جناب اے آر - درد صاحب شہزادہ کے استقبال کے لئے لنڈن سے بلیمنھ تشریف لے گئے ہیں۔ شہزادہ موصوف خاص کر مسجد کے افتتاح کے لئے انگلستان آرہے ہیں۔ پہلی مرتبہ وہ سنہ ۱۹۲۱ء میں معاہدات صلح کے بعد بطور سفیر شہنشاہ جارج پنجم کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔

مسجد کی عمارت سفید اور عظیم الشان ہے۔ اس پر سمینٹ کی لپائی ہوئی ہے۔ اسمیں ایک بڑا سفید گنبد اور چار مینارے ہیں۔ میناروں پر سے مُومنین کو نماز کے لئے بلایا جائیگا۔ اس مسجد میں اور ایشیائی مساجد میں اتنا فرق ہے۔ کہ اس میں کئی ایک لمبی اور تنگ کھڑکیاں ہیں۔ جو گرجا کی کھڑکیوں کے مشابہ ہیں۔ مگر ان سے ذرا تنگ ہیں۔ عمارت میں رنگدار شیشے نہیں لگائے گئے۔ دروازہ کے اوپر ایک کتبہ ہے۔ جس پر کلمہ لکھا ہوا ہے۔ اس کو ایک انگریز نقاش نے ایک فوٹو سے تیار کیا ہے۔ دروازہ کے بالمقابل سیمنٹ کا ایک فوارہ ہے۔ جو وضو کے لئے ہے۔ دروازہ کے ہر دو جانب ایسی جگہ ہے جس میں مسلمانوں کے دستور کے مطابق نمازی نماز کے لئے داخل ہونے سے پیشتر جوتے اتارینگے۔ مکان کے اندر ایک محراب ہے۔ جس میں امام نماز کے وقت کھڑا ہوتا ہے۔ ایوننگ سٹینڈرڈ کے ایک نمایندہ کو یہ بتایا گیا ہے۔ کہ شہزادہ کی آمد کے لئے سب بندوبست مکمل ہو چکا ہے۔ قالین بچھایا گیا ہے۔ جو قالین مقدس کا

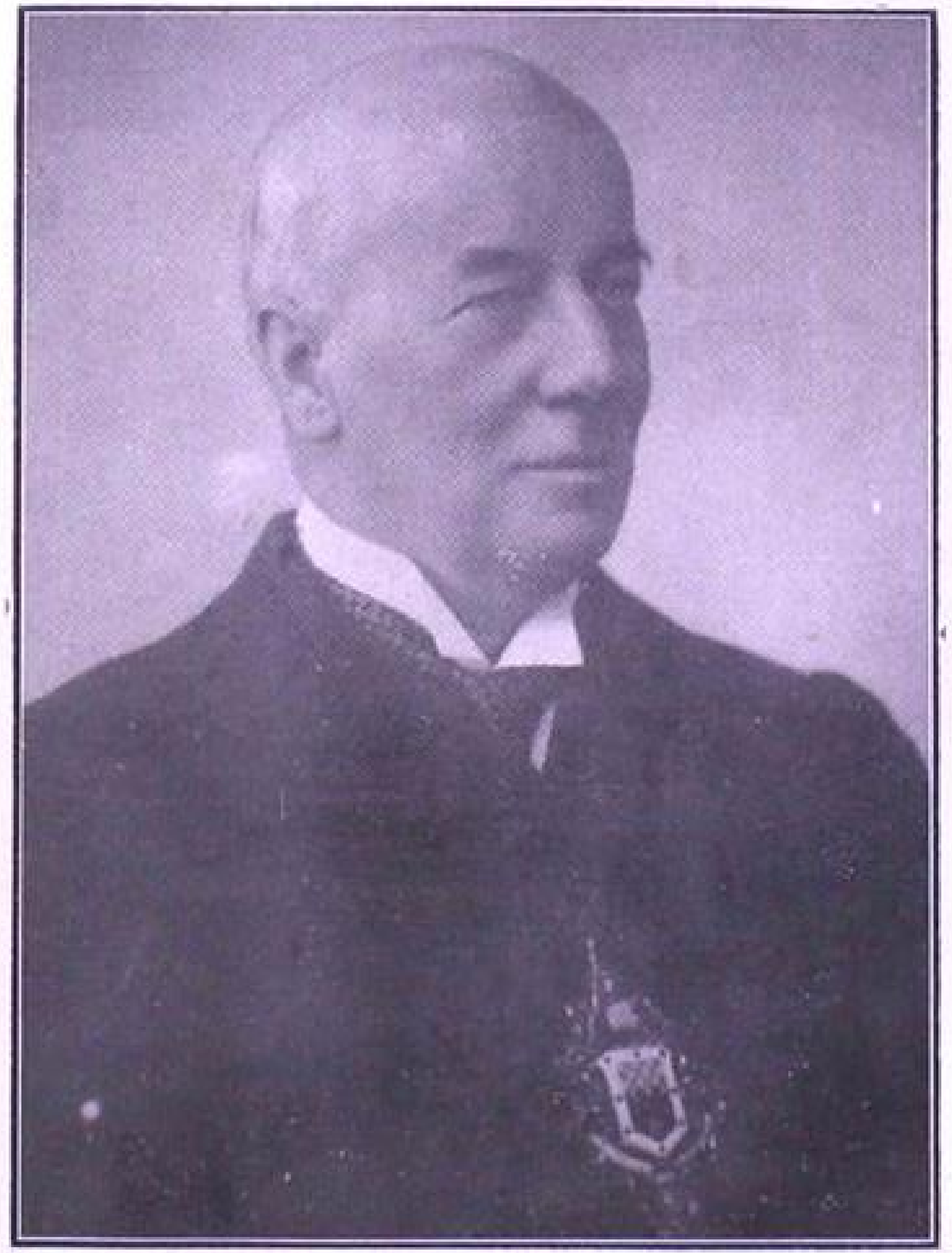

میو آف وانڈس ورتھ

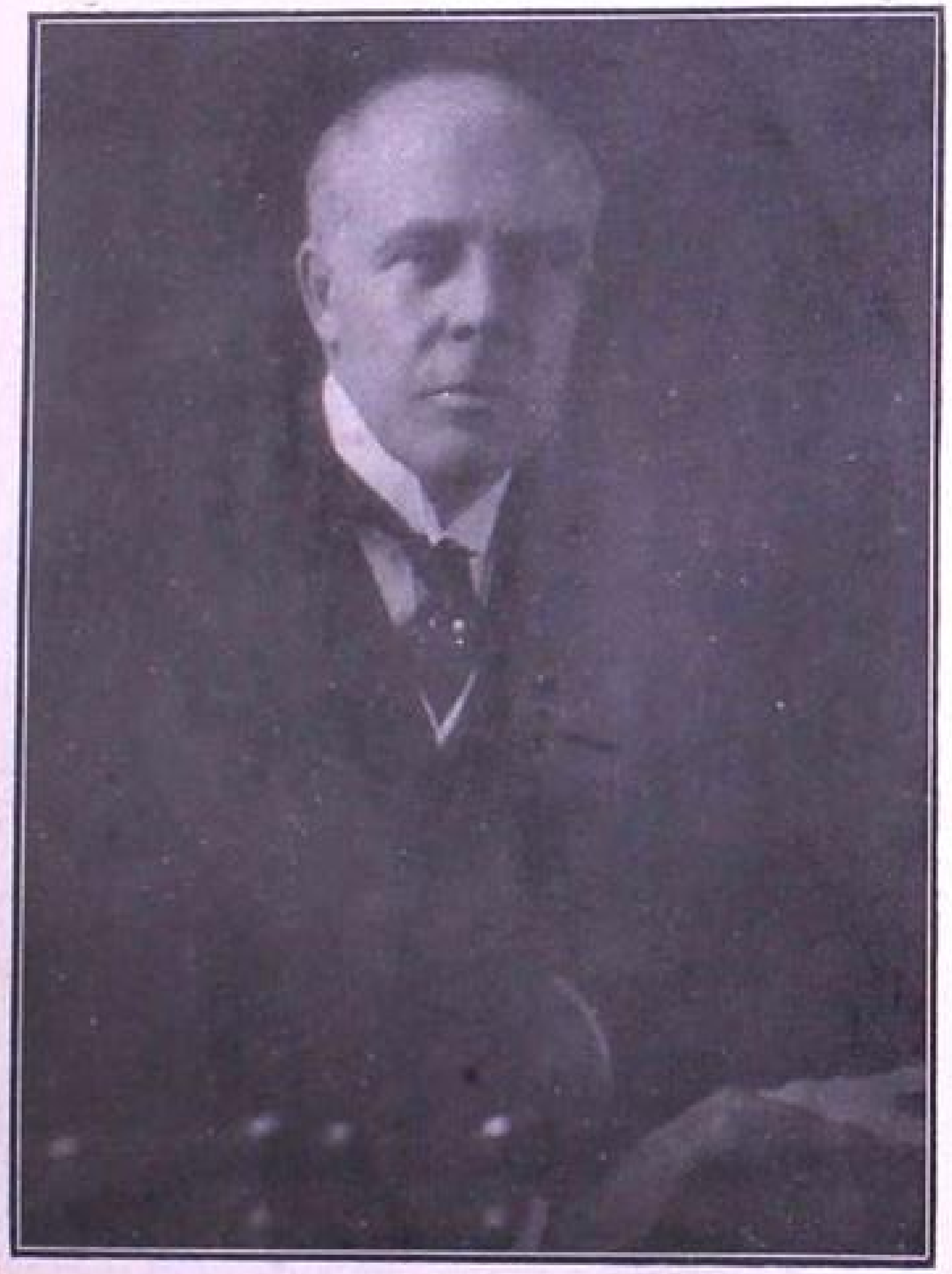

لارڈ ایش فیلڈ

قائم مقام ہے۔ ووکنگ میں ایک دوسری مسجد ہے۔ جو کہ اس سے چھوٹی ہے۔ اس کا اُس مسجد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس نئی مسجد میں ۱۷۵ نمازی سما سکتے ہیں۔ اس مسجد کو جماعت احمدیہ نے بنایا ہے۔ اس جماعت کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب نے ۱۸۸۹ء میں ڈالی تھی۔ یہ گروہ مذہبی بردباری کا بہت حامی ہے۔ تشدد اور مذہبی لڑائیوں کا مخالف ہے۔ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ تمام مذاہب میں رسول پائے جاتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کی وحدت کو ملکر پیش کرتے ہیں۔

(۲) ہل ڈیلی میل۔ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۶ء)

"مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب ہے۔ اور یہ دو کبھی نہیں ملیں گے"۔

مندرجہ بالا مقولہ کے ہم اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ بغیر سوچے سمجھے ہم اس کو ٹھیک مان لیتے ہیں۔ لیکن جب ہم یہ پڑھتے ہیں۔ کہ ایک احمدیہ مسجد سوتھ فیلڈ لنڈن میں کھولی جائیگی تو ہم شک کرنے لگتے ہیں۔ کہ کیا واقعی مشرق مغرب سے اتنا دور ہے۔ جتنا کہ ہم خیال کرتے تھے خوبصورت نوجوان امیر فیصل لنڈن کی پہلی مسجد کا افتتاح فرمائیں گے۔ آجکل چونکہ بازنطائن طرز کی معماری کا رواج ہے۔ بدیں سبب احمدیہ مسجد کے سفید گنبد مسیحی معبد کے درمیان بہت کم فرق معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے۔ کہ یہ ایک سیدھی سادھی اعلیٰ قسم کی عمارت ہے جس کے چاروں کونوں پر منارے ہیں۔ جہاں سے مؤذن نماز کے لئے مؤمنین کو بلایا کرے گا باغ کے حوض اور وضو کے فوارہ میں اگرچہ کچھ کام باقی ہے۔ لیکن ایسٹ وارڈ تک سب کچھ مکمل ہو جائیگا۔ دروازہ پر عربی اور فارسی کتبے ہیں۔ جس میں لکھا ہے کہ "صرف اللہ معبود ہے اور محمد اس کا رسول ہے"۔ مسجد کے اندر ایک موٹی قالین ہے۔ جس پر جوتے سمیت نہیں جاتے۔ جوتے اتارنے کے لئے بیٹھنے کی جگہیں دروازے کے قریب بنی ہیں بیٹھ کر نماز پڑھنے کا خیال ایشیائی ہے۔ لنڈن میں ۲۰۰۰ مسلمان ہیں۔ اور نئی مسجد میں صرف ۲۵۰ کے لئے جگہ ہے۔ یہ مسجد کافی نہیں۔ عورتوں کو مسجد میں نماز کی اجازت ہے مگر مردوں کے ساتھ مل کر نہیں۔ امام مسجد کا قول ہے کہ عورت کو جو حیثیت ہم نے دی ہے،

وہ اتنی بڑی ہے کہ ایشیا نے کبھی بھی اتنی بڑی حیثیت عورت کو نہیں دی۔ ہمارا خیال ہے مغربی اقوام افراط سے کام لیتی ہیں ؞

(۳) سنڈرلینڈ ڈیلی ایکو۔ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۶ء)

ایک نئی مسجد۔ سوتھ فیلڈ کی نئی مسجد کا افتتاح'

اسلامی دنیا میں ایک اہم واقعہ ہے۔ اس نئی مسجد کا افتتاح امیر فیصل کرینگے۔ جو سلطان ابن سعود کے صاحبزادہ ہیں۔ یہ مسجد اس ملک میں مسلمانوں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی پہلی مسجد ہوگی۔ ووکنگ میں بھی ایک مسجد ہے جس کو ایک انگریز نے بنوایا ہے۔ سوتھ فیلڈ کی نئی مسجد بہت بڑی ہے کیونکہ اس میں ۱۵۰ آدمی سما سکتے ہیں۔ اس کو احمدیہ جماعت نے تعمیر کیا ہے ؞

اس مسجد کا سنگ بنیاد ۱۹۲۴ء میں رکھا گیا تھا۔ جناب اے۔ آر۔ درد صاحب امام مسجد نے شاہ حجاز کو ایک نمایندہ بھیجنے کی دعوت دی۔ جس کے جواب نے امام مسجد کو مشکور کیا۔ کیونکہ شاہ حجاز نے اپنے لڑکے کو بھیجا ہے۔ جو چند دنوں میں پہنچ جائے گا۔ افتتاحی رسم کی ادائگی ۳ر اکتوبر کو ہوگی۔ مسٹر درد استقبال کے لئے پلے متھ جائیں گے اغلب ہے کہ افتتاح سے قبل استقبال کی جائیگی ؞

مسجد ایک بہت بڑی عمارت ہے۔ جس میں ایک گنبد اور اذان کے لئے چار منار ہے ہیں۔ اس مسجد اور ایشیائی مسجد میں فرق یہ ہے۔ کہ اس ملک کی آب و ہوا کو ملحوظ رکھ کر اسمیں گرجا کی طرز کی کھڑکیاں رکھی گئی ہیں۔ دروازہ کے دونوں جانب جوتے اتارنے کے لئے جگہ ہے۔ ایک محراب بھی ہے۔ جس میں امام نماز پڑھانے کے کھڑا ہوتا ہے۔ مسجد کے سامنے وضو کے لئے ایک فوارہ لگا ہے۔ دروازہ کے اوپر کلمہ لکھا ہوا ہے۔ جس کو ایک انگریز نقاش نے اصلی حروف کے عکس سے لکھا ہے۔ مسٹر درد نے کہا کہ تصویر کو بڑا کر کے اس کی نقل کی گئی ہے نقاش کی تعریف کی۔ کہا کہ اس کا کام اگر ایشیائی نقاش سے بہتر نہیں۔ تو برابر ضرور ہے ؞

سلسلہ احمدیہ کی بنیاد حضرت میرزا غلام احمد صاحب نے ۱۸۸۹ء میں ڈالی۔ ان کا

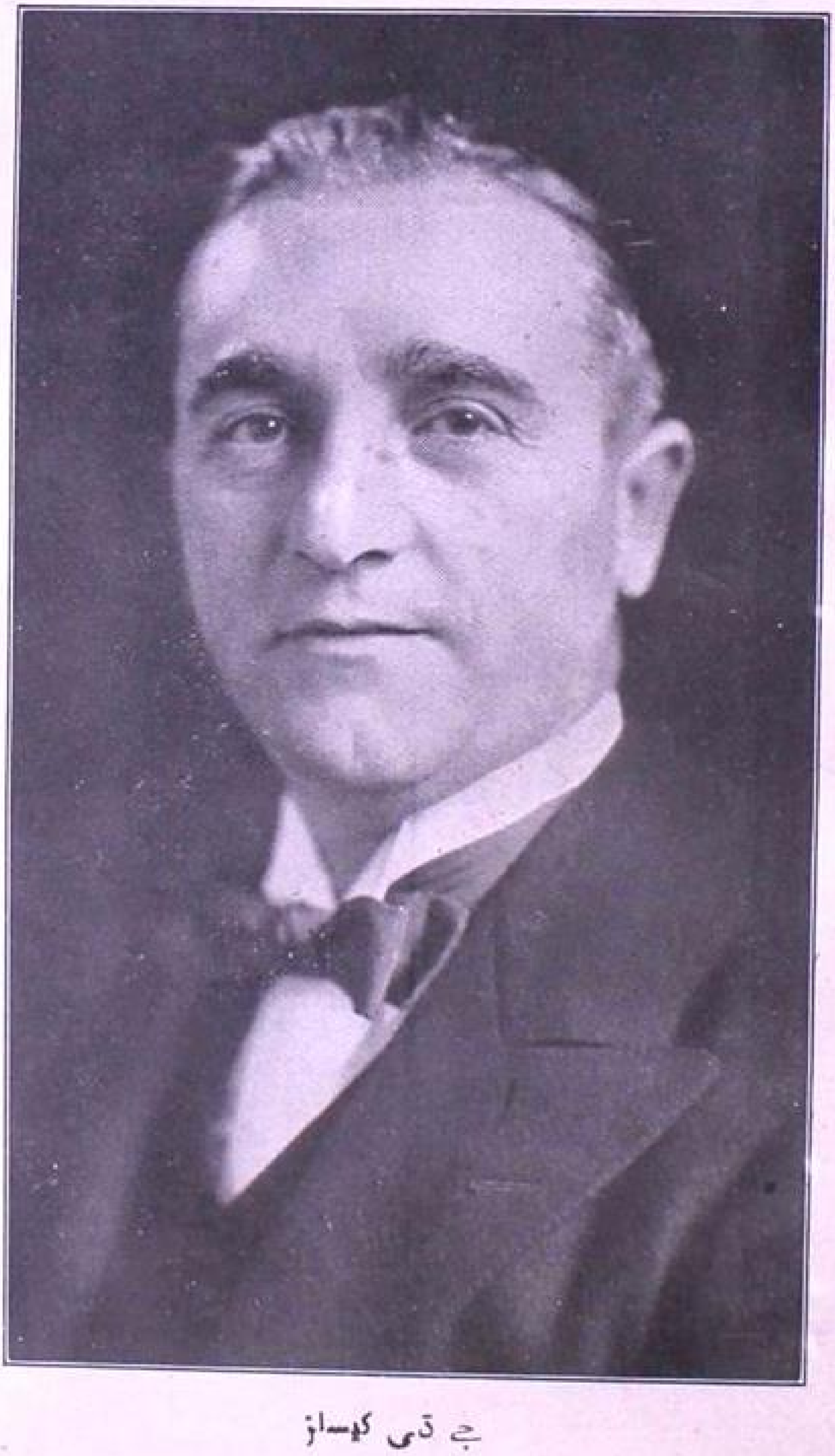

جے ڈی کھاز

اُصول یہ ہے۔ کہ تمام مذاہب میں رسول آئے ہیں۔ اور خدا کے ماننے میں سب مذاہب متفق ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کے برخلاف ان کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ آسمانی علوم کا چشمہ جو کہ قرآن میں ہے۔ ختم نہیں ہو چکا ؛

(۴) (ڈیلی ایکسپریس مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۶ء)

لنڈن میں مؤذّن کی اذان

مؤذن کی اذان یعنی (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) بہت جلد سنی جائیگی۔ لنڈن کی عمارات میں ایک مزید اضافہ سوتھ فیلڈ کی مسجد ہے۔ اس کی بنیاد فرقہ احمدیہ نے ڈالی ہے۔ یہ عمارت جو جزائر برطانیہ میں اپنی قسم کی ایک ہی عمارت ہے۔ ۱۷۵ آدمیوں کے لئے گنجایش رکھتی ہے۔ مسجد ایک سفید عمارت ہے جس پر سیمنٹ کی لپائی کی ہوئی ہے۔ اس میں ایک گنبد اور چار منارے ہیں۔ مناروں سے مؤمنین کو اذان دی جائیگی۔ اس میں اور ایشیائی مسجدوں میں فرق اتنا ہے۔ کہ اس میں لمبی اور تنگ کھڑکیاں رکھی گئی ہیں۔

دروازہ پر خاص قسم کے سیمنٹ کا بنایا ہوا ایک کتبہ ہے۔ جس پر کلمہ لکھا گیا ہے اس کو ایک انگریز نقاش نے ایک بڑی کی ہوئی تصویر سے کندہ کیا ہے۔ امیر فیصل اس مسجد کا افتتاح ۳ اکتوبر کو کرینگے۔ مسجد کے ایک کارکن نے کل ڈیلی ایکسپریس کے ایک نمایندہ کو کہا۔ کہ اس ملک میں اسلام کی کافی تبلیغ ہوتی ہے۔ نومسلموں کی تعداد خاصی بڑھ رہی ہے ؛

(۵) ویسٹ منسٹر گزٹ۔ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۶ء

مشرق اور مغرب نے مل کر شہزادہ فیصل کا پیڈنگٹن سٹیشن پر خیر مقدم کیا۔ شہزادہ فارن آفس کے مہمان ہونگے۔ استقبال کے لئے لنڈن کے مسلمان موجود تھے۔ بعض پگڑیاں پہنے ہوئے تھے۔ اور بعض ہندوستانی لباس میں تھے۔ پاپلر کوارٹر کے ہندوستانی ملاح بھی آئے تھے۔ ان سب نے فارن آفس اور دیگر افسروں کے ساتھ استقبال کیا۔

اس موقعہ پر مسجد کے سیکرٹری مسٹر ملک سوتھ فیلڈ کے لڑکوں کا ایک دستہ لیکر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں انگریزی اور عربی جھنڈیاں تھیں۔ ایک نیلے رنگ کے جھنڈے پر سنہری عربی عبارت میں یہ لکھا ہوا تھا " خدا ایک ہے۔ محمدؐ اس کا رسول ہے۔ اے شہزادہ ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں"۔ شہزادہ اپنے رفقاء کے ساتھ ہائڈ پارک ہوٹل کو روانہ ہوا اگلے مہینہ کے شروع میں شہزادہ فیصل ایک مسجد کا افتتاح کرینگے۔ جو مسلمانوں نے بنائی ہے ؏

(٦) برسٹل ایوننگ نیوز۔ مورخہ ۴ ۲ ستمبر ۱۹۲۶ء

موذن لنڈن میں

ہم عنقریب لنڈن کی مسجد کے مناروں سے موذن کی آواز سنیں گے۔ مسلمانوں کی عمارت سوتھ فیلڈ میں بنائی گئی ہے۔ جس کا افتتاح شاہ حجاز کے لڑکے امیر فیصل کرینگے۔ جو اس ہفتہ اس ملک میں آئے ہیں۔ اسلامی پروپیگنڈا کافی طور پر یہاں جاری ہے۔ اور یہ دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کہ انگریز نومسلموں کی تعداد جلد بڑھ رہی ہے۔ میں نے اس دعوے کے ثبوت میں کوئی اعداد و شمار نہیں دیکھے۔ نئی مسجد میں صرف ۱۷۵ نمازیوں کے لئے گنجائش ہے۔ جو مسلمانوں کی تعداد کے لحاظ سے ناکافی ہے۔ بلا شبہ یہاں انگریز نومسلم بھی ہیں جس میں سلطنت کا ایک لارڈ بھی ہے۔ اور ان کی نظروں میں مسجد کا بن جانا ایک ممتاز درجہ رکھتا ہے۔ اس ملک میں مذہبوں کی کثرت اب بھی اسقدر ہے۔ جتنی کہ پہلے تھی نئے فرقے بنتے رہتے ہیں۔ اور پرانے فرقے وسیع ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ قوم کی مذہبی زندگی روز افزوں ترقی پر ہے۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ مسجد کے بنائے جانے سے بعض کو صدمہ ہوا ہوگا۔ اور اونچے مناروں سے اذان کی آواز باشندوں کے کانوں پر پڑیگی۔ جو عجیب اور غیر مانوس ہوگی۔ عبادت کا طریقہ شروع شروع میں ہمارے لئے نیا ہوگا۔ لیکن ہم بہت جلدی اس سے مانوس ہو جائیں گے۔ یہ مسجد فرقہ احمدیہ نے بنائی ہے جو مذہبی بردباری کا حامی ہے۔ اور تشدد اور مذہبی لڑائیوں کا مخالف ہے۔ اس کا ایمان

ہے۔ کہ آسمانی علوم کا چشمہ جو قرآن شریف میں ہے۔ سوکھ نہیں گیا۔ بلکہ اب بھی جاری ہے مسجد کا افتتاح دلچسپ اور سبق آموز ہے ؎

ریفری۔ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء

منارہ اور مؤذن

خوبصورت نوجوان شہزادہ کے آنے اور لنڈن کی پہلی مسجد کا افتتاح کرنے سے نہ صرف مشرق و مغرب (کا) اتصال ہوگا) بلکہ افسانہ اور حقیقت کا بھی اتصال ہوگا۔ جیسا کہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ؎

حقیقت کو پورے طور پر جاننے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ مسجد کو اپنی آنکھوں سے دیکھا جائے۔ جیسا کہ میں نے کیا۔ عمارت بالکل سیدھی سادی خوبصورت اور گنبد والی ہے۔ ایک باغیچہ میں اس کا نصف حصہ پوشیدہ ہے۔ جن لوگوں کے خیال میں مسجد کے ساتھ غرناطہ والی گل کاری اور قاہرہ یا قسطنطنیہ والی شان و شوکت ضروری چاہیئے۔ ان کو اس مسجد سے کسی قدر صدمہ ہوگا۔ ونیٹ ہل کے ڈھلوانوں سے اس کا منظر بخوبی دکھائی دیتا ہے۔ پہاڑ کے گرداگرد کے نظارے کے بعد عین پہاڑ کے نیچے مسجد کا سفید گنبد دکھائی دیتا ہے۔ مسجد کے چاروں کونوں پر منارے ہیں۔ جو مومنین کو نماز کے واسطے بلانے کے لئے استعمال کئے جائیں گے۔ آج کل ہمارے گرجے بائی زینٹائین طرز پر بنے ہیں۔ اور احمدیہ مسجد میں بھی چمکدار کھڑکیاں موجود ہیں۔ وہ عیسائی عبادت گاہوں کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ سادہ پن اور اچھا مذاق اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ مسجد تقریباً مکمل ہے۔ باغ کے حوض اور وضو کے فوارہ کا ابھی بھرنا باقی ہے۔ دو انگریز مزدوروں کی مدد سے جو کہ دیوار کے پاس کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے امام مسجد کو دیکھا۔ مسٹر درد ہندوستانی مسلمان ہے۔ پگڑی پہنے ہے۔ اور ڈاڑھی رکھے ہوئے ہے۔ اگر وہ عینک نہ پہنے ہوتے۔ تو ایسا معلوم ہوتا۔ کہ گویا وہ الف لیلہ سے ابھی نکلکر آئے ہیں۔ بہت متانت اور اخلاق سے انہوں نے مجھے مکان دکھایا۔

دروازہ پر عربی اور فارسی کے کتبے ہیں۔ جن میں لکھا ہوا ہے کہ "صرف اللہ کی عبادت کرنی چاہیئے۔ اور محمد اس کا رسول ہے۔" اسمیں محمد رسول اللہ کی تکبیر یا بڑائی کی طرف اشارہ نہیں۔ بلکہ یہ بتایا ہے۔ کہ وہ معبود نہیں ۔"

مسجد کے اندر ایک موٹے نیلے رنگ کی قالین ہے۔ جس پر جوتے سمیت نہیں جاتے۔ روشنی بجلی کی ہے۔ کمرہ کو گرمی پہنچانے کا بندوبست کیا جائے گا۔ کوئی زیبائش کی چیز مسجد کے اندر نہیں۔ اور نہ کبھی رکھی جائیگی۔ اندر کوئی کرسی نہیں۔ صرف دروازہ کے پاس دونوں جانب جوتے اتارنے کے لئے چوکیاں ہیں۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا خیال میرے ایشیائی دوست کے چہرے پر مسکراہٹ لے آیا۔ وہاں کوئی ایسی چیز نہ تھی۔ جس سے رسومات کا پتہ چل سکے۔ صرف ایک محراب ہے۔ جس میں کھڑے ہوکر امام نماز پڑھایا کرتا ہے ۔

اسلام اور یہودیت :۔ امام نے بتایا۔ کہ مسجد میں عیسائی۔ یہودی اور مسلمان سب کو واحد خدا کی پرستش کرنے کی اجازت ہے۔ اسلام۔ یہودیت اور ابتدائی عیسائیت میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ ہم سب ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ امام نے مجھے بہت باتوں کا علم دیا۔ از انجملہ ایک بات یہ تھی۔ کہ احمدیہ فرقہ کی بنیاد حضرت میرزا غلام احمدؑ صاحب نے ۱۸۸۹ء میں ڈالی تھی۔ اور کہا کہ ہمارے عقائد مذہبی بردباری کی حمایت میں ہیں۔ اور مذہبی لڑائی اور تشدد کے سخت مخالف ہیں۔ جن مذاہب میں ایک خدا کی پرستش ہوتی ہے۔ ان کے رسولوں کو ہم مانتے ہیں۔ امام نے یہ بھی کہا۔ کہ "لنڈن میں دو ہزار مسلمان ہیں۔" چونکہ سوتھ فیلڈ کی مسجد میں صرف دو سو نمازی سما سکتے ہیں۔ اس لئے یہ کافی نہ ہوگی۔ جب میں ویسٹ ہل کے پاس سے گذر رہا تھا۔ تو ایک نظارہ سے میں سوچ میں پڑ گیا۔ لڑکیاں دوہری قطار بنائے ہوئے اور یونی فارم پہنے ہوئے خوشی خوشی جارہی تھیں۔ مجھے خیال آیا۔ کہ مسجد ان کے لئے کیا کریگی۔ امام نے مجھے تسلی دی۔ کہ عورتوں کو مسجد میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے کی اجازت ہے مگر مردوں کے ساتھ ملکر نہیں۔ اور کہا کہ ہمارے ہاں عورتوں کا درجہ اس سے بہت

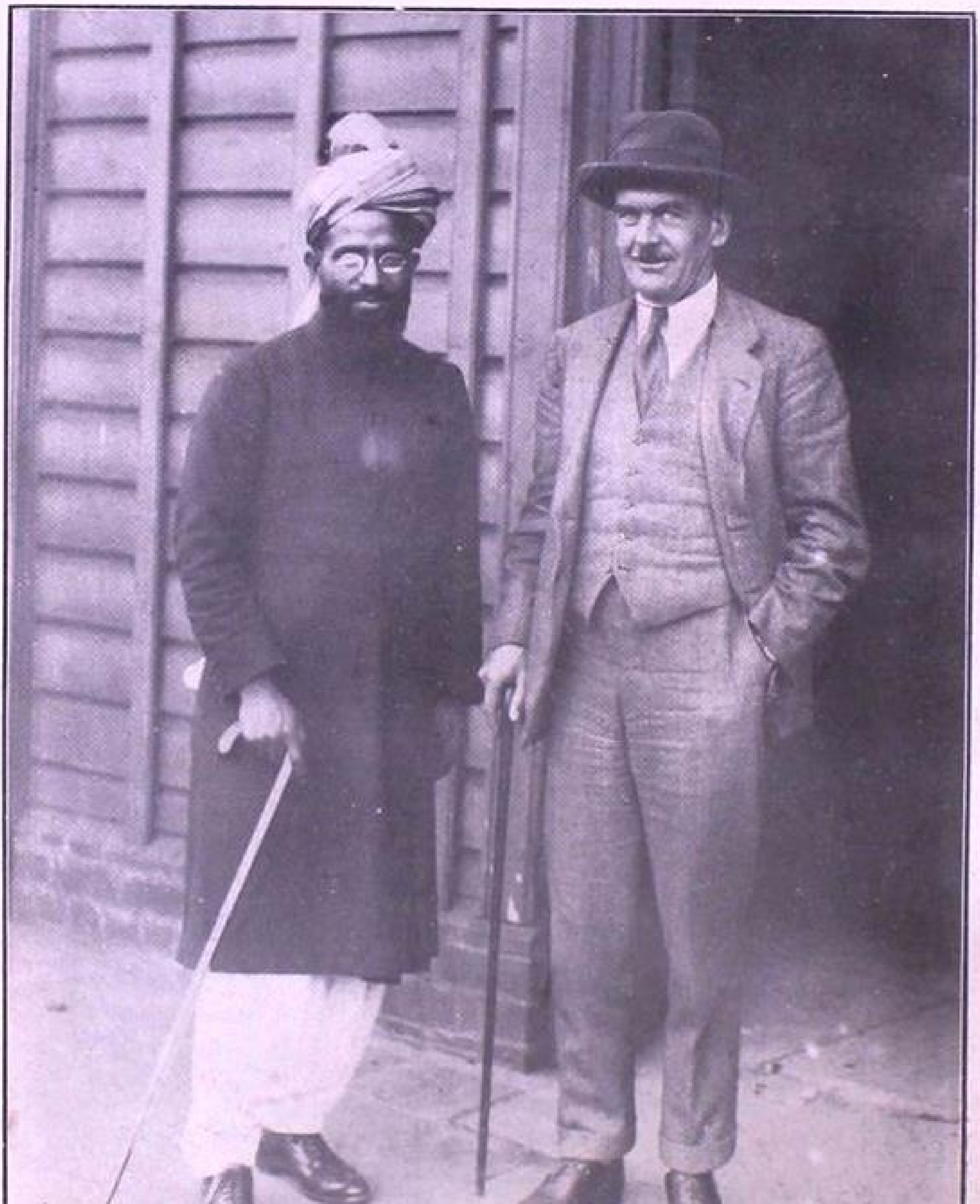

مسٹر فلبی و مولوی درد صاحب پلیموتھ سٹیشن پر

بڑھکر ہے۔ جو ایشیا میں ان کو کبھی بھی نصیب ہوا ہو ۔

یہ عام خیال کہ قرآن نے عورتوں کو آئندہ زندگی سے بے بہرہ کیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ سورہ نمبر ۴ میں لکھا ہے۔ کہ جو کوئی نیک اعمال کرے۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔ جنت میں داخل ہوگا۔ بشرطیکہ مومن ہو ۔

(۸) ایوننگ سٹینڈرڈ۔ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اذان کی یہ آواز جو کہ عام طور سے صحرا میں سنائی دیتی ہے۔ اب پٹنی میں سنائی دیگی۔ رایت وار کے دن ۳ بجے شام امیر فیصل لنڈن کی پہلی مسجد کا افتتاح فرماوینگے۔ افتتاحی رسم سے قبل مسجد کے منارہ سے اذان کی آواز سنائی دیگی۔ اس آواز سے تمام مومنین نماز میں سربسجود ہو جاتے ہیں ۔

تمام پٹنی ایک قسم کی مالکانہ دلچسپی اس پھلنے (Wedge) میں لیتی ہے۔ جو اسلام نے جزائر برطانیہ کے مذہب میں گاڑ دیا۔ پٹنی کے مقامی باشندے کھڑے ہو کر ان آدمیوں کا تماشہ کرتے ہیں۔ جو باغ میں کنکر کی روشیں بناتے ہیں۔ اور اس عجیب و غریب باغ کو مکمل کرتے ہیں۔ ایوننگ سٹینڈرڈ کے ایک نمایندے نے مسٹر درد امام مسجد کو افتتاحی رسومات کا پروگرام خوبصورت عربی الفاظ میں بناتے ہوئے پایا۔ کالے رنگ، شاندار ڈاڑھی۔ رنگ دار پگڑی اور خوبصورت۔ ایشیائی لباس کے ساتھ مسٹر درد ملاں معلوم نہیں ہوتے ۔

مسٹر درد نے کہا۔ کہ ہم قدرتاً اس بات میں عزت محسوس کرتے ہیں کہ وائسرائے مکہ ہماری مسجد کا افتتاح کرینگے۔ ایشیا اب ہمارے سلسلے میں دلچسپی محسوس کرتا ہے۔ افتتاحی رسومات میں تمام طبقوں کے معزز انگریز شامل ہونگے۔ اس کام پر تین گھنٹے صرف ہونگے ہوس آف کامنز اور ہوس آف لارڈز کے تقریباً تیس ممبروں نے آنے کا وعدہ کیا ہے۔ چونکہ مجمع میں انگریز خاصی تعداد میں ہوں گے۔ لہذا ہم کارروائی دو زبانوں میں کرینگے چونکہ امیر انگریزی نہیں جانتا۔ اس لئے وہ پیغام جو وہ اپنے باپ کی طرف سے لایا ہے

عربی میں پڑھا جائیگا۔ جونہی پیغام ختم ہو گا۔ ایک مترجم اس کو انگریزی میں دہراتا جائیگا اور یہ کارروائی اخیر تک جاری رہے گی ؂

جلسہ کی کارروائی کا نہایت اہم حصہ یہ ہو گا۔ کہ امام جماعت کا ایک پیغام سنایا جائیگا ہم بےتابی سے اس پیغام کا انتظار کر رہے ہیں۔ جو ہم تک بذریعہ تار پہنچے گا۔ کارروائی خاص کر تقریروں اور مسجد کے مبارک ہونے کی دعاؤں پر مشتمل ہو گی ؂

مسجد چندہ کے روپیہ سے بنائی گئی ہے۔ وہ بالکل ایشیائی مسجد کی طرح ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ اس میں لمبی لمبی کھڑکیاں ہیں۔ جو یہاں کے موسم کی وجہ سے بنائی گئی ہیں

ٹائمز۔ مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۲۶ء

لنڈن کی پہلی مسجد۔

کل تین بجے مکہ کے وائسرائے امیر فیصل اس مسجد کا افتتاح کرینگے جس کو احمدیہ جماعت نے سوتھ فیلڈ میں بنایا ہے۔ یہ موقع مسیحیت کے علاوہ دیگر مذاہب کی تاریخ میں ایک بڑا اہم واقعہ ہے۔ کیونکہ یہ لنڈن میں سب سے پہلی مسجد ہے۔ ووکنگ میں بھی ایک مسجد ہے۔ جس کو بہت عرصہ ہوا۔ کہ ڈاکٹر لنٹنر (Leitner) نے ہندوستان کے چندہ سے بنایا تھا۔ تاکہ وہ ہندوستانی جو تعلیم کی غرض سے یہاں آئے ہیں۔ اس مسجد میں اپنے مذہبی رسومات ادا کر سکیں لیکن تھوڑے عرصہ سے اس مسجد کو عبادت گاہ کے طور پر استعمال کیا جانا شروع ہوا ہے۔ یہ واٹرلو سٹیشن سے ۲۵ میل کے فاصلے پر ہے۔

ٹائمز نے اوائل ۱۹۱۱ء میں ایک مسجد کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور چندہ جمع کرنے کے لئے ایک بااثر کمیٹی کا اعلان کیا گیا تھا۔ مگر یہ تجویز بارآور نہ ہوئی۔ صرف جمعہ کی نماز کے لئے ایک کمرہ کرایہ پر لیا گیا تھا۔ اس کمی کا پورا کرنا جماعت احمدیہ کے حصہ میں تھا۔ اس فرقہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح پچھلے سال معہ اپنے رفقاء کے مذہبی کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے آئے تھے۔ اور اس مسجد کی بنیاد رکھی تھی۔ ہز ہولی نس حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیان کے دوسرے جانشین ہیں۔ جنہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

کیا تھا۔ جس کی آمد کی خبر انجیل اور اسلامی کتب میں ہے۔ نیز اس نے موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ جس کی آمد کی خبر ہر ایک نبی نے دی ہے۔ موجودہ خلیفہ ۱۹۰۸ء؁ میں بانی سلسلہ کی وفات پر منتخب ہوئے۔ اور ۳۸ برس کے ہیں ؎

یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ سلسلہ جس کے پیرو تمام روئے زمین پر دس لاکھ نفوس ہیں۔ اسلام سے ایسا ہی وابستہ ہے۔ جیسا کہ عیسائیت یہودیت سے۔

مسجد نہایت سادہ ہی اور انڈو سیر سینک (Indo Seracenic) وضع کی ہے دو سو نمازیوں کے نماز پڑھنے کی اس میں گنجایش ہے۔ اس میں ایک گنبد اور چار منارے ہیں۔ منارے اسلامی ممالک کے طرز پر استعمال کئے جائیں گے۔ پانچ دفعہ دن میں مؤذن منارہ پر چڑھ کر پکاریگا کہ "خدا سب سے بڑا ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا اکیلا عبادت کے قابل ہے۔ نماز کے لئے آؤ"۔ صبح کی اذان میں یہ بھی پکارا جائیگا۔ کہ نماز نیند سے اچھی ہے۔ دروازہ پر کلمہ لکھا ہوا ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ محمدؐ اس کا رسول ہے۔ اس کے نیچے فارسی کتبہ ہے۔ جو کہ بانی سلسلہ پر بذریعہ الہام اُترا تھا۔ وہ یہ ہے "اس عمارت میں امن ہے۔ یہ خدا کی محبت کے رہنے کی جگہ ہے۔ مسجد کا رُخ مکہ کی طرف ہے۔ دروازہ کے قریب جوتے اتارنے کی جگہ ہے۔ اور فوارہ پر وضو کرنے کی۔ عمارت کا کام مسرز تھامس ماسن اینڈ سنز کے ہاتھ میں ہے۔ اور معمار مسٹر آلی فینٹ ہیں ؎

جب حضرت خلیفۃ المسیح اس ملک میں آئے تھے۔ تو انہوں نے احمدیہ مشن کا کام مسٹر اے۔ آر۔ درد صاحب کے سپرد کیا۔ جو اس سے پہلے ان کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ اور اب مسجد کے امام ہیں۔ مسجد کے پاس ایک گھر ہے۔ جو دفتر اور لیکچر ہال کا کام دیگا۔ لندن اور اس کے قریب جوار میں سو کے قریب تو مسلم ہیں۔ جن میں سے بہت سے یورپین ہیں۔ مسٹر درد ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کا کام بھی کریں گے۔ جمعہ کے دن مسجد میں جمعہ کی نماز ہوا کریگی اور اتوار کو لیکچر ہال میں لیکچر ہوا کریگا۔ سمجھ اور بردباری احمدیہ جماعت کا خاصہ ہے۔ خلیفۃ المسیح نے اپنے پیرؤں کو موجودہ مذہبی کشمکش سے جو ہندوستان میں جاری ہے روکا ہے۔ شروع ہی سے ان کے امام نے گورنمنٹ کی اطاعت کو لازم قرار دیا ہے۔

ہز ہولی نس کی ہدایات کے ماتحت امام مسجد نے یہ انتظام شروع کیا ہے۔ کہ غیر مسلم لیڈران مذہب اپنے اپنے مذہب کے اصولوں کی خوبیوں کے بارہ میں تقریریں کیا کریں۔ عیسائی اور یہودی پیشواؤں کو اس بارے میں مخاطب کیا ہے ؎

کل امیر فیصل کا مسجد کے دروازہ پر استقبال کیا جائیگا۔ وہ چاندی کی چابی سے مسجد کا افتتاح کرینگے۔ ایک بڑے شامیانہ کے نیچے جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ جہاں امیر کو ایڈریس پیش کئے جائیں گے۔ ان کا وہ جواب دیں گے۔ سلسلہ کے امام کی طرف سے ایک تار کا پیغام سنایا جائے گا۔ ہندوستان۔ امریکہ۔ مصر۔ شام اور دوسرے ممالک کے احمدیوں کی طرف سے پیغام سنائے جائیں گے ؎

(۱۰) ویسٹ منسٹر گزٹ۔ مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۲۶ء

موذّن کی آواز لنڈن میں

کل سہ پہر کو ایک مؤثر تقریر عربی اور انگریزی میں مسلمانوں کی پہلی مسجد کے افتتاح کے موقع پر سوتھ فیلڈ میں کی جائیگی۔ یہ بات پہلے سے قرار پا گئی تھی۔ کہ شاہ حجاز کا صاحبزادہ امیر فیصل اس مسجد کا افتتاح کریں گے اور ان کی اس ملک میں آنے کی وجہ بھی یہی ہے ؎

ایسوسی ایٹڈ پریس کی خبر ہے کہ شہزادہ مسجد کا افتتاح نہیں کرینگے۔ مگر گذشتہ رات امام مسجد نے ریوٹر کو اطلاع دی ہے کہ اُسے بذریعہ تار یہ اطلاع ملی ہے کہ شہزادہ ضرور مسجد کا افتتاح کریں گے۔ بہت سے معزز انگریز اس موقع پر موجود ہوں گے۔ ان میں سے تیس پارلیمنٹ کے ممبر ہوں گے۔ مقامی باشندے پہلے اذان کی آواز سنیں گے۔ اس کے بعد کارروائی ہوگی ؎

(۱۱) ایوننگ نیوز۔ مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۲۶ء

مکہ کے وائسرائے اور شاہ حجاز کے بیٹے امیر فیصل کو اپنے باپ سے یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ وہ سوتھ فیلڈ کی مسجد کے افتتاح میں شریک نہ ہوں۔ شہزادہ کے لنڈن میں آنے کی ایک وجہ مسجد کا افتتاح کرنا تھا۔ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ مکہ کو ایک تار گیا تھا جس کا مضمون

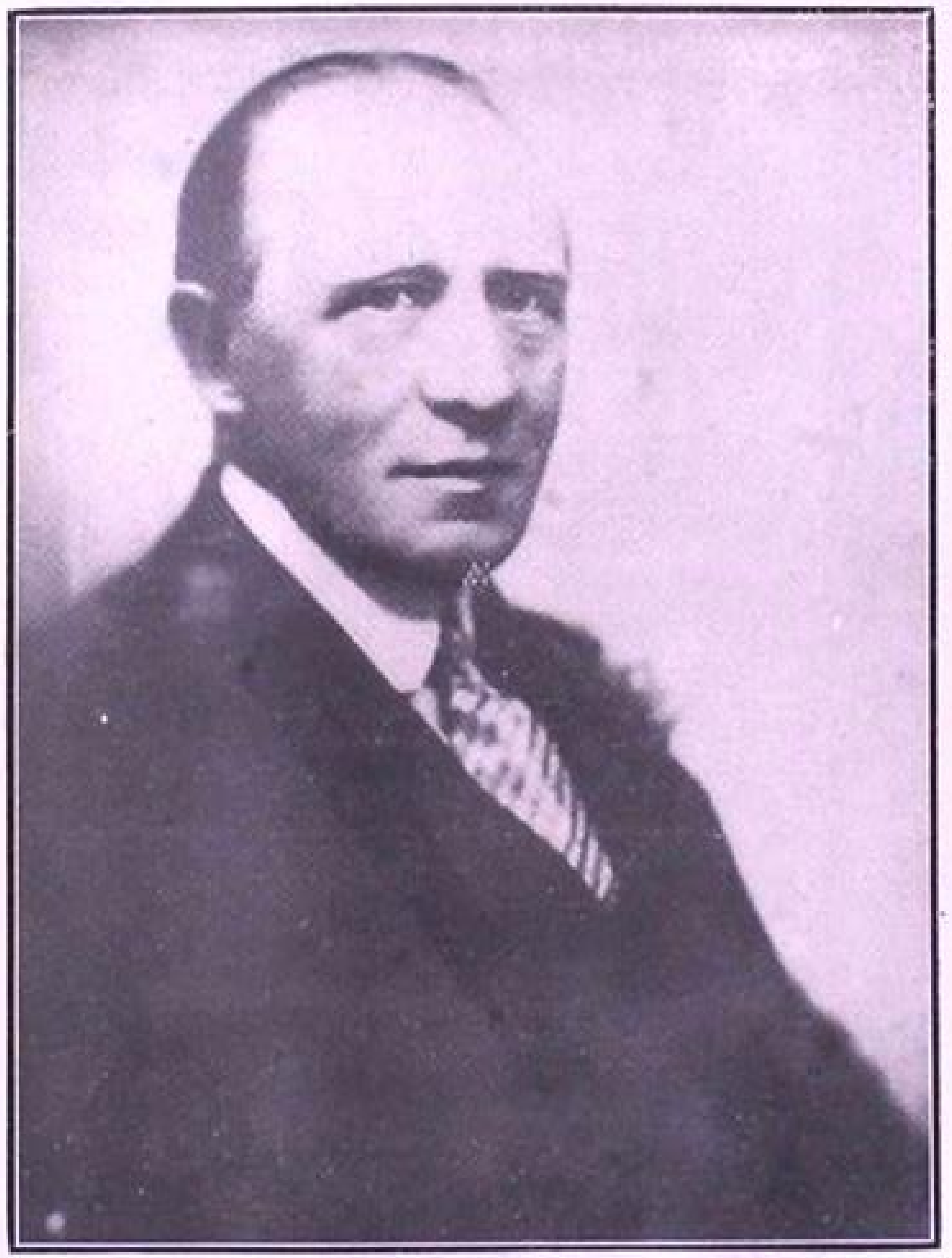

سر ہیری برٹائن کے بی ای - سی ایم ایس
ایل ایل ڈی - ایم اے ایم پی

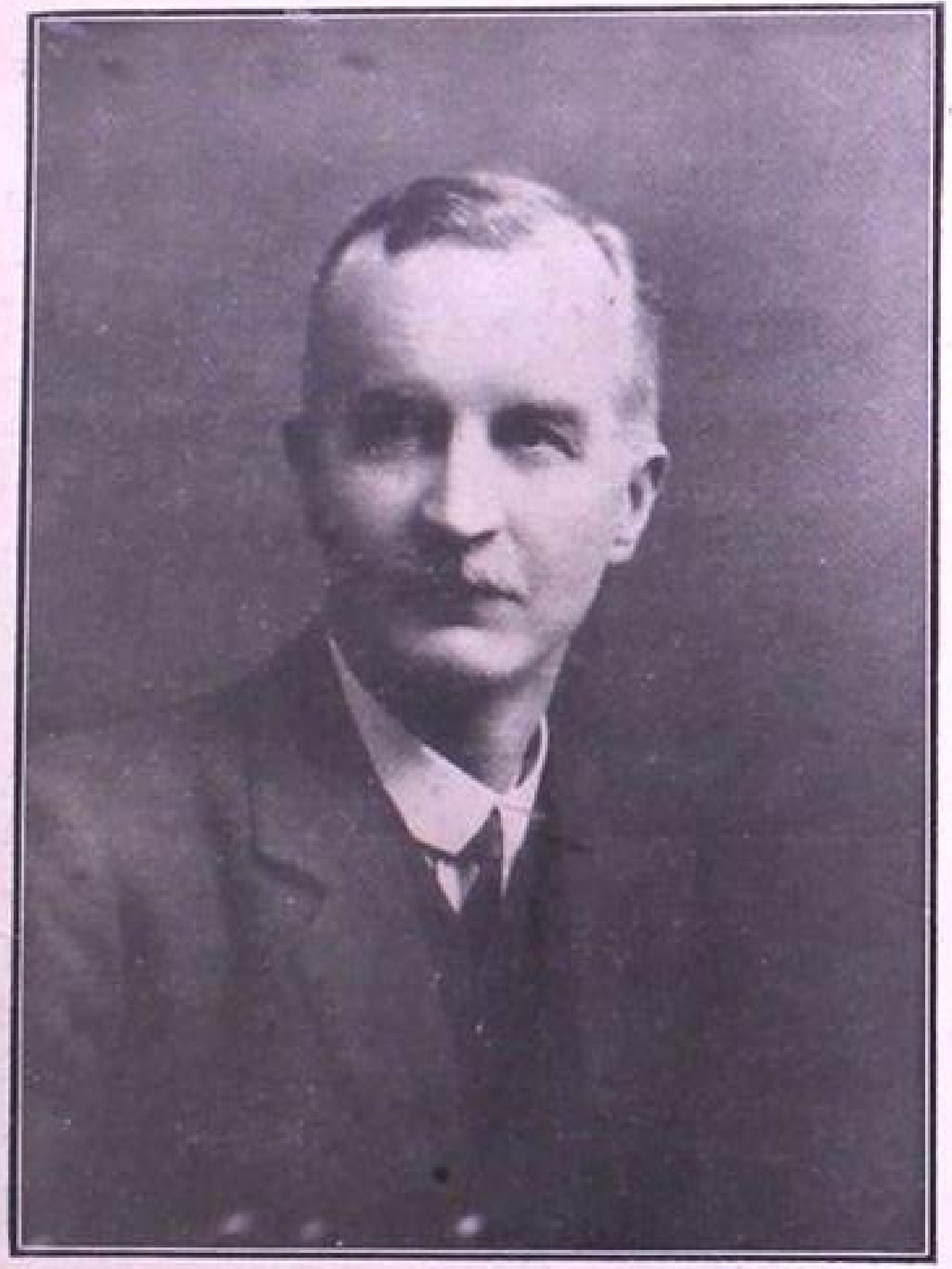

لفٹننٹ کرنل ڈی جے بی ولیم سابق ایم پی کینگٹن

یہ تھا۔ کہ امام مسجد نے یہ انتظام کر رکھا ہے۔ کہ غیر مسلموں کے لئے بھی یہ مسجد کھلی ہوگی تاکہ وہ اسلام کی طرف جھک جائیں۔ اس بات کو اسلام کی ہتک خیال کیا گیا۔ اس لئے شہزادہ کو روکا گیا۔ تاکہ اس بدعت کا سدباب ہو۔ ایوننگ نیوز کو فارن آفس سے یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ کل کی افتتاحی کارروائی میں شاہزادہ شامل نہ ہوگا ٭

چونکہ امام مسجد کو اس کی بابت کوئی اطلاع نہ تو مکہ سے ملی ہے۔ اور نہ شہزادہ فیصل سے۔ اس لئے ان کو امید ہے کہ شہزادہ ضرور تشریف لائیگا۔ مسجد جماعت احمدیہ کی ہے۔ جس کے بانی مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی تھے۔ یہ فرقہ مذہبی بردباری کا ہمیشہ حامی رہا ہے اور مذہبی تشدد اور مذہبی لڑائیوں کو صفحہ دنیا سے ہمیشہ کے لئے مٹانے میں کوشاں رہا ہے ٭

ایوننگ نیوز کے ایک نمایندہ کو مسجد کے ایک کارکن نے یہ کہا۔ کہ یہ نئی مسجد ایک مخصوص مشنری تحریک ہے۔ ہم عیسائیوں کو کہتے ہیں۔ کہ آؤ اور خوبصورت چیزوں کی بابت علم حاصل کرو۔ اور علوم کے آسمانی چشمے کو چکھو۔ مسلمانوں میں کئی ایک فرقے ہیں۔ ہم بھی ایک فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارا فرقہ سب سے زیادہ مضبوط اور راسخ الاعتقاد ہے۔ دو سال قبل صرف دو سو انگریز نو مسلم تھے۔ اور آج تقریباً دو ہزار ہیں۔ ہماری نئی مسجد صرف ۱۷۵ آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ مگر ہمیں بہت جلدی سینٹ پال یا ویسٹ منسٹر ایبے جتنی بڑی جگہ کی ضرورت پڑیگی۔ اس لئے ہندوستان اور دوسرے ممالک میں چندہ جمع کیا جا رہا ہے ٭

(۱۲) آبزرور۔ مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء

فرقہ وارانہ خصومت

شہزادہ فیصل کے مسجد کے افتتاح میں حصہ نہ لینے کے فیصلہ نے ایک عالمگیر دلچسپی پیدا کردی تھی۔ امیر چند ہفتوں سے لنڈن میں ہے۔ اور یہ فیصلہ شدہ بات تھی کہ وہ مسجد کا افتتاح کرینگے۔ بندوبست مکمل ہو چکا تھا۔ افتتاحی رسم ادا کرنے کا وقت آج تین بجے تھا۔ امیر

ایک چاندی کی ڈبی سے مسجد کا دروازہ کھولتا تھا۔ اور ایک ایڈریس کا بھی انہوں نے جواب دینا تھا
کل کے اخبارات میں افتتاح کی بابت اعلانات تھے۔ مگر ساتھ ہی ایک اخبار نے یہ لکھا کہ
امیر افتتاح میں شامل نہ ہونگے۔ اس کا راز کل معلوم نہ ہو سکا۔ صرف اتنا ہی پتہ چلا۔ کہ امیر
اس میں حصہ نہیں لینگے۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ امیر کو سلطان ابن سعود نے تار کے ذریعہ روکا
ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ شاہ نجد نے جو کہ وہابی فرقہ کا سردار ہے۔ ایک حریف
فرقہ کی مسجد کے افتتاح کو غیر موزوں سمجھا ؛

ان دونوں فرقوں میں بعض شدید اختلافات ہیں وہابی اپنے مذہبی خیالات میں افراط کے
درجہ کو پہنچے ہیں۔ وہ تمباکو کو قطعی حرام جانتے ہیں۔ اور کافی جو صحرائی قوموں کی تسکین ہے۔ ان
کے خیال میں ایک قابل شرم عیاشی ہے۔ احمدی انسانی کمزوریوں کو ایک وسیع اور بردبارانہ نظر
سے دیکھتے ہیں۔ عبادت کے رسومات کے متعلق بھی ان میں اختلاف ہے ؛

(۱۲۳) ٹائمز۔ مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۲۶ء

لنڈن کی پہلی مسجد سلطان ابن سعود کی ممانعت

لنڈن کی پہلی مسجد کے افتتاح سے امیر فیصل کے آخری گھڑی پر دست کش ہو جانے نے
پبلک کو ڈرامے والی حیرت میں ڈال دیا۔ اور امام اور اس کے احمدی دوستوں کو از حد مایوس کر دیا۔
دست برادری کا پیغام امام مسجد کو ہفتہ کے دن گیارہ بجے صبح دیا گیا۔ شہزادہ کا ڈرائیور گاڑی
ان کو یہ اطلاع دینے کے لئے آیا۔ کہ امیر کو افتتاحی رسم میں شامل نہ ہو سکنے سے سخت رنج دیوسی
ہے۔ کیونکہ اسے حجاز اور نجد کے بادشاہ کی طرف سے ممانعت کی تار وصول ہوئی ہے۔ امیر نے
نہ صرف معذرت پیش کی۔ بلکہ اپنے نمائندہ کی معرفت یہ کہلا بھیجا۔ کہ اس نے اپنے باپ کو تار دی
ہے۔ کہ کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ ممانعت پر نظر ثانی کی جائے ؛

یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس اپیل میں ابن سعود کے ایک گہرے انگریز دوست کی مدد استعمال کی گئی ہے
امیر کا سٹاف ہمیں کچھ نہ بتا سکا کہ اس اپیل کا کیا اثر ہوگا مسجد کی افتتاحی رسم کی ادائگی خان بہادر
شیخ عبد القادر کے حصہ میں آئی۔ جو پنجاب کونسل کے پریزیڈنٹ رہ چکے ہیں۔ اور لیگ آف نیشنز

کے اجلاس میں ہندوستانی نمایندہ ہیں ؛

شاہ حجاز و نجد کا فیصلہ اس وجہ سے زیادہ تعجب انگیز ہے کہ بہت عرصہ پیشتر یعنی ماہ اگست میں انھوں نے اس کام کے لئے وائسرائے مکہ کو اپنے نمایندہ کی حیثیت سے بھیج دینا منظور کیا تھا اور اس بات کی تحقیقات کی تھی۔ کہ احمدیہ مذہب کا اسلام کی راسخ الاعتقادی کے ساتھ کیا تعلق ہے اس بات کے باور کرنے کے لئے دلیل موجود ہے کہ جونہی اس کام کے لئے امیر کے انگلستان جانے کا اعلان کیا گیا۔ تو ہندوستان کے بعض مسلمانوں نے اس ناخوشگوار واقعہ کے پیدا کرنے کی بہت کوشش کی۔ جو ظہور میں آیا۔ سلطان ابن سعود کو بہت تار اس مضمون کے ملے۔ کہ احمدیوں کے اعتقادات ملحدانہ ہیں۔ اور جن باتوں کو وہابی بہت اہم جانتے ہیں۔ ان کو یہ غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ ابتداء میں یہ کوشش کارگر نہ ہوئی۔ اور سلطان اپنی رائے پر قائم رہا۔ اگرچہ مسجد ایک چھوٹے فرقہ کی ہے۔ لیکن تاہم اس کا سلطنت برطانیہ کے دار الخلافہ میں قائم ہونا اسلام کے لئے ایک مبارکباد کا کام ہے۔ اور مقامات مقدسہ کے وائسرائے کی شمولیت کا ایک نہایت موزوں موقع ہے۔ یہ رائے سلطان کی پالیسی کے عین مطابق تھی۔ کہ حجاز میں حج کرنے والوں کو خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ داخل ہونے کے لئے انتہار درجہ کی آزادی دی جائے ؛

اس شور و شر کے اُٹھانے بعض مُسلمانوں کا مقصد زیادہ تر پولیٹیکل تھا۔ جو لوگ انگریزوں کے برخلاف تھے۔ انھوں نے اس بات کو ناگوار جانا کہ کوئی ایسا کام کیا جائے۔ جس سے برطانیہ اور عرب کے کثیر یا قلیل حصہ کے درمیان دوستانہ راہ و رسم بڑھائے جانے کا احتمال ہو۔ جنگ عظیم میں پنجابی احمدیوں کی غیر متزلزل وفاداری اور مفید خدمات ان کو نہیں بھولے تھے۔ ان کی کوششوں کو ایک بلا ارادہ مدد لنڈن کے ایک اخبار کے بیان سے ملی۔ جس نے چند دن ہوئے۔ بمقابلہ غیر احمدیوں کے احمدیوں میں زیادہ مذہبی بردباری پائے جانے پر بہت زور دیا تھا۔ یہ بیان مصر اور دیگر اسلامی ممالک کے عربی اخبارات کو اس رنگ میں پہنچا۔ کہ جس سے یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ نئی مسجد مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں کے لئے ہے۔ اہل سنت میں سے وہابی بہت سخت ہیں۔ ان کے نزدیک تمباکو حرام ہے۔ احمدیوں کے خیالات وسیع ہیں۔ ان کا

اثر ان کی تعداد کی نسبت سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔ تعلیم یافتہ مسلمان ان کے قابو میں ہیں۔ لہذا ان کا اثر عظیم الشان ہے۔ احمدیہ فرقہ اور سلطان کے اختلاف عقائد کو بار بار پیش کیا گیا ہے۔ اور احمدیوں کی مذہبی بردباری کی غلط تعبیر کئے جانے نے اس کی تکمیل کر دی۔ سلطان نے جس کام کے لئے اپنا نمائندہ بھیجا تھا۔ اس سے اس کو روکا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس پر بہت بڑا اثر ہوا ہے ؛

ووکنگ مشن جس کو بیگم صاحبہ بھوپال بہت امداد دیتی ہیں۔ تیرہ سال سے کام کر رہا ہے۔ اس کے کارکن احمدیوں کی کوششوں سے بے تعلقی ظاہر کرتے ہیں۔ اور ان کو فرقہ وارانہ سمجھتے ہیں۔

مسجد کا افتتاح

مسجد کے افتتاح کے وقت کل سہ پہر ایک بہت بڑا مجمع موجود تھا۔ اس میں زیادہ تر لنڈن کے مختلف مقامات کے غیر مسلم شامل تھے۔ ہندوستان اور دیگر ممالک کے مسلمان چرچ آف انگلینڈ کے پادری اور دوسرے گرجوں اور وینڈز ورتھ کی میونسپلٹی کے نمائندے اس مجمع میں حاضر تھے۔ مسجد کے دروازہ کے احاطہ کے دروازہ پر یہ اعلان لگا ہوا تھا۔ "امیر فیصل کی خواہش کے برخلاف اس کو افتتاحی کارروائی میں حصہ لینے سے روکا گیا ہے۔ انکی غیر موجودگی میں خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لاء سابق وزیر گورنمنٹ پنجاب اور حال نمائندہ لیگ آف نیشنز۔ افتتاح کرینگے ابن مسٹر درد کے دستخط تھے ؛

مسٹر درد نے کہا۔ کہ ہفتہ کے دن وہابی بادشاہ کے نمائندہ نے ان سے کہا کہ اسے اور امیر کو پوری تسلی ہے۔ کہ افتتاحی رسومات میں شامل ہونے سے کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اسے یقین ہے کہ مغرب میں مسجد بنانے سے وہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ خان بہادر شیخ عبدالقادر نے جنھوں نے مسجد کا افتتاح کیا۔ یہ کہا کہ انکی رائے میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور مکہ کے وائسرائے کی غیر موجوگی کا سبب فرقہ وارانہ کم ظرفی نہیں۔ لنڈن میں مسلمان فرقوں کے جھگڑوں سے بالا ہیں ؛

مہاراجہ بردوان نے کہا کہ جو کچھ ہندوستان میں اس وقت ہو رہا ہے، وہ ایک جلد گذر جانیوالی حالت ہے۔ اور یہ مسجد اسلام کے غیر متعصب ہونے کی دلیل ہے۔ دوسرے مقرروں نے اسلامی وحدت پر زور دیا۔ اور کہا۔ کہ ہم فرقہ بندیوں کو نظر انداز کر سکتے ہیں۔ انھوں نے بڑے یقین سے اس بات کا

اظہار کیا۔ کہ مذہب کے اثر سے عالمگیر اور مستقل صلح قائم رہ سکتی ہے

(۱۴) ویسٹ منسٹر گزٹ۔ مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۲۶ء

مسجد کا معمہ۔ آخری گھڑی پر شہزادہ کی دستبرداری

لنڈن کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر امیر فیصل کی غیر موجودگی نے لوگوں کو استعجاب میں ڈالا اور کثرت سے رائے زنیاں ہوئیں۔ اسلامی حلقوں میں یہ ایک بہت بڑا موقع تھا۔ اور کچھ عرصہ پیشتر یہ کہا گیا تھا۔ کہ امیر فیصل اپنے والد کے نمائندہ کی حیثیت سے مسجد کا افتتاح کرینگے دو دن ہوئے۔ یہ افواہ اڑی۔ کہ امیر افتتاح مسجد میں شامل نہ ہوں گے ٭

کوئی سرکاری اطلاع اس کی بابت مسجد کو نہیں ملی تھی۔ اس لئے شہزادہ کے استقبال کے لئے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ کل اڑھائی بجے یعنی افتتاح مسجد سے آدھ گھنٹہ قبل جبکہ تمام لنڈن کے مسلمان حاضر تھے۔ اور بہت سے معزز انگریز مہمان جمع ہو گئے تھے۔ امام مسجد کو سلطان کے فارین سیکرٹری سے یہ تار ملا۔ کہ افسوس! امیر فیصل شامل نہ ہو سکیں گے۔ اس اچانک دستبرداری کی وجہ بیان نہیں کی گئی۔ امیر کی غیر حاضری میں مسجد کا افتتاح خان بہادر شیخ عبد القادر سابق وزیر پنجاب حال نمائندہ لیگ آف نیشنز نے کی۔ مسجد کے سیکرٹری مسٹر جی ایف ملک نے ویسٹ منسٹر کے ایک نمائندہ کو کہا کہ شہزادہ کی غیر حاضری سے سب کو افسوس ہے۔ میرے خیال میں شہزادہ کو اس کے والد نے روکا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ ابن سعود کے بعض طاقتور دوست بہت متعصب ہیں اور احمدیہ فرقہ کی مذہبی بردباری کے مخالف ہیں۔ ان با اثر لوگوں نے سلطان کو اپنے بیٹے کے روکنے پر آمادہ کیا ہو گا۔ امام نے سوا تین بجے قرآن شریف کی تلاوت کی اس کے بعد شیخ عبد القادر صاحب نے چاندی کی چابی سے مسجد کا دروازہ کھولا۔ اور مسجد کے افتتاح کا اعلان کیا ٭

(۱۵) ڈیلی ٹیلی گراف۔ مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۲۶ء

ابن سعود کی کارروائی

مکہ کا دالئے امیر فیصل کل لنڈن کی پہلی مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر حاضر نہ تھا۔ اعلان شدہ وقت کے آدھ گھنٹہ پہلے تک یہ امید کی جاتی تھی۔ کہ وہ افتتاحی رسم کو ادا کرینگے۔ مگر آخر کار اس کی جگہ خان بہادر شیخ عبدالقادر نے سنبھالی۔ جو کہ پنجاب گورنمنٹ کے سابق وزیر تھے۔ اور انجمن بین الاقوام کے موجودہ نمایندہ ہیں ٭

نامعلوم وجوہات کے ماتحت امیر کو اس وعدہ کے ایفا سے روک دیا گیا۔ جو اس کے والد نے کیا تھا۔ مسجد کے متعلقین کی رائے میں اکی غیر حاضری کا سبب ان مسلمانوں کا فعل ہے۔ جو فرقہ احمدیہ کو سمجھتے ہیں۔ وہابی جن کا سردار ابن سعود ہے۔ شدید ترین مسلمانوں میں سے ہیں۔ امام مسجد کی رائے یہ ہے۔ کہ اکی ایک گفتگو جو لنڈن کے اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ اس طرح سے ترجمہ کی گئی کہ جس سے یہ یہ مطلب نکلتا تھا کہ یہ مسجد گویا ایک گرجے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس وجہ سے ابن سعود نے لپنے لڑکے کو منع کیا ہے ٭

خدائے رحیم کے نام کے ساتھ یکایک مسجد کے دروازے کھل گئے۔ امام مسجد اور شیخ عبدالقادر اور مہاراجہ بردوان نے تقریریں کیں۔ امام نے کہا۔ کہ اسے ....

.... ابن سعود کے فارن سکرٹری سے یہ خط ملا ہے کہ امیر فیصل افتتاح میں شریک نہ ہوں گے۔ خط میں یہ بیان تھا" اس بات سے ہز ہائی نس کو سخت رنج ہوا ہے۔ ہز ہائی نس اور میں آپ کی کامیابی چاہتے ہیں۔ اور اس بڑی مسجد کے لئے برکت مانگتے ہیں ٭

امام نے کہا کہ میں کسی کی بے ادبی یا گستاخی نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں نے ہز مجسٹی ابن سعود کو تار دی۔ کہ وہ مسجد کے افتتاح پر ایک نمایندہ بھیجیں۔ کیونکہ وہ آج کل مقامات مقدسہ کے محافظ ہیں۔ مجھے ہز مجسٹی کی طرف سے ۳۰ اگست کو یہ اطلاع ملی کہ ہمیں آپ کی دعوت منظور ہے۔ ہمارا بیٹا اس کام کے لئے آئے گا۔ ہم نے پیڈنگٹن سٹیشن پر امیر کا استقبال کیا۔ اور مجھے یقین دلایا کہ ۳ اکتوبر اس کام کے لئے نہایت موزوں ہے جب تمام بندوبست ہو چکے۔ تو میری تعجب کی انتہا نہ رہی۔ جب مجھے یکم اکتوبر کے اخباروں سے یہ پتہ لگا۔ کہ امیر کو روک دیا گیا ہے۔ میں نے سرکاری تصدیق کی انتظار کی۔ کیونکہ مجھے باوثوق بتایا گیا تھا۔ کہ ہز مجسٹی نے ہمارے ہندوستان کو اطلاع دی ہے۔ کہ ادن کا بیٹا ضرور شامل

ہو گا۔ امیر کا فارین سیکرٹری حالات واضح کرنے کے لئے مسجد میں آیا۔ اور کہا۔ کہ امیر کو کلی اطمینان ہے۔ کہ افتتاحی رسم میں شامل ہونے سے کوئی حرج نہیں۔ مگر اب حالات ایسے ہو گئے۔ کہ جتنی بھی ان کی خواہش ہو۔ وہ شامل نہ ہو سکیں گے۔ امام کو اصلی راز کا پتہ نہیں۔ اور ان کے خیال میں امیر کو بھی اس کا علم نہیں۔ یہ کہا گیا تھا کہ شاہ حجاز کو کسی نے یہ اطلاع دی ہے۔ کہ یہ مسجد مسلمانوں کی نہیں۔ مگر یہ صریح غلط ہے ✦

ڈیلی ٹیلی گراف کے نمایندہ کو مسٹر ملک نے یہ کہا۔ کہ ہندوستان میں بعض لوگ ابن سعود کے ہمدرد ہیں۔ اور وہ کٹر مسلمان ہیں۔ اور ان میں اور ہم میں اختلاف ہے۔ سب سے بڑا اختلاف یہ ہے کہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ خدا نے تمام قوموں میں انبیاء بھیجے ہیں۔ اس لئے ہم مختلف مذاہب کے پیرووں کو بھائی اور دوست سمجھتے ہیں۔ ہم مذہبی تشدد کے قائل نہیں۔ مگر ان لوگوں کا یہ عقیدہ نہیں۔ جس میں ابن سعود بھی شامل ہے۔ جونہی سلطان کے دوستوں کو علم ہوا۔ کہ امیر مسجد کا افتتاح کریں۔ تو انہوں نے اعتراض کیا۔ دوسری ممکن وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ امام کی گفتگو کو لنڈن کے ایک اخبار نے شائع کیا تھا۔ اور اس کا غلط ترجمہ کیا گیا تھا۔ امام نے یہ کہا تھا کہ ہم تمام مذاہب کے پیرووں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ایک مصری اخبار نے اس کا مطلب یہ لیا۔ کہ یہ مسجد ایک اسلامی مسجد نہیں۔ بلکہ گرجا سا ہے۔ اس کو بذریعہ تار مکہ بھیجا۔ اور ابن سعود کی کارروائی اسی کے نتیجہ میں ہوئی ✧

(۱۶) ڈیلی کرانیکل۔ مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۲۶ء

مشرق و مغرب کا ایسا عجیب اور دلفریب ملاپ شاذ و نادر کبھی ہوا ہو۔ جیسا کہ دیکھنے میں آیا جبکہ لنڈن کی لمبی تاریخ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کی اذان ساؤتھ فیلڈ کے چمکدار مناروں سے سنائی دی موقع کی دل آویزی میں ایک نادر آمیزش ڈرامے کی بھی تھی۔ کیونکہ آخر گھڑی تک مومنین کو خلاف امید یہ توقع تھی۔ کہ امیر فیصل ان کی مسجد کا افتتاح کرینگے۔ کارروائی شروع ہونے سے کچھ عرصہ پہلے مسٹر اے۔ آر۔ درد کو شاہ حجاز کے فارین سکرٹری سے یہ اطلاع ملی جو حسب ذیل ہے:۔

"میں بہت افسوس کے ساتھ آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہز ہائی نس امیر فیصل شمولیت نہ کرسکینگے اس کے باعث ہز ہائی نس کو بہت رنج گذرا ہے۔ اور ہز ہائی نس اور میں آپ کی کامیابی اور اس بڑی مسجد کے مبارک ہونے کے خواستگار ہیں۔ ہم اللہ تعٰ سے دعا کرتے ہیں کہ آپ کا کام کامیاب ہو۔"

عربی شہزادہ کی غیر حاضری میں لنڈن کی پہلی مسجد کا افتتاح شیخ عبد القادر صاحب سابق وزیر پنجاب اور حال نمایندہ لیگ آف نیشنز نے کیا ؛

یہ رسمی کارروائی ایسے حالات میں کی گئی۔ جو کہ عجائبات سے بھرپور لنڈن کے لئے بھی انوکھی تھی۔ مہمان آآ کر باغیچے میں چلے جاتے تھے۔ جہاں پولیس کا پہرہ لگا تھا۔ جہاں امام ان کو خوش آمدید کہتا یہاں پر جیسا کہ سوشل اجتماعوں کے موقع پر دستور ہے۔ دو بڑے بڑے شامیانے نصب تھے جس کے نیچے چائے کے میز لگے ہوئے تھے۔ ہم مسجد کے سفید کنکریٹ کے بنے ہوئے چمن سے آگے بڑھے۔ ادہر امام نے سُریلی آواز میں قرآن شریف کی تلاوت کی۔ اور دُعا کے چند الفاظ کے ساتھ شیخ عبد القادر صاحب کو چابی دی۔ تو کیمروں اور ادہر سینما میٹوگراف کی مشینوں کے ایک توپ خانہ نے حرکت شروع کی۔ جونہی دروازہ کھلا۔ خوشبو سارے چمن میں پھیل گئی۔ اور مومنین نے خوشی کے نعرے لگائے ؛

تقریروں کے ختم ہوتے ہی مناروں سے مؤذن کی دلسوز آواز مومنین کو نماز کے بلانے کے لیئے سنائی دی۔ کالا لباس پہنے ہوئے ایک شخص ایک منارہ سے دوسرے منارہ تک چلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اور ڈسٹرکٹ ریلوں کے شور کو چیرتی ہوئی الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی آواز آئی ؛

مومنین جس میں یورپین نو مسلم بھی شامل تھے۔ فوارہ پر وضو کیا۔ منہ۔ ناک۔ ہاتھ۔ کلائی اور پاؤں کو پانی سے دھویا۔ اور جراب پہنے ہوئے سفید دیواروں والی بڑی عمارت میں سجدہ کرنے کے لیئے گئے۔ اذان کی آواز مناروں سے پانچ مرتبہ دن میں آیا کریگی یعنی صبح سویرے۔ دوپہر سہ پہر۔ مغرب اور عشاء کے وقت۔ مسجد کی موجودہ حالت میں موذن سیڑہی کے ذریعہ منارہ تک پہنچے گا۔ آیندہ کبھی مسجد کو وسیع کیا جائیگا۔ یہاں تک کہ گنبد جو کہ اب دروازہ کے بازو پر واقع ہے عمارت مکمل ہونے پر عین وسط میں آجائیگا۔ کارروائی کے اثناء میں ایک گروہ تعجب کے عالم میں باہر کھڑا رہا۔ اور اذان کے وقت خاموشی سے لرز رہا تھا۔ لوگ مشرق مغرب کے فیشن کو دیکھ کر استعجاب

میں غرق تھے۔ چمکدار قبائیں۔ خوش رنگ صافے۔ سرخ ٹوپیاں۔ سیویل رو کے سوٹوں اور انگریزی ٹوپیوں کے ساتھ ملکر تعجب انگیز معلوم ہوتے تھے +

عمارت باغیچہ میں ترچھی کھڑی ہے۔ کیونکہ اس کا رُخ مکہ کی طرف ہے۔ اس کو ٹھیک ٹھیک ایشیائی طرز پر کھڑا کرانا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا ہندوستان کا ایک گم شدہ کھڑا جوالی لنڈن میں لاکر کھڑا کر دیا گیا ہے ❊

(۱۷) مارننگ پوسٹ۔ مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۲۶ء

.. .. .. امام نے کہا۔ کہ امیر کے نہ آنے کے بعض خفیہ وجوہات ہوں گے۔ جو کہ عرب اور اسلامی شان کے شایان نہیں۔ ان کو یقین ہے کہ اس راز کا پتہ بعد میں لگ جائیگا شاہ حجاز کو صریح بے بنیاد غلط خبریں دی گئی ہیں۔ شہزادہ کی بجائے شیخ عبدالقادر صاحب نے مسجد کا افتتاح کیا۔ انہوں نے بتایا۔ کہ احمدیہ فرقہ کو دقیانوسی خیالات کے مسلمانوں میں ہر دلعزیزی حاصل نہیں۔ شاید انہی کی کرتوتوں کی وجہ سے شہزادہ کو منع کیا گیا ہے ❊

(۱۸) ناردرن ایکو۔ مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۲۶ء

.. .. .. مجمع میں بہت سے انگریز شامل تھے۔ ان میں سر ہیری برٹن ایم۔ پی اور مسٹر پی جے ہینن ایم پی بھی شامل تھے .. .. .. اسلام کی تبلیغی سکیم۔ آنریبل شیخ نے اپنے ایڈریس کے دوران میں کہا۔ کہ وہ ظاہری رسومات کے مؤید نہیں۔ لیکن چونکہ ظاہری رسومات سے اشاعت و شہرت ہوتی ہے۔ لہذا ہم ان کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ مسجد چونکہ اسلامی تحریک کا آغاز ہے۔ اس لئے اگر اس کی شہرت نہ ہوئی۔ تو یہ محض گمنامی میں رہیگی۔ یہ شہرت افتتاحی رسومات کی اشاعت سے حاصل ہو گی۔ میں احمدیہ فرقہ کا ممبر نہیں۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ اسلام کے بعض بڑے اور پرانے فرقے اس فرقہ کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ اور امیر کی ممانعت کی بھی یہی وجہ ہے۔ اس مسجد کے کام کو فرقہ وارانہ نظر سے نہیں جانچنا چاہیئے۔ اسلام کو مغربی قوموں کے سامنے اصلی مضمون میں پیش کرنے کے کام کے سامنے فرقہ بندی ہیچ ہے۔ اپنی رائے کو لیکر میں

اس مجمع میں شامل ہوا ہوں ؎

(۱۹) سوتھ ویلز نیوز۔ مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۲۶ء

لنڈن نے کل ایک ایسے نظارہ کو دیکھا۔ جسے اس نے اپنی طویل تاریخ میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ سوتھ فیلڈ واقع لنڈن میں مسلمانوں کی پہلی مسجد رحیم خدا کے نام کے ساتھ کھولی گئی ... مسجد کے افتتاح سے پہلے امام مسجد نے احمدیہ فرقہ کے امام کی طرف سے ایک پیغام سنایا جس میں ہز ہولی نس نے یہ فرمایا ہے کہ یہ مسجد کا وجود اس عظیم الشان نیکی کا معاوضہ ہے۔ جو مغرب نے ہماری گہری نیند کے زمانہ میں ہمارے لئے علوم کی مشعل کو روشن کرنے سے کی ہے۔ انہوں نے عیسائیوں سے یہ اپیل کی ہے کہ وہ اسلام کو دشمنی کی نظر سے نہ دیکھیں۔ کیونکہ اسلام عیسائیت کو اس نظر سے نہیں دیکھتا۔ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بڑا اور سچا نبی مانتے ہیں ؎

مجمع میں بہت سے اکابرین شامل تھے۔ مثلاً لارڈ ایش فیلڈ۔ سر ہیری برٹن اور سر مائیکل اوڈوائر

(۲۰) یارک شیر پوسٹ۔ مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۲۶ء

سلسلہ احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب جن کی مسجد کا افتتاح آج ہوا۔ شمالی ہند میں اپنی زندگی کے ایام میں ایک عظیم الشان اثر رکھتے تھے۔ ان کی ذاتی شہرت اور عزت بہت بڑی تھی۔ انہیں اپنی راست بازی پر کامل ایمان تھا۔ ان کے بڑے مرید ہیں۔ پنجاب کے اعلیٰ ترین دماغ والوں میں سے بعض ان کے پیروؤں میں ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے اصول آج دور دور تک پھیل گئے ہیں اس میں ہرگز شک نہیں۔ کہ مرزا صاحب کو کامل یقین تھا کہ انہیں خدا کی طرف سے انسانی طاقتوں سے بالا طاقتیں حاصل ہوئی ہیں۔ وہ بڑی عمر تک زندہ رہے۔ ان کو فوت ہوئے ۱۵ سال ہوئے ہیں۔ وہ خلیق اور شریف آدمی تھے وہ اپنے پیروؤں اور عام لوگوں کو ہمیشہ وفاداری کی دانشمندانہ تعلیم سکھاتے تھے۔ جہاں ان کے اپنے مذہب کا سوال اٹھتا تھا۔ وہاں وہ مذہبی جوش سے بھر جاتے تھے۔ آریہ سماج کا فرقہ جو انہی کے زمانہ میں نمودار ہوا۔ اور لوگوں کو مرتد کرانے کا ایک مضبوط ذریعہ تھا۔ ان کے غیظ وغضب کے نیچے آگیا اور ایک آریہ مبلغ کے قتل کا واقعہ جس کی بابت انہوں نے تباہی کی پیشگوئی کی تھی۔ اب تک پنجاب میں یاد ہے ؎

(۲۱) مانچسٹر گارڈین۔ مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۲۶ء

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ جب مسجد کے سیاہ دروازے چاندی کی چابی سے کھولے گئے تو جلسہ کی کارروائی قرآن شریف کی تلاوت اور دعا سے شروع ہوئی۔ جلسہ میں مشرق و مغرب کا اجتماع تھا۔ مسلمانوں کے ہر فرقہ کے لوگ صافے باندھے ہوئے ہندوستان کے دوسرے مذاہب کے پیرو مہاراجہ بردوان جیسے ذی اثر شخص۔ بیرونی سفارت خانوں کے ممبر اور بہت سے مشہور انگریز جن کو ایشیا کا تجربہ تھا۔ موجود تھے امام مسجد نے جماعت احمدیہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد صاحب کا ایک پیغام سنایا۔ جنھوں نے دو سال قبل اس مسجد کی بنیاد رکھی تھی۔ پیغام میں یہ دلچسپ عبارت تھی۔ "ہم عیسائیت کے برخلاف دشمنی نہیں رکھتے۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بڑا اور سچا نبی مانتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ رسول کریمؐ انہی کی پیشگوئی کے مطابق آئے۔ خداوند تعالیٰ نے مقدس بانیٔ اسلام کے ذریعہ سے دنیا کو آخری ہدایت دی۔ اور یہ ہدایت دنیا کے اختتام تک رہیگی۔ یہاں تک کہ اس زمانہ کے مصلح حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے آئے۔ ان کا کام اس آخری ہدایت کی سچائی کو قائم کرنا اور اس کے مخفی خزانوں کو ظاہر کرنا تھا۔ لہذا ہمارا کام وحدت کے اس مرکز میں پیار اور دیانتداری کے ساتھ ایک تنِ تنہا قادر خدا کی پرستش کو پھیلانا اور خالق کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں قائم کرنا ہے۔ ہم مختلف مذاہب کے پیرؤوں کے دلوں سے بغض و عداوت کو دور کرنے کی کوشش کریں گے اور تحقیقات کی سچی روح پیدا کرنے کے لئے اپنا پورا زور لگائیں گے۔ ہم اخلاق کے سنوارنے اور گناہ و تعدی کے مٹانے اور راست بازی کے احساسات پیدا کرنے کے لئے کوشش کریں گے۔ ہم سچے مساوات جس میں درجوں کے جائز فرق کو تسلیم کیا گیا ہے پیدا کرنے کی کوشش کرینگے۔ ہم برادری اور باہمی ہمدردی اور تعاون کے جذبات پیدا کرنے کے لئے زور لگائیں گے۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر عیسائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بھی اسلام کو دشمنی کی نگاہ سے نہ دیکھیں۔ اور اسلامی تعلیم کے نقائص معلوم کرنے کی بجائے

وہ اس کی خوبیوں کو تلاش کریں۔ کیونکہ مذہب کی سچائی دوسروں کے عیوب ظاہر کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنی تعلیم کی خوبیاں ثابت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ بھائیو! آج کل کا زمانہ شرک۔ لامذہبی۔ خدا سے تغافل۔ ملکوں کی دشمنی۔ قوموں کی منافرت اور فرقوں کی رنجشوں کا ایک افسوسناک نظارہ ہے۔ لہذا ہر ایک خدا سے پیار کرنے والے دیانت دار آدمی کا فرض ہے۔ کہ اپنی نیند سے بیدار ہو جائے۔ اور خدا کے گھروں کو بجائے لامذہبی اور نفاق کا مرکز بنانے کے خدا کی وحدت کے قلعے اور اتفاق کے مرکز بنائے ؛

(۲۲) ٹائمز۔ مورخہ ۵ر اکتوبر ۱۹۲۶ء

امیر فیصل کا مزید پیغام افسوس‘

امیر فیصل نے اپنا دلی افسوس ظاہر کرنے کے لئے ایک دوسرا پیغام بھیجا۔ اور کہا کہ اس کو اس کے باپ نے مسجد کے افتتاح سے روکا ہے۔ اور جس کام کے لئے وہ آئے تھے۔ اس کے کرنے میں انہیں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ مسجد کے خیر و برکت کے لئے انہوں نے دعا دی ؛

سلسلہ کے امام اور مسیح موعود کے جانشین مرزا محمود احمد صاحب کے ایک برقی پیغام سے مسجد کے مقاصد پر روشنی پڑتی ہے۔ اس مسجد کے مقاصد کی غلط تعبیر کرنے کا نتیجہ یہ ہوا تھا۔ کہ شاہ نجد جو تقویت مسجد کو دینا چاہتا تھا۔ اس سے دست بردار ہو۔ اس پیغام میں فرقہ کے امام نے خدا کا شکریہ ادا کیا۔ جس نے مغرب کے سب سے بڑے مرکز میں انہیں مسجد بنانے کی توفیق عطا کی اور انہیں اس قابل بنایا۔ کہ وہ اس بڑی نیکی کا معاوضہ دیں۔ جو ان کی گہری نیند کے زمانہ میں مغرب نے علوم کی مشعلوں کو ان کے سامنے روشن کرنے میں کی ہے۔ وہ مسجد کو اس تعلیم کا ظاہری نشان بتاتے ہیں۔ جس سے خدا کی محبت دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ جس سے اخلاق درست ہو جاتے ہیں۔ جس سے ضمیر کی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ جس سے اتفاق و مساوات قائم ہو جاتی ہے۔ جس سے غریبوں اور محتاجوں کو سہارا مل جاتا ہے۔ جب انہوں نے ۱۹۲۴ء میں مسجد کی بنیاد رکھی۔ تو ان کے دل میں سوائے اس تعلیم کے اور کچھ نہ تھا ؛

تصویر کا دوسرا پہلو

عام رائے تو آپ نے ملاحظہ فرمالی - اب خاص پادریوں کی حالت بھی دیکھ لیجئے
ریورنڈ جے ٹی ڈیوس لنڈن کا مشہور یونی ٹیرین پادری اپنے خط میں جماعت احمدیہ کو
مسجد کے بن جانے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور ان کی اس مراد کے بر آنے
پر کہ انہیں ایسی جگہ مل گئی جہاں وہ خدائے واحد کی پرستش کرسکیں وہ بہت خوشی کا
اظہار کرتا ہے وہ دعا کرتا ہے کہ ۳ اکتوبر کی رسم افتتاح بڑی برکات کا پیش خیمہ ہو۔
اور اس تحریک کا آغاز ہو جس سے بنی نوع انسان اس نہایت رحیم کریم خدا پر اپنا بھروسہ
اور ایمان مضبوط کریں۔ مجھے افسوس ہے کہ ضروری مشاغل کی وجہ سے میں افتتاح
کے دن شامل نہ ہو سکوں گا - مگر اس چرچ کے دیگر ممبر اس مبارک افتتاح میں ضرور
شامل ہونگے ؛

ڈرہم کے بشپ یعنی لاٹ پادری فرماتے ہیں :-
کہ مجھے چند روز ہوئے امام کی طرف سے ایک دعوتی رقعہ ملا تھا - کہ میں مسجد کے افتتاح
کے وقت وہاں حاضر ہوں - اگر میرا وہاں پہنچ سکنا آسان ہوتا تو میں ضرور اس دعوت
کو خوشی سے قبول کرتا - اس کے علاوہ خود تقریب کے وقت کئی پادری صاحبان موجود تھے
اس کے برخلاف بہت سے مذہبی انسان اب بھی انگلستان میں موجود ہیں جن کو
مسجد کے ساتھ دلی مخالفت ہے ؛

آرچ بشپ آف کنٹربری سب سے بڑے انگلستان کے پروٹسٹنٹ پادری ہمارے
دعوتی رقعہ کے جواب میں فرماتے ہیں۔ "آپ آسانی سے اس بات کو سمجھ لینگے کہ میرے لئے
مسلمانوں کی کسی تقریب میں شامل ہونا موزوں نہ ہوگا"

اس طرح رومن کیتھلک کے سب سے بڑے پادری کا جواب یہ ہے۔ "آپ جانتے
ہیں کہ ہم کسی اور مذہب کی عبادت میں شمولیت اختیار نہیں کرسکتے کیونکہ ہمارا یقین ہے
کہ ایمان عبادت پر مقدم ہے" ؛

لاٹ پادری صاحب کی خدمت میں لکھا گیا کہ ہم نے آپ کو عبادت میں شریک کرنے کے لئے نہیں بلایا بلکہ تقریب افتتاح میں شامل ہونے کے لئے۔ مگر پادری صاحب کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی۔ بلٹیپٹ ٹائمز جو مسیحوں کے ایک فرقہ کا اخبار ہے۔ یوں رقمطراز ہے اس مسجد کی تعمیر کو ایک چیلنج سمجھنا چاہیئے۔ مغرب اب تک مشرق کو مذھبًا اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتا رہا ہے مگر افسوس کہ اس نے اپنی طاقت کو اپنے گھر میں ہی کمزور کر دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب مشرق بھی مغرب کیطرف دیکھنے لگا ہے۔ اب مسلمانوں کی اذان کا نعرہ اس سرزمین میں سنایا جانے والا ہے۔" اس کے بعد وہ ان پادریوں پر اعتراض کرتا ہے جو افتتاح میں شریک ہوئے تھے اور ان کو متنبہ کرتا ہے کہ اگر عیسائیت کا کوئی حقیقی دشمن ہے تو وہ اسلام ہی ہے +

اسی طرح مقام کلکٹن میں ایک بحث کے دوران میں مسٹر لارنس نے بڑا تعجب ظاہر کیا کہ انگلستان کی تمام مسیحی جماعتوں نے کیوں متحد ہو کر ایسا مقابلہ نہ کیا کہ اس سرزمین پر یہ مسجد تعمیر ہی نہ ہو سکتی مگر اخبار کلکٹن گریفک میں ایک دوسرے شخص نے اس کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ کہ اگر یہی عمل عیسائی گرجوں اور مشنوں کے ساتھ دوسرے ممالک میں کیا جائے تو کیا ہمارے ملک کے باشندے اس کے برخلاف صدائے احتجاج بلند نہ کرینگے وغیرہ وغیرہ +

مسجد کے افتتاح کا فوری اثر اور اس سے فائدہ اٹھانیکی تجویز

مجھے اس موضوع پر خود کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ بہتر ہے کہ اس کے متعلق خود حضرت خلیفۃ المسیح علیہما السلام کا وہ خطبہ درج کر دیا جائے جو آپ نے قادیان میں ۲۶ نومبر کے دن بیان فرمایا +

خطبہ جمعہ

مینے ایک دفعہ پہلے بھی مسجد لنڈن کے افتتاح کے متعلق ذکر کیا تھا۔ اور آج اس کے ایک اور پہلو کے متعلق جماعت کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں +

اس تقریب اور اس شاندار افتتاح پر جس طرح اللہ تعالےٰ نے دنیا میں ایک تہلکہ اور زلزلہ برپا کر دیا ہے اور ایک شور پیدا کر دیا ہے۔ اور انکی طرف تمام دنیا کی نگاہیں اٹھادی

ہیں اس سے پہلے ایسی شاندار تقریب کبھی انگلستان کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ چنانچہ یورپ کے بڑے بڑے اخباروں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ انگلستان میں اس قسم کا عظیم الشان نظارہ عیسائی مذہب کی تقریب پر بھی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا +

یہ ان لوگوں کی آواز ہے۔ جو انگلستان کے عیسائی ہیں۔ ایک تو وہ لوگ انگلستان کے رہنے والے۔ پھر عیسائی۔ اور عیسائی بھی پختہ۔ اور اس کے ساتھ متعصب اور قومی تعصب میں بھی تمام دنیا کے عیسائیوں سے بڑھے ہوئے ہیں اور اس تعصب کے باعث کبھی کوئی عجیب بات کسی اور قوم کیطرف منسوب ہونا پسند نہیں کرتے۔ باوجود ان باتوں کے پھر ولایت کے بڑے بڑے اخبار والوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ کبھی کوئی ایسا شاندار اجتماع اور اس قدر دلچسپی رکھنے والی تقریب اس سے پہلے انگلستان میں نظر نہیں آئی۔ یہانتک کہ ایک بہت بڑے اخبار والے نے اس حد تک بھی لکھا ہے کہ یہ شاندار اجتماع اس بات کو ثابت کر رہا تھا۔ اور دلوں میں ایک گہری خلش پیدا کر رہا تھا۔ کہ اب انگلستان کو عیسائی مذہب کے علاوہ اور مذاہب میں بھی سچائی تلاش کرنی چاہیئے +

یہ وہ ہوا ہے جس سے ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ اب انگلستان کے خیالات کس طرف جا رہے ہیں۔ پھر صرف انگلستان میں ہی اس افتتاح کا چرچا نہیں۔ بلکہ تمام ملکوں اور تمام زبانوں میں اس واقعہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور تمام دنیا کے خیالات میں یک لخت عجیب تغیر پیدا ہو رہا ہے چنانچہ آج ہی جدہ سے ایک خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ یہاں ہم سلسلہ کی کتب لوگوں کو پڑھنے کے لئے دیتے تھے لیکن لوگ کبھی اس طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور نہ کبھی کتابیں ہی پڑھتے تھے۔ لیکن اب ہمارے گھروں میں آ کر لٹریچر مانگتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف انگلستان میں بلکہ تمام دنیا میں سلسلہ کی طرف رغبت پیدا ہو رہی ہے +

اور ضرور ہے کہ یہ غیر معمولی اور عالمگیر رغبت اپنا رنگ لائے۔ کیونکہ جب لوگ ہمارے لٹریچر کا مطالعہ شروع کریں گے۔ اور ہماری باتیں توجہ سے سنیں گے تو انکی خوشبو خود بخود انکو منوالا کرے گی۔ کوئی چیز اس وقت تک لوگوں کو اپنی طرف نہیں کھینچتی۔ جب تک لوگ اپنی آنکھوں کو بند رکھتے ہیں اور وہ چیز پردہ اخفا میں رہتی ہے۔ لیکن جب لوگ اس چیز کو کھولتے ہیں یا

وہ خود ظاہر ہوتی ہے تو اسکی خوشبو دلوں کو مائل کرتی چلی جاتی ہے۔ اور لوگ شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

جب اس افتتاح مسجد کی تقریب سے نہ صرف انگلستان میں بلکہ تمام دنیا میں اس سلسلہ کیطرف ایک زبردست رو چلنی شروع ہوتی ہے۔ تو اب ہمارے لئے اس عذر کی کوئی گنجایش نہیں رہی۔ کہ لوگ توجہ نہیں کرتے۔ بلکہ اب سوال یہ باقی ہے کہ ہم انکی توجہ سے فائدہ اٹھائیں اور کس طرح اٹھائیں۔

دنیا میں کسی قوم کے غالب آنے کے لئے پہلی چیز یہ ہے کہ اس کا رعب دلوں میں بیٹھ جائے۔ جب رعب بیٹھ جائے تو اس کے بعد دنیا کو فتح کرنا آسان ہو جاتا ہے کیونکہ رعب وہ چیز ہے جو اصلی طاقت و قوت سے بھی بہت زیادہ مفید ہے۔ دیکھو رسول کریمؐ نے جن چند باتوں پر فخر کیا ہے ان میں سے ایک رعب ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں نصرۃ بالرعب کہ میری نصرت رعب سے ہوئی ہے۔ دور دراز کے فاصلہ پر بھی دشمن کے دل میرے خوف اور رعب سے کانپ رہے ہیں۔ آپؐ نے یہ نہیں فرمایا۔ نصرۃ بالجنود کہ لشکروں کے ساتھ مجھے نصرت دی گئی ہے یہ اس لئے کہ دنیا میں جو اثر رعب کرتا ہے وہ دنیا کی کوئی طاقت اثر نہیں کرتی۔ لشکر وہ اثر نہیں کرتے جو رعب کرتا ہے اور قوت و طاقت وہ نتائج نہیں پیدا کرتی جو رعب پیدا کرتا ہے کیونکہ رعب خیالات کو منتشر کر دیتا ہے اور تمام طاقتوں کو کمزور اور پراگندہ کر دیتا ہے پس رعب کا دنیا کی کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔

پنجاب میں ایک لطیفہ مشہور ہے۔ جو بظاہر تو لطیفہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے مگر اس میں بڑی سچائی مخفی ہے مشہور ہے کہ ایک دفعہ چوہوں نے مشورہ کیا کہ یہ بلی جو ہر روز ہمیں تنگ کرتی ہے۔ اس کا کوئی علاج کرنا چاہیئے۔ دیکھو یہ تو ایک ہی۔ اور اس کے مقابل ہم کافی تعداد میں ہیں۔ ہم اگر سارے مل کر اس کا مقابلہ کریں۔ اور اسے پکڑ کر ایک دفعہ اس کا فیصلہ کر دیں۔ تو وہ ایک ہمارے مقابلہ میں کیا کر سکتی ہے اور کہاں تک ہمیں مار لیگی کسی نے کہا کہ میں اس کی ٹانگ پکڑ لونگا کسی نے کہا میں اسکی دوسری ٹانگ پکڑ لونگا۔ ایک نے کہا۔ میں اس کا منہ پکڑ لونگا۔ غرض اس طرح انہوں نے اپنے اپنے حصے آپکے پکڑنے کے لئے

ایک کام لے لیا۔ اور خیال کیا کہ بس اب بلی ماری گئی۔ ہم جب سارے مل کر کام کریں گے تو اس کے مارے جانے میں کیا شک ہو سکتا ہے اور بظاہر یہ درست معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعہ میں بلی کو مارنا چاہیں تو اس طرح وہ ضرور اسے مار سکتے ہیں۔ لیکن جو چیز انہوں نے نہیں سوچی تھی وہ بلی کا رعب تھا۔ اس اکیلی کا رعب اپنے اندر اس قدر طاقت رکھتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں ہزاروں چوہوں کی طاقت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اسی وجہ سے جو ان میں سے دانا تھا اس نے بھی یہی کہا کہ بیشک تم سب مل کر اسے پکڑ لوگے۔ لیکن یہ تو پہلے بتاؤ۔ کہ اسکی میاؤں کو کون پکڑے گا۔ کیونکہ جب وہ ابھی میاؤں ہی کریگی۔ تو نہ تمہارے ہاتھوں میں طاقت رہیگی نہ تمہارے پاؤں میں طاقت رہیگی۔ تو یہ لطیفہ درحقیقت اس بات کے بیان کرنیکے لئے مثال بنایا گیا ہے کہ جو کام رعب دنیا میں کرتا ہے وہ طاقت اور قوت نہیں کر سکتی۔ اس لئے رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ میرا رعب دلوں پر بیٹھا دیا گیا ہے۔ اب جہاں میں جاتا ہوں دشمن کا دل کانپ اٹھتا ہے اور وہ اپنی طاقت کو بھول جاتا ہے اسکے خیالات منتشر ہو جاتے ہیں اور وہ میرے سامنے ایک بچہ کی حیثیت میں ہو جاتا ہے؎

پس پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ غالب آنیوالی قوم کو دیتا ہے وہ رعب ہے۔ اس قوم کو رعب دیا جاتا ہے جسکی وجہ سے وہ ہر چیز پر غالب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور کوئی چیز ان کے مقابلہ پر نہیں ٹھہرتی۔ اب دیکھو ایک پولیس مین کے آنے پر یا ایک معمولی افسر کے آنے پر سب پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اکیلا ہوتا ہے اسکی یہی وجہ ہے کہ اسکے پیچھے حکومت کا رعب ہوتا ہے۔ تو اب اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ہمارے لئے ایسے سامان تو پیدا کر دئیے ہیں کہ جن سے سلسلہ کا رعب قائم ہو گیا ہے؎

چنانچہ یورپ کے لوگوں نے بھی اس بات کو لکھا ہے کہ امیر فیصل کے رو کنے کی یہ وجہ بھی ہے کہ یورپ کے مسلمانوں کے دل اس بات کو دیکھ کر جل گئے ہیں کہ وہ باوجود تعداد اور مال میں ہماری نسبت کروڑوں درجہ زیادہ ہونیکے پھر اس کام میں کامیاب نہ ہو سکے جس میں ایک چھوٹی سی جماعت کامیاب ہو گئی ہے۔ ادھر یہی خیال انکے لئے محرک ہوا کہ چلو اس جگہ کو بھی جل کر دیکھیں کہ جس کے افتتاح کے لئے امیر فیصل مکہ سے چلکر آیا۔ اور پھر مذہبی حساد کے

روکنے کی وجہ سے اس تقریب سے رُک گیا۔ اور درحقیقت اس میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا تھا کہ اسکی مسجد کسی انسان کی مرہون منت ہو۔ بلکہ اسکے شاندار افتتاح اور اسکی عظمت و شہرت کے سامان اللہ تعالیٰ نے خود ہی پیدا کر دیئے۔ چنانچہ بعض اخباروں میں تین تین دن تک افتتاح کی خبروں کا تانتا لگا رہا۔ یورپ کے اخباروں کی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ ایک ایک خبر کے شائع کرنے میں سبقت کرنے کے لئے ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ اور پھر ایک دفعہ شائع ہونیکے بعد دوسری دفعہ وہ کبھی شائع نہیں کرتے اور اگر کسی وجہ سے کسی اور اخبار کے ذریعہ وہ خبر پہلے شائع ہو جائے۔ تب بھی اسے شائع نہیں کرتے۔ لیکن افتتاح مسجد کے متعلق ولایت کے ایک ایک اخبار مثلاً ٹائمز جیسے اخبار نے بھی تین دن متواتر خبریں درج کیں اور یہ نہیں خیال کیا کہ اب یہ خبر پرانی ہو گئی ہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انگلستان کے ہر گھر میں مسجد کے متعلق ایک شور پڑا ہوا ہے اور چرچا ہو رہا ہے *

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر رعب اور عزت جو سلسلہ کو بخشی ہے۔ اس سے فائدہ اُٹھانیکی کیا صورت ہے ان لوگوں کے دلوں میں اب جوش پیدا ہو گیا ہے کہ وہ اسلام کی صحیح تعلیم کا مطالعہ کریں۔ اور مسلمانوں سے ملیں۔ انکی مذہبی حالت انکی دینی حالت کے متعلق دریافت کریں۔ لیکن اگر ہمارے پاس اس کام کے لئے کافی لٹریچر نہ ہو جو ان کے ان جذبات کو جو ان میں پیدا ہو گئے ہیں۔ ٹھنڈا کر دے تو وہ ضرور پھر دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہونگے اور ان کے پاس جائیں گے۔ اور اس طرح گویا ہماری تمام محنت اور لاکھوں روپیہ کا خرچ بالکل ضائع چلا جائے گا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب ہماری جماعت کے لئے بہت بڑی ذمہ واری ہے *

ایک تو پہلے میرے ہی وہاں جانے سے انکے اندر زبردست ہیجان پیدا ہو چکا تھا کیونکہ وہ لوگ تو مسیح کا نائب پوپ کے سوا اور کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ ان کو یہ کہاں علوم تھا کہ اور مسیح بھی مسلمانوں میں پیدا ہوا ہے جس کا نائب ہمارے ملک میں آئے گا۔ اس لئے پہلے تو میرے وہاں جانے سے انکے اندر ایک بہت بڑا ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ چنانچہ

اسی وجہ سے اس کثرت سے انہوں نے ہمارے فوٹو لئے کہ ہم تھک جاتے تھے۔ بڑی بڑی اخباروں کے نمائیندے ملنے کے لئے آتے تھے اور ہمارے متعلق متواتر اخبارو ں میں اس کثرت کے ساتھ ذکر ہوتا رہا۔ کہ ایک نمائیندے نے ہمارے ایک دوست کو کہا کہ آپ اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ کہ آپ کو یہاں کس قدر عزت ملی ہے آپ کے خلیفہ کی آمد پر اسکے متعلق اخباروں میں چھ چھ سات سات دفعہ حالات شائع ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہاں بڑے سے بڑے بادشاہ کا بھی سوائے ایک دو دفعہ کے اخباروں میں ذکر نہیں ہوتا۔ تو ایک میرا وہاں جانا خود ایک ایسی تحریک تھی۔ جس سے ان کے طبائع میں ایک جوش پیدا ہو چکا تھا۔ پھر امیر فیصل والا معاملہ درمیان میں آگیا۔ جس سے سلسلہ کی شہرت ہوئی۔ اور پھر باوجود اس کے رک جانیکے ایسے شاندار افتتاح کا ہونا جس سے نہ صرف انگلستان میں بلکہ تمام دنیا میں ہل چل مچی ہوئی ہے۔ اس لئے اور بھی ان لوگوں کے دلوں میں ایک غیر معمولی رغبت اسلام کیطرف پیدا کر دی ہے۔ غرض تھوڑے سے روپیہ کے خرچ کرنے سے اتنی عظیم الشان لہر کا پیدا ہو جانا ایک ایسی بات ہے کہ اب اگر ہماری غفلت سے یہ تحریک ٹھنڈی پڑ جائے۔ اور اسکے مفید نتائج نہ نکلیں۔ تو پھر شاید کروڑوں روپیہ بھی خرچ کرنے سے اس قسم کی تحریک نہ پیدا ہو سکے۔

جب تک میلان نہ ہو تب تک اشتہار دینا بھی کچھ کام نہیں دیتا اس لئے ان حالات کے ہوتے ہوئے اب ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہماری طرف سے سلسلہ کا لٹریچر ایسے رنگ میں شائع ہو۔ کہ جس سے ان لوگوں کو سلسلہ کیطرف پورے زور سے توجہ پیدا ہو۔ اور ان تک لٹریچر پہنچانے کا یہی طریق ہے کہ انگریزی دان دوست انگریزی میں مضامین لکھنے کیطرف توجہ کریں۔ میں نے بہت سے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی لیکن افسوس کہ سوائے ایک دو دوستوں کے اور کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ یہ خیال کرنا کہ انگلستان کے مبلغ ہی مضامین بھی لکھیں گے۔ لوگوں کو بھی ملیں گے۔ ملاقاتیں بھی کرینگے۔ سوسائٹیوں میں بھی شامل ہونگے لیکچر بھی دینگے۔ اور رپورٹیں بھی یہاں بھیجیں گے یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ پدی آسمان کو سر پر اٹھائے یہ کس طرح

ممکن ہے کہ ایک ہی آدمی حساب کتاب بھی رکھے۔ رپورٹیں بھی بھیجے۔ لیکچر بھی دے اور سوسائیٹیوں میں بھی شامل ہو ملاقاتیں بھی کرے اور ہر وقت مکان پر بھی موجود رہے اور پھر مضامین بھی لکھے۔ حالانکہ صرف ملاقات کرنا ہی ایک ایسا کام ہے کہ جس پر بعض دفعہ دو دو تین تین گھنٹے صرف ہو سکتے ہیں۔ اور ملاقات میں ناممکن ہے کہ ایک شخص جو دُور سے گھر پر ملاقات کے لئے آیا ہے اسے چند منٹ مل کر وہیں چھوڑ دے۔ اور دوسرے کاموں میں لگ جائے اور پھر باقی کاموں میں سے بھی کوئی ایسا کام نہیں جسے وہ چھوڑ سکیں۔ مثلاً یہ بھی ناممکن ہے کہ وہ سوسائیٹیوں میں جانا چھوڑ دیں۔ اور یہ بھی ناممکن ہے کہ وہ لیکچر چھوڑ دیں۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ بچوں کو یا اور نو مسلموں کو پڑھانا چھوڑ دیں اور یہ بھی ناممکن ہے کہ ملاقاتیں چھوڑ دیں۔ ہاں اگر ہو سکتا ہے تو یہ ہو سکتا ہے کہ ریویو کے کام کی تخفیف ان سے کی جائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اگر دوست ریویو میں اعلیٰ درجہ کے مضامین نکالیں تو ان کا ہاتھ بٹ جائے گا۔ کیونکہ کم از کم ہماری جماعت میں ایک سو انگریزی دان دوست ہیں۔ جن میں ہر آدمی بھی اگر تین صفحہ کا مضمون بھی سال بھر میں لکھے۔ تو دو سال تک صرف انکے ہی مضامین سے اخبار چل سکتا ہے۔ اگر نصف بھی سمجھ لیں اور تین ماہ میں پانچ صفحہ کا مضمون لکھیں تب بھی ریویو کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے اور ایسا مضمون جسے تین ماہ میں بڑی تحقیق کے ساتھ لکھے گا۔ نہایت اعلیٰ درجہ کا علمی مضمون تیار ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ مثلاً ہزار صفحہ میں سے اگر ۱۰۰ صفحہ بھی چھانٹ لیا جائے تو وہ نہایت اعلیٰ درجہ کے مضامین ہونگے۔ یورپ کے لوگوں میں یہ قاعدہ ہے کہ وہ ہر مضمون نہیں چھاپ دیتے۔ پس جب تک ریویو میں اس قسم کے اعلیٰ مضامین نہ نکلیں جو اسلام کے تمدن۔ اسلام کے اخلاق اور اسلام کی سیاست اور مذہبیت غرض اس کے مختلف شعبوں کے متعلق ہوں۔ تب تک اسلام کا رُعب یورپ میں قائم نہیں رہ سکتا اور اسلام نہیں پھیل سکتا۔ اور جو انگریزی نہیں جانتے وہ دو طرح سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ایک تو اسلام کی مالی خدمت میں پہلے سے زیادہ باقاعدہ ہو جائیں۔ اگر صرف باقاعدگی اور اخلاص کے ساتھ فرض ادا کریں تو بھی بہت بڑے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ دوسرے جو

لوگ سُست بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور بجائے کام کرنے کے دوسروں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ وہ سُست بیٹھنا اور اعتراض کرنا چھوڑ دیں۔ اور اسکی بجائے دُعاؤں کے ساتھ کام لیں۔ تجربہ بتاتا ہے کہ زیادہ تر اعتراض کرنے والے ہی کام میں سُست ہوتے ہیں۔ ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی کہ اعتراض کرنے والا سلسلہ کی پورے طور کی خدمت بجالاتا ہو۔ آجتک ایک مثال بھی اس قسم کی نہیں ملتی۔ کہ معترض کو کام کرنے کی توفیق ملی ہو۔ کیونکہ اعتراض کرنے والے کے دل میں محبت اور اخلاص نہیں ہوتا۔ اور محبت اور اخلاص کے ہوتے ہوئے کبھی اعتراض نہیں پیدا ہوتے ÷

پھر تجربہ یہ بھی بتاتا ہے کہ جب کبھی بھی اعتراضات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ تو سلسلہ کی تباہی ہوتی ہے۔ اور یہ کہنا کہ ہم نے اخلاص اور ہمدردی سے اعتراض کیا ہے یہ بھی بالکل غلط طریق ہے۔ اس سے نہ کبھی اصلاح ہوئی اور نہ ہو گی۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی کسی کو جوتے مارے اور کہے۔ میری غرض تو اس سے تمہاری عزت پیدا کرنا ہے کیا یہ کبھی ہوسکتا ہے کہ سلسلہ کے کاموں اور مرکزی کاموں کے لئے محبت و اخلاص بھی ہو۔ اور پھر اعتراض بھی کرتے چلے جائیں۔ پس بجائے اعتراضات میں طاقتیں خرچ کرنے کے خدمت دین میں اپنی طاقتیں خرچ کرو ÷

دوسرا ذریعہ مدد کرنے کا یہ ہے کہ اپنے دلوں میں خشیت پیدا کرکے خدا تعالیٰ کے حضور دُعائیں کریں۔ کہ ان موجودہ تغیرات کو ہمارے لئے مفید کرے۔ یہ دو طریق ہیں جن سے جماعت کے دوست مدد کرسکتے ہیں ÷

یاد رکھو کہ سُست اور نکمے معترض جماعت اور سلسلہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ انکی غفلت کا بوجھ انکی ہی گردن پر ہو گا۔ یہ کبھی نہیں ہو گا کہ کام کرنے والوں کے انعامات اور اجران کو دیئے جائیں۔ بلکہ وہی لوگ نعمتوں کے وارث ہونگے جو سچے طور پر دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو خود تو غفلتوں میں پڑے ہوتے ہیں اور دوسرے کام کرنیوالوں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی درگاہ سے دھتکارے جائینگے بعد اس کے کہ انکو بلایا گیا تھا۔ اور وہ مارے جائینگے۔ بعد اس کے کہ وہ زندہ کئے گئے

تھے۔ آخر میں مَیں دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سچا تقویٰ اور اخلاص عطا کرے اور ہر قسم کی ٹھوکروں اور ابتلاؤں سے محفوظ رکھے ٭

خاتمہ و دُعا

خود کنی و خود کنانی کار را - خود دہی رونق تو ایں بازار را

اس خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جو اپنے بندوں کے کام خود کرتا ہے مگر اجر اور ثواب ان کے اعمالنامہ میں لکھ دیتا ہے۔ یہ محض اسی کا فضل تھا کہ ایک کمزور جماعت کو اس نے ایسے کام کی توفیق دی جسکی کوشش بادشاہوں اور قوموں نے کی مگر ان کو کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ یہ اسکی غریب نوازی اور ذرہ پروری ہے۔ ورنہ ہم لوگ کہاں۔ اور لندن میں خدا کا گھر کہاں؟ اور پھر ان لوگوں کے دلوں کا اس طرح مائل ہو جانا کہاں؟ یہ سب اسکی قدرت نمائی ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیءٍ قدیر

پس اے جماعت احمدیہ کے قابل رشک ممبرو۔ اور اے الٰہی سلسلہ کی لڑی کے درخشندہ گوہرو۔ آؤ ہم اس خدا کی حمد و ثنا کریں اور اسی سے یہ دُعا کریں کہ جس طرح یہ اینٹ پتھر کی مسجد محض اسکے احسان اور کرم سے ظہور میں آئی ہے اسی طرح ہم کو قلوب کی مسجد بھی عطا فرماوے یہ جہان اس وقت سخت اندھیرے میں ہے اور دُنیا ہدایت سے بے بہرہ۔ اور اکثر حصّہ آدم کی نسل کا رُوحانی آنکھوں سے اور کانوں سے معذور ہے نیکی اور بدی کی تمیز معدوم ہے خدا کی معرفت اور محبت کی جنس بازار عالم سے مفقود ہو گئی ہے ہر کس و ناکس جیفہ دُنیا پر گرا پڑتا ہے اور آخرت کیطرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا پسند بھی نہیں کرتا۔ اے ہمارے خداوند خدا تُو ہی اس حالت کو دُور کر سکتا ہے اور صرف تُو ہی ایسا انقلاب پیدا کر سکتا ہے جس سے مادر زاد اندھے سوجاکھے ہو جائیں اور بہرے سُننے لگیں۔ لنگڑے چلنے لگیں اور مجذوم تندرست ہو جائیں ٭

دیکھ دنیا کے آخری دن آ گئے اور تیرے وعدے ہمارے ساتھ بڑے بڑے ہیں اور ہماری ساری امیدیں تجھ ہی میں ہیں۔ ایسا کر کہ ہماری غفلتوں اور کمزوریوں کیطرف نہ

دیکھ بلکہ اپنی عظمت اور شان کیطرف نظر کر۔ اور اپنے وعدوں کو پورا کر۔ اس تاریک دُنیا کو نور اسلام سے منور اور بھرپور کر۔ کفر اور ظلمت کی تاریکی کو ہٹا۔ اور تمام قوموں اور تمام بنی نوع انسان کو اس سچی توحید کے مرکز پر جمع کر دے جس کے اعلان کے لئے یہ چھوٹی سی مسجد ہم نے تیرے نام پر وقف کی ہے۔ آمین۔ اللھم صل علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ وعلیٰ عبدک المسیح الموعود وآلہ واصحابہ اجمعین ✣

قطعہ تاریخ افتتاح مسجد احمدیہ لنڈن

چوں مسجدِ لندرا کشودند — وا شُد بفرنگ بابِ تبلیغ
ایں مژدہ بجہاں جہاں رسیدہ — یورپ شُدہ فیضیابِ تبلیغ
از مہرِ منیر ہم گذشتہ — رخشائیِ آفتابِ تبلیغ
با دولت و حشمتِ حکومت — کس گشت نہ بہرہ یابِ تبلیغ
ایں فضلِ خدائے ذوالمنن بیں — بخشید بما ثوابِ تبلیغ
شمشیر نگر حریفِ شمشیر — تبلیغ ببیں جوابِ تبلیغ

تاریخ چنیں نوشت مظہر
طالع شدہ "آفتابِ تبلیغ"
۱۹۲۶

بجز فضلِ خداوندی چہ درمانے ضلالت را — نہ بخشد سود اعجازے تہیدستانِ قسمت را
اگر بر آسماں صد ماہتاب و صد خورے تابد — نہ بیند روزِ روشن آنکہ گم کردہ بصارت را
تو اے دانا بترس از آنکہ سوئے او بخواہی رفت — بہ دنیا دل چہ مے بندی چہ دانی وقتِ رحلت را
مشو از بہرِ دنیا سرکشِ فرمانِ احدیت — مخر از بہرِ روزے چند اے مسکین تو شقوت را
اگر خواہی کہ یابی در دو عالم جاہ و دولت را — خدا را باش و از دل پیشۂ خود گیر طاعت را
غلامِ درگہش باش و بعالم پادشاہی کن — نیا شد ہیچ از غیرے پرستارانِ حضرت را

نوا ز دل سوئے یار تو بیا تا نیز یار آید — محبت مے کشد یا جذبِ روحانی محبت را
خدا در نصرتِ آنکس بود کو ناصرِ دین است — ہمیں اُفتاد آئیں از ازل درگاہِ عزت را
اگر باور نمے آید بخواں ایں واقعاتم را — کہ تا بینی تو در ہر مشکلم انواعِ حضرت را
ہر آں کو یابد از درگاہ از خدمت ہمی یابد — کہ غفلت را سزائے ہست و اجرے ہست خدمت را
من اندر کارِ خود حیرانم و راہش نمے دانم — کہ من بے خدمتے دیدم چنیں نعما و حشمت را
نہاں اندر نہاں اندر نہاں اندر نہاں ہستم — کجا باشد خبر از ما گرفتارانِ نخوت را
برائے رحمت از درگاہِ باری بشنوم ہر دم — اگر کرمے کنند لعنت چہ وزن آں ہرزہ لعنت را
اگر در حلقۂ اہلِ خدا داخل شوی بانے — نوشتیم از رہِ شفقت کہ ماموریم دعوت را

ضمیمہ

لنڈن ۲۳ ستمبر ۱۹۲۶ء - امیر فیصل آج بخیریت پہنچ گئے ہیں - نہایت کامیابی کے ساتھ ان کا استقبال کیا گیا - افتتاح کے لئے ۳ - اکتوبر تاریخ مقرر ہوئی ہے - انکی دعوت ہوٹل ۲۹ ستمبر کو کیجائیگی + آجکل مصروفیت بہت زیادہ ہے حضور سے دُعا کی درخواست ہے

درد

لنڈن پنجم اکتوبر - رائٹر کو معلوم ہوا ہے - کہ امیر فیصل ابن سعود ساؤتھ فیلڈس کی مسجد کی رسم افتتاح کو ادا نہ کرینگے - جو پرسوں تیسری اکتوبر کو ہونے والی تھی - اس ارادہ کی تبدیلی کی وجہ نہیں معلوم - لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ مکہ معظمہ سے ایک تار کے آنے کے بعد ایسا کیا گیا +

لنڈن ۲ / اکتوبر - مسجد کے افتتاح کے متعلق امیر فیصل نے جو تامل کیا - اسکی وجہ یہ معلوم ہوئی ہے کہ ولایت کے اخبارات میں بعض غلط بیانات شائع ہو گئے تھے جنکو مصری اخباروں نے نقل کیا - وہ یہ کہ امام مسجد نے بیان کیا ہے کہ یہ مسجد عیسائیوں کے لئے بھی ایسی ہی کھلی ہے جیسی کہ مسلمانوں کے لئے - یہ بیان مکہ (معظمہ) میں مشہور ہو گیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں سے شہزادہ فیصل کو ممانعت کا تار بھیجا گیا +

قادیان ۲۹ ستمبر ۱۹۲۶ء

سلطان ابن سعود کو تار دیا ہے۔ آپ امیر فیصل سے درخواست کریں کہ وہ سلطان ابن سعود کو تار دیں کہ اس معاملہ میں یہاں تک آگے بڑھنے کے بعد پیچھے ہٹنا اسلام اور آپکی حکومت کو غیر مسلموں کی ہنسی کا نشانہ بنا دے گا۔ ابن سعود کی حکومت پہلے ہی ہندوستان کے عوام کی ہمدردی اپنے ہاتھ سے کھو چکی ہے اور اب اس طرح سمجھدار اور تعلیم یافتہ طبقہ بھی ان سے برگشتہ ہو جائے گا۔ اگر امیر فیصل افتتاح میں شرکت نہ کریں تو مسٹر قلبی سے مشورہ کر کے مقامی حالات کو مدنظر رکھ کر مناسب کارروائی کریں۔ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ مسجد کا افتتاح بہرحال کر دینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو بابرکت کرے گا۔

قادیان ۲۹۔ اکتوبر

بخدمت ہز میجسٹی سلطان آف مکہ

لنڈن کے ایک بحری پیغام سے معلوم ہوا ہے کہ جناب نے امیر فیصل کو مسجد کی تقریب افتتاح میں شرکت سے روک دیا ہے۔ براہ نوازش امیر فیصل کو شرکت کے لئے ارشاد فرما دیں۔ ورنہ جناب کی حکومت عیسائی دنیا کی ہنسی کا نشانہ بن جائیگی۔ ہندوستان کے عوام الناس پہلے ہی جناب کی حکومت کے خلاف ہو چکے ہیں۔ سمجھدار اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کا یہ موقعہ جناب کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

مرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ قادیان

مکہ معظمہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء

بخدمت مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان

ہم نے امیر فیصل کو شرکت سے اس لئے منع کیا ہے کہ اخبار الاحرام نے مارننگ پوسٹ سے خبر لیکر یہ مضمون شائع کیا تھا کہ یہ مسجد ہر مذہب وملت کے لئے عبادت گاہ ہو گی ہم نے

امیر فیصل کو یہ تار دیا ہے کہ اگر یہ مسجد ہر مذہب کے لئے عبادت گاہ ہوگی تو شرکت نہ کریں۔ لیکن اگر یہ مسجد صرف مسلمانوں کے لئے ہے تو ہندوستانی۔ مصری اور انگلستان کے مسلمانوں سے اس بارہ میں اطمینان کر کے تقریب میں شریک ہو جائیں اور اس کی بہبودی کا خیال رکھیں ؎

بادشاہ حجاز و سلطان نجد

عبدالعزیز

قادیان یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء

بخدمت درد صاحب لنڈن

سلطان نجد نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ انہوں نے امیر فیصل کو شرکت سے اس لئے منع کیا تھا کہ انہوں نے الاحرام میں مارننگ پوسٹ سے لے کر یہ لکھا ہؤا پڑھا تھا کہ یہ مسجد ہر مذہب و ملت کے لئے عبادت گاہ ہوگی۔ اور یہ کہ انہوں نے امیر فیصل کو یہ اطلاع دے دی ہے کہ وہ ہندوستانی۔ مصری اور انگریز مسلمانوں سے اس بارہ میں اطمینان کر کے کہ یہ مسجد واقعی مسجد ہی ہے اس تقریب میں شرکت کریں۔ مناسب انتظام کر لیں ؎

(حضرت) خلیفۃ المسیح

قادیان

لنڈن ۱۲۔ اکتوبر ۲۶ء

بحضور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح

امیر فیصل ابھی تک مکہ سے حکم کے انتظار میں ہیں۔ شیخ عبدالقادر صاحب جنوا سے لنڈن پہنچ گئے ہیں۔ اور انہوں نے بھی ہماری تائید میں مکہ معظمہ تار دیا ہے۔ ہماری تجویز ہے کہ اگر امیر فیصل شرکت نہ کریں تو شیخ عبدالقادر صاحب سے

افتتاح کروایا جائے ۔

درد

لنڈن ۳۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء

بحضور حضرت خلیفۃ المسیح

خدمت اقدس میں تہ دل سے مبارک باد عرض ہے۔ الحمد للہ کہ اس تقریب میں شاندار کامیابی اللہ تعالٰے نے عطا فرمائی۔ شیخ عبد القادر صاحب نے آج سہ پہر کے ۳ بجے مسجد کا افتتاح کیا۔ حاضرین کی تعداد چھ سو سے زیادہ تھی۔ چار سو سے زائد کا جم غفیر باہر کھڑا دیکھ رہا تھا۔ گیارہ قونسل خانے۔ چھ پیرز (لارڈز)، بارہ ممبر پارلیمنٹ۔ مہاراجہ بردوان سر مائیکل اوڈوائر۔ سر عباس علی۔ مئیر آف وانڈزورتھ مسٹر سیبن اور بہت مشہور نمائندے بری دبحری فوج۔ اور سول سروس کے مصری شامی۔ اطالی۔ مغربی۔ اور مشرقی افریقہ کے لوگ۔ عراقی ملائی۔ اور ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگ اس تقریب میں شامل ہوئے۔ اور لوگ مانچسٹر۔ ڈنڈی۔ ایڈنبرا۔ لورپول لسٹر۔ ڈاربی۔ نیو کیسل۔ بلیک پول۔ آکسفورڈ۔ کیمبرج تک اس میں شریک ہونے کے لئے آئے۔ لنڈن کے ہر حصہ کے لوگ موجود تھے۔ حضور کا پیغام افتتاح کے وقت پڑھ کر سنایا گیا اور چھپا ہوا لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔ جس کو حاضرین نے بہت ہی پسند کیا۔ اس کے بعد مَیں نے اپنا ایڈریس پڑھا اور میرے بعد شیخ عبد القادر صاحب مہاراجہ بردوان اور سر عباس صاحب نے تقریریں کیں۔ تمام حاضرین مسجد کے کامیاب افتتاح پر مبارک باد کہتے تھے مبارکبادی کے پیغامات جو حیدر آباد۔ پنجاب۔ صوبہ سرحدی برار۔ ماریشس۔ امریکہ۔ کراچی۔ سماٹرا۔ بہار۔ بنگال۔ مدراس۔ نائیجیریا۔ گولڈ کوسٹ سے آئے تھے پڑھے گئے۔ اس کے بعد پہلے نماز ادا کی گئی۔ اور بعد ازاں ایک بڑے خیمے کے نیچے مہمانوں کی خدمت میں ریفریشمنٹ (ناشتہ) پیش کیا گیا۔ اس موقعہ پر چار انگریزوں نے اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا۔ پریس نے بہت ہی

دلچسپی لی۔ بہت سے فوٹو گرافر اور سینما کے لئے فوٹو لینے والے موجود تھے۔

درد

ڈلہوزی ۸۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء

بخدمت درد صاحب لنڈن

ہم انشاء اللہ ۱۱ تاریخ کو ڈلہوزی سے قادیان روانہ ہونگے۔ کچھ بھی ہو لیکن امیر فیصل نے اتنے لمبے سفر کی صعوبت محض ہماری خاطر اُٹھائی۔ ان کی روانگی کے وقت ان کو نہایت خلوص سے الوداع کہیں۔ اور انکی خدمت میں دو فوٹو مسجد کے ایک ان کے لئے۔ اور ایک ان کے والد سلطان نجد کے لئے پیش کریں۔ اور ان سے کہیں کہ جماعت احمدیہ بہر حال سلطان نجد کی اور ان کی مشکور ہے۔ اور امید کرتی ہے کہ آپ اس غلط فہمی کو دُور کر دیں گے۔

(حضرت) خلیفۃ المسیح

قادیان

ضروری اطلاع

یہ کتاب

اور اسی طرح دیگر وہ تمام کتابیں جو
اسلام اور احمدیت کی تائید میں قادیان سے
شائع ہوتی ہیں۔

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

سے مل سکتی ہیں۔ تفصیل کیلئے
بکڈپو کی فہرست کتب ملاحظہ ہو۔ جو
مفت ملسکتی ہے۔

مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب